تعلموا العلم و علموه الناس

تذکرہ علمائے فرنگی محل

مؤلفہ

جناب عنایت اللہ صاحب ظلہ العالی انصاری فرنگی محلی مہتمم مدرسہ عالیہ نظامیہ

باہتمام سید محمد اشفاق حسین رضوی منیجر

اشاعۃ العلوم برقی پریس فرنگی محل لکھنؤ

فہرست تذکرہ علمائے فرنگی محل

مشاہیر علمائے فرنگی محل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا من تقدس ذاتہ عن شوائب الانساب والقبائل و تنزہ جنابہ عن اتخاذ الاولاد والحلائل اسئلک ان تصلی و تسلم علی حبیبک اکرم المخلوقات الذی آدم و من دونہ تحت لوائہ یوم یحشر فیہ الاواخر والاوائل و علی آلہ و صحبہ حسن السجایا والشمائل اللھم احشرنی تحت لواء ھذا السید الامین و ادخلنی فی الجنۃ مع خدمہ الانصار والمھاجرین۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر محمد عنایت اللہ بن جناب مستطاب مولوی محمد شرافت اللہ انصاری فرنگی محلی گذارش کرتا ہے کہ عرصے سے میرا خیال تھا کہ حضرت قطب شہید ملا قطب الدین سہالوی کی اولاد کا ایک مفصل تذکرہ لکھوں اور اسمین اُن تمام ضروری امور کو جمع کر دون جو مجھ سے پہلے تذکرہ نویسون نے مختلف جگھون پر تحریر فرمائے ہین اسی بنا پر مین نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی رسالہ آثار الاول کا ضمیمہ بزبان عربی لکھا تھا مگر اسکی اشاعت کی نوبت نہین آئی تھی کہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ جسکے بعد متعلقین حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایسی پریشانیون مین مبتلا ہو گئے کہ ان امور کیجانب توجہ دشوار ہو گئی۔ اس عرصہ مین محب اکرم سراپا الطاف و کرم مولوی حاجی محمد الطاف الرحمٰن صاحب نے تذکرہ کیا کہ احوال علمائے فرنگی محل مؤلفہ ممدوح کے مطبوعہ نسخے

اب باقی نہین ہین اور اکثر حضرات اُسکے طلبگار رہین اگر کوئی صاحب اضافہ جدید کے ساتھ علمائے فرنگی محل کے حالات تحریر فرمادیتے تو طبع کرا دیے جاتے۔ مجھے خیال ہوا کہ اگر اس بار کو مین اپنے سر لیلون تو مجھکو یہ بھی موقع ہوگا کہ اس ضمن مین دیگر علمائے فرنگی محل کے تذکرہ کیساتھ حضرت اُستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مختصر تذکرہ قلمبند کر سکونگا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کامل سوانح زندگی مجلس اشاعت العلوم (جو مولانا کی یادگار مین قائم ہوئی ہے) شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے مگر بظاہر ابھی اُسمین تاخیر ہے۔ اسلیے مختصرًا ہی سہی حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھنا مین نے اپنے لیے ضروری سمجھا اسلیے مین نے محب ممدوح سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ اس کام کو پورا کر دونگا۔ چنانچہ یکم محرم الحرام ۱۳۴۸ھ سے مین نے اس تذکرہ کو لکھنا شروع کیا اور محرم کے اختتام پر اسکا اتمام ہوگیا۔ اس رسالہ کا نام "تذکرۂ علمائے فرنگی محل" ہے جو محب ممدوح کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اس تذکرہ کے لکھتے وقت گو بہت سی کتابین میرے پیش نظر تھین مگر مین نے جنپر زیادہ اعتماد کیا ہے وہ حسب ذیل ہین۔

حسرۃ المسترشد۔ آثار الاول۔ یادداشت حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ۔ (مصنفات حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ)

رسالہ قطبیہ۔ (مصنفۂ مولانا عبد الاعلی بن بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہما)

مقدمہ حواشی ہدایہ۔ مقدمہ سعایہ و عمدۃ الرعایہ۔ التعلیق الممجد۔ حسرۃ العالم۔ النافع الکبیر۔ الفوائد البہیہ۔ خیر العمل۔ (مصنفات حضرت مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ)

عمدۃ الوسائل۔ اغصان اربعہ۔ (مصنفات مولانا ولی اللہ فرنگی محلی)

الاسرار العالیہ فی مناقب الوالیہ۔ (مصنفۂ مولانا عبد الغفار فرنگی محلی)

تکملۂ خیر العمل۔ (مولفہ مولانا عبد الباقی صاحب قبلہ مدظلہ فرنگی محلی)

اغصان الانساب۔ (مصنفۂ شیخ رضی الدین محمود فتحپوری انصاری)

گلزار انصار۔ (مصنفۂ شیخ الٰہی بخش انصاری)

مآثر الکرام۔ (مصنفۂ علامہ آزاد بلگرامی)

احوال علمائے فرنگی محل۔ (مصنفۂ مولانا الطاف الرحمٰن صاحب قدوائی)

ان کتابون مین سب سے زائد خیر العمل اور اغصان اربعہ سے مین نے استفادہ کیا ہے اور اکثر جگہ

خیر العمل کے پورے مضمون کو بجنسہٖ اُردو مین لکھدیا ہے۔ اختصار کے خیال سے اکثر جگہ بعض حضرات کے نامون کے بدلے مختصر القاب لکھدیے ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مختصر لقب	مراد
(۱) حضرت سید السادات	حضرت سیدی و مولائی قطب الاقطاب شیخ الشیوخ محبوب قادر علی الاطلاق سید شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ الاصفی۔
(۲) استاذ الہند۔	بانی درس نظامی قطب الوقت افتخار الہند ملا نظام الملۃ والدین بن قطب شہید رحمہا اللہ تعالیٰ
(۳) قطب شہید۔	حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی جد علماے فرنگی محل رحمۃ اللہ علیہ۔
(۳) بحر العلوم۔	حضرت ملک العلما بحر العلوم مولانا ابو العیاش عبد العلی محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ ابن استاذ الہند
(۴) استاذ الاساتذہ یا فخر المتاخرین	حضرت مولانا و استاذ اساتذتنا ابو الحسنات محمد عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۵) استاذ الوقت۔	حضرت مولانا مولوی سید عین القضاۃ حیدر آبادی ثم تلمیذ حضرت فخر المتاخرین۔
(۶) حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ یا امام الوقت	حضرت ملک العلماء مولانا و استاذنا قیام الملۃ والدین محمد عبد الباری قدس اللہ سرہ العزیز۔
(۷) ملک العلما۔	حضرت مولانا محمد حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید

اسیطرح جہاں کہین اغصان کا حوالہ ہے اس سے مراد اغصان اربعہ ہے نہ کہ اغصان الانساب جہان کہین اغصان الانساب سے اخذ کیا ہے وہان پورا نام یعنی اغصان الانساب لکھدیا ہے۔ جہان کہین مین نے یہ تحریر کیا ہے کہ عورت اجنبیہ یا ازن بیرونی سے عقد ہوا یا اولاد ہوئی تو

اجنبیہ اور بیرونی سے مراد یہ ہے کہ متعارف برادری مین یہ عورت شامل نہین ہو۔ بعض صورتون
مین ایسی عورتین نہایت شریف خاندان سادات مین سے تھین مگر چونکہ رواج فرنگی محل کے
مطابق وہ شامل برادری نہین تھین اسلیے اُنکی اولاد سے نکاح و بیاہ کے تعلقات نہین ہوے
مین نے اس تذکرہ مین چند امور کا مخصوص طور پر لحاظ کیا ہے۔

(۱) علمائے فرنگی محل کے تالیفات و تلامذہ کے اسامی جہانتک مجھے معلوم ہوسکے لکھدیے ہین
افسوس ہے کہ موجودہ تذکرون مین سے کسی مین کامل کیا ناقص بھی فہرست جس سے کافی مدد ملسکے
مجھے نہین دستیاب ہوئی۔ مین نے متفرق جگھون سے تلاش کرکے جس قدر اسامی ملسکے
لکھدیے ہین۔

(۲) علمائے فرنگی محل کی اولاد دختری کا ذکر بالاستیعاب اس رسالہ مین کیا ہے مگر دختری اولاد کی
اولاد کو مجملاً لکھا ہے۔

(۳) چونکہ اس رسالہ کی تالیف کے مقاصد اصلیہ مین سے یہ بھی تھا کہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ
علیہ کا تذکرہ مختصراً تحریر ہوجائے اسلیے بہ نسبت دوسرے علما کے حضرت استاذ رحمۃ اللہ
علیہ کا ذکر مطول لکھا گیا ہے۔

(۴) حتے الامکان اس رسالہ کو مبالغہ او تنقیص سے پاک رکھا ہے۔ نہ اپنے شغف محبت یا
اعتقاد کیوجہ سے خلاف واقعہ کسی صاحب کو بڑھایا ہے اور نہ شکایت یا تعلقات مین
کشیدگی کیوجہ سے کسی کی تنقیص شان کی ہو۔ اسپر بھی اگر کسی کو مبالغہ یا تنقیص معلوم ہو تو
اُسکو اپنا شغف محبت یا دلی کھوٹ سمجھنا چاہیے۔

(۵) کتب درس نظامی متعارف جن حضرات کے ختم ہوے ہین اُنکے متعلق مین نے بصراحت عبارت
کتاب مین تحریر کردیا ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہین یا فراغت حاصل کی یا ختم کتب کیا یا
فاتحۂ الفراغ پڑھا یا مدرسۂ عالیہ نظامیہ سے سند مولانا حاصل کی۔ جہان پر یہ الفاظ نہین
ہین اُنکے متعلق میرا دعوے یہ نہین ہے کہ درس نظامی مروجہ کے اعتبار سے وہ فارغ التحصیل
ہین۔ بعض حضرات کے متعلق مین نے تحریر کیا ہے کہ کتب درسیہ پڑھین۔ ایسے حضرات کے ختم کتب
درسیہ ہونے یا نہ ہونیکی دوسرے تذکرون سے تحقیقات کیجائے۔ جہان پر کتب رسمیہ پڑھنا

تحریر کیاہے اُس سے فارسی کے درسیات مروجہ اور عربی کے ابتدائی کتب پڑھنا مراد ہے۔

(۶) ہر صاحب کے تذکرہ کے شروع مین اُنکے اسم گرامی کے ساتھ صرف مولوی کا لفظ لکھا ہے البتہ اثنائے تذکرہ مین اپنے خیال کے مطابق تعظیماً کہین مولانا کہین ملا کہین اور کوئی تعظیمی لفظ لکھا ہے ان الفاظ کا تعلق کتب درسیہ کے ختم ہوتے یا نہونے سے نہین ہے۔

(۷) اس رسالہ کے شروع مین مناسب معلوم ہوا کہ حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی جد علمائے فرنگی محل کا نسب نامہ اور اُنکے اجداد کے مختصر حالات مع حضرت موصوف کے حالات کے لکھدیے جائین اسلیے مختصراً ان سب امور کا تذکرہ بھی کر دیا ہے اور اسکو بطور مقدمۂ کتاب کر دیا ہے۔

(۸) خاتمہ کتاب مین مولانا قدرت علی نبیرۂ مفتی محمد یعقوب اور اُنکے بھائی اور ان دونوں کی اولاد کا ذکر کیا ہے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل مین بود و باش اختیار کر لی تھی اسواسطے اُنکا ذکر علمائے فرنگی محل کے ساتھ اتمام فائدہ کیلیے کر دیا گیا ہے۔

مقدمہ

علمائے فرنگی محل کا نسب بالاتفاق حضرت ابو ایوب انصاری تک پہونچتا ہے اور جو روایت اسکے برخلاف سیادت کی بیان کیگئی ہے اُسکو اُستاذ الہند نے تسلیم نہین فرمایا اسیطرح بالاتفاق علمائے فرنگی محل کا نسب حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد مین حضرت شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری تک پہونچتا ہے ملا قطب الدین شہید سہالوی کا سلسلۂ نسب ملا فضل اللہ تک متفق علیہ ہے اسطرح پر کہ قطب شہید بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الکریم ابن ملا احمد بن ملا حافظ الدین لاہوری المعروف بہ دادا حافظ بن شیخ فضل اللہ اسکے بعد سے حضرت شیخ الاسلام عبد اللہ ہروی اور ابو ایوب انصاری تک درمیان مین بہت کچھ اختلاف ہے مولوی انعام اللہ ابن مولانا ولی اللہ مولف اغصان نے بعد تحقیق بسیار و تدقیق بشیار و تنقیح ازکیا جو نسب نامہ آخر ضمیمۂ اغصان مین تحریر فرمایا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ شیخ فضل اللہ بن شیخ محی الدین بن شرف الدین بن شیخ نظام الدین بن قطب العالم

شیخ خواجہ علاؤ الدین الانصاری الہروی بن شیخ خواجہ اسماعیل بن خواجہ اسحاق بن خواجہ داؤد بن خواجہ عزیز الدین بن خواجہ جمال الدین بن خواجہ دوست محمد بن خواجہ پیر غیاث الدین بن خواجہ پیر معز الدین بن خواجہ پیر حبیب اللہ دین خواجہ شمس الدین بن خواجہ جلال الدین بن خواجہ ظہیر الدین بن خواجہ سلطان محمد بن خواجہ نظام الدین بن خواجہ شہاب الدین محمود بن خواجہ عوض بن ایوب بن جابر مقرب باری بن خواجہ ابو اسماعیل عبد اللہ الانصاری بن ابی منصور مت بلخی بن جعفر بن ابو معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مت الانصاری التابعی بن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ۔

یہ نسب نامہ حضرت مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت تھوڑا مختلف ہے مگر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی الطاف الرحمن صاحب کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت کچھ مختلف ہے، قرین قیاس افضان کا نسب نامہ ہے۔ مگر مجھکو خود اس بارے مین تحقیق کا موقعہ نہین ملا ہے۔ احوال علمائے فرنگی محل مین داداحافظ تک جو احوال مذکور ہین بقدر ضرورت بعض تغیرات و اضافہ کے ساتھ اُنکو لکھتا ہون اسکے بعد کے حالات اور حضرت ابو ایوب انصاری کا حال دوسری کتابون سے اخذ کر کے مین نے تحریر کیے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جیسا کہ مین نے اوپر تحریر کیا ہے تمام تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہین کہ علمائے فرنگی محل کا سلسلۂ نسب حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ ابو ایوب انصاری کے مختصر حالات ہم اسد الغابہ مولفہ ابن اثیر وغیرہ سے تحریر کرتے ہین۔ ابو ایوب انصاری کا نام خالد بن زید ہے نسباً خزرجی قبیلہ بنی غنم سے ہین۔ بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر و احد اور تمام غزوات مین حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوے۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف ہجرت فرما کر تشریف لائے تو آپ کی اونٹنی ابو ایوب کے مکان کے سامنے حسب حکم خداوندی بیٹھ گئی اور حضور انور نے انھین کے مکان پر قیام فرمایا جب مسجد شریف اور حجرات شریفہ تیار ہو گئے تب وہان سے حضرت اُٹھ گئے۔ پہلے حضور انور نے مکان کے نیچے کے حصہ مین قیام پسند فرمایا اور ابو ایوب اوپر کے

حصہ مین رہتے تھے۔ ایکدن اتفاقاً بالاخانہ پر پانی گر پڑا ابو ایوب اور اُنکی بیوی نے اس خوف سے
کہ کہین پانی نیچے نہ گرے اپنے کپڑونمین اُسکو جذب کرلیا پھر حضور کی خدمت مین حاضر ہوے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مناسب نہین ہے کہ حضور انور تو نیچے حصہ مین ہین اور ہم بالاخانہ مین
رہین حضور اوپر تشریف رکھین حضرت نے اپنا اسباب اوپر منتقل کرالیا۔ ابو ایوب نے جہاد
اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ فتوح شام اور دیگر لڑائیونمین ہمیشہ شریک رہے۔ نیز حضرت مولی
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفین و نہروان مین بھی شریک رہے۔
اسد الغابہ مین سب لڑائیونمین شرکت لکھی ہے مگر جنگ جمل مین ابو ایوب کی شرکت
ثابت نہین ہے۔ جہاد کیلیے ملک روم مین تشریف لیگئے تھے وہان وقت آگیا اور ۵۰ھ
یا ۵۱ھ یا ۵۲ھ مین وفات پائی اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب دفن ہوے۔ ابو ایوب کی
اولاد کے حق مین حضور انور نے عطائے علم و عمل کی دعا فرمائی تھی جسکی برکت سے اللہ نے
اسوقت تک اُنکی اولاد مین علم باقی رکھا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد مین
شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری ہروی مشہور عالم اور یگانہ عصر بزرگ گزرے ہین اُنکا
نسب حسب ذیل ہے۔ شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل عبد اللہ انصاری بن ابی منصور محمد بن
ابی معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مت بن ابی ایوب انصاری
تذکرۃ الحفاظ مین ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ ۳۹۶ھ مین بمقام ہرات پیدا ہوے علوم ادبیہ
حاصل کرنیکے بعد حدیث اور تاریخ اور علم الانساب مین کمال پیدا کیا تفسیر اور سلوک
و تصوف کے امام تھے۔ حکام و اہل دنیا کی صحبت سے احتراز فرماتے سال مین ایک مرتبہ
مجلس وعظ منعقد فرماتے آپکے مریدین و معتقدین جو کچھ آپکے نذر کرتے وہ تقسیم
فرما دیتے نہایت باہیبت اور خوش پوشاک تھے سینکڑون کتب تفسیر و احادیث کا مطالعہ
فرمایا تھا۔ آپ حنبلی المذہب تھے۔ آپکی تصانیف مین سے کتاب الاربعین اور
کتاب الفروق اور منازل السائرین اور رسالہ مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
اور مناجات مشہور عالم ہین۔ منازل السائرین اور مناجات مین نے بھی دیکھی ہے۔
منازل السائرین کی بے مثل شرح حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کی ہے۔

عہ بعض [illegible] حضرات سے [illegible] معتقدین سے [illegible] انکار کیا ہے ۱۲

عہ [illegible]

جو طبع بھی ہو چکی ہے۔ علامۂ ابن تیمیہ بھی آپ کے بہت مداح تھے جیسا کہ علامہ تاج سبکی نے
طبقات کبریٰ مین ذکر کیا ہے حضرت ابوایوب کے صاحبزادہ ابومنصور بسلسلۂ جہاد
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین خراسان تشریف لائے اور ہرات آکر
مقیم ہو گئے اور وہین وفات پائی۔ اسیوجہ سے شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بھی
ہرات ہی مین مقیم تھے سنہ ۴۸۱ ہجری مین وفات پائی اسوقت تک آپ کی درگاہ ہرات
مین زیارتگاہ خلائق ہے۔ آپ کے پرپوتے خواجہ جلال الدین بن خواجہ سلیم بن خواجہ اسمٰعیل
بن شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بطور جہاد ہندوستان تشریف لائے اور قریہ سرسل
مین قیام فرما کر خانقاہ اور مسجد بنوائی اور خدمت علم میں مصروف رہے آپ کی اولا
مین سے برناوہ کے بھی علما تھے۔ مخدوم بدرالدین بن مخدوم شرف الدین بن خواجہ
فضیل بن خواجہ کلان بن خواجہ داؤد بن خواجہ حامد بن خواجہ جلال الدین مذکور نے
دہلی مین توطن اختیار کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے عالم متبحر ہوے اور منار
شمسیہ (قطب کی لاٹ) کے قریب مدرسہ بنوا کر درس و تدریس مین مصروف رہے۔
آخر مین حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی سے بیعت کی اور اجازت و خلافت حاصل کر کے
موضع برناوا قریب دہلی مین سکونت اختیار فرمائی اور ضعیف العمری مین شیخ کے حکم کے مطابق
نکاح کیا جنسے ایک صاحبزادہ نصیر الدین پیدا ہوے مخدوم بدرالدین نے ۷۸۶ھ مین وفات
پائی اُنکے صاحبزادے نے تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی عالم و فاضل ہوے اار ذی
۸۴۹ھ مین انتقال فرمایا اور ایک صاحبزادے مخدوم علاؤالدین یادگار چھوڑے جنھون نے
۱۲ شوال ۸۷۶ھ مین وفات پائی اور موضع شیخپور مین اپنے والد کے مقبرہ مین دفن ہوے
احوال علمائے فرنگی محل مین ہے کہ علاؤالدین خلجی سلطان ہند بھی آپ کے مرید تھے۔ مخدوم علاؤالدین
دو بھائی اور تھے ایک نے سنبھل مین قیام اختیار فرمایا سنبھل کے انصار انھین کی اولاد مین ہ
دوسرے بھائی جنکا نام ملا محمد مسعود تھا پانی پت مین مقیم ہوے پانی پت کے علمائے انصا
انھین بزرگ کی اولاد مین ہین۔ مخدوم علاؤالدین کے صاحبزادہ مخدوم نظام الدین وہ پہلے بزرگ
ہین جنکے قدوم مبارک سے سرزمین اودھ مشرف ہوئی آپ حافظ قرآن اور زبردست عالم تھے

برنا وہ مین آپ نے خانقاہ بھی بنوائی تھی۔ اور دہ مین قصبۂ سہالی مین جو ضلع بارہ بنکی مین ایک قصبہ بانسہ شریف سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے سکونت اختیار فرمائی اور وہ ہین انتقال فرمایا اور سہالی کی آبادی سے باہر دفن ہوے آپ کے مقبرہ کیوجہ سے یہ مقام روضہ کہلانے لگا۔ آپ کے صاحبزادہ شیخ شرف الدین بھی عالم فاضل تھے اور وہ بھی آپ کے قریب مدفون ہوے شیخ شرف الدین کے پوتے ملا محمد حافظ بن شیخ فضل اللہ بن شیخ شرف الدین مشہور و معروف علما مین سے تھے اطراف و جوانب سے طلبہ تحصیل علم کی غرض سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے شہنشاہ اکبر نے طلبہ کے خورد و نوش کیلیے آپ کے نام ایک کثیر رقبۂ زمین معاف کیا تھا جسکا فرمان ابتک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے یہان محفوظ ہے۔ میرے بچپنے تک ہمارے خاندان کی بوڑھی بیبیان آپ کو دادا حافظ کہتی تھین۔ اغصان الانساب مین ہے کہ مخدوم علاؤ الدین پہلے بزرگ ہین جو سہالی مین توطن پذیر ہوے وہ حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے حضرت محبوب الٰہی نے آپ کی اولاد کے حق مین دعا دی تھی کہ تا قیام قیامت علم رہے اور آپکے بھائی کے حق مین حصول عزت و مناصب کی دعا فرمائی تھی۔ آپ کے ان بھائی نے سنبھل ضلع مراد آباد مین قیام فرمایا اور وہ ہین آپ کی اولاد اسوقت تک موجود ہے۔ برنا وا پانی پت کے قریب ایک مقام ہے غالبًا شیخپورہ اُسیکا حصہ ہے۔ شیخ علاؤ الدین سہالی کسی ضرورت سے برنا وا گئے تھے وہ ہین انتقال ہوا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کی دعا کے متعلق یہ بات بظاہر صحیح نہین معلوم ہوتی کیونکہ مخدوم علاء الدین کے دادا مخدوم بدر الدین نے ضعیفی کے سن مین حضرت چراغ دہلویؒ کے حکم سے جو حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ ہین نکاح کیا تھا واللہ اعلم۔ ملا حافظ کے پوتے شیخ عبدالکریم بن شیخ احمد بن شیخ محمد حافظ علمائے کبار مین سے تھے مولانا عبدالکریم چار بھائی تھے ایک بھائی کا نام ملا سعد اللہ تھا سہالی اور فتحپور اور بعض دیگر قصبات بارہ بنکی کے ایوبی انصار انھین ملا سعد اللہ بن ملا احمد بن ملا حافظ کی اولاد مین ہین اور حضرت ملا کمال الملۃ والدین کا سلسلۂ نسب ان تک چند واسطون سے پہونچتا ہے۔ دوسرے بھائی کا نام قطب الدین بن ملا احمد تھا انھون نے سہالی کی سکونت ترک کر دی تھی اور گجرات جا کر وہان عقد کر لیا تھا

اور شاید وہان اولاد بھی ہے۔ تیسرے بھائی کا نام محمد ناصر تھا جنکی اب اولاد باقی نہین ہی واللہ اعلم
ملا عبد الکریم کے صاحبزادہ ملا عبد الحلیم نے ملا عبد السلام دیوی سے جو اس زمانہ مین لاہور
مین مدرس تھے کتب علمیہ پڑھے تحصیل کے بعد مدت تک ملا عبد الحلیم لاہور کے مدرسہ مین
مدرس رہے اسکے بعد سہالی واپس آئے آپ کا مکتوبہ ہدایہ اسوقت تک فرنگی محل مین موجود
ہے اور شرح فقہ اکبر اور شرح جامی بھی آپ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔
ملا عبد الکریم کے ملا عبد الحلیم کے علاوہ دو صاحبزادے اور بھی تھے جنکے نام عبد الرحیم
اور شیخ محمد تھے۔ شیخ عبد الرحیم کی پسری اولاد نہین تھی صرف ایک صاحبزادی تھین
جنکی اولاد اب باقی نہین ہے شیخ محمد کی اولاد پسری بھی تھی مگر پانچ پشت کے بعد سوائے
اولاد دختری کے اور کوئی باقی نہین رہا اور اولاد دختری مین بھی فرنگی محل مین مولوی
انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ کے نواسے اور مولوی کلیم اللہ بن مولوی حنیظ اللہ
باقی ہین انکے علاوہ شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین بن شیخ محمد مذکور کی صاحبزادی
مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کو منسوب تھین اُنسے خدا کے فضل سے اولاد کثیرہ ابتک ہے
غرضکہ مولانا عبد الکریم کی اولاد پسری اب سوائے فرنگی محل کے اور کہین ہمارے علم مین
نہین ہے اور سہالی اور جوار کے ہمارے بنی اعمام دادا حافظ کی اولاد مین ہین جو مُلّا
قطب الدین شہید کے دادا کے دادا تھے۔ مولانا عبد الحلیم کا عقد بھلول مین ملک حمزہ
شہید عباسی کی دختر سے ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادے حضرت مولانا قطب الدین شہید
اور ایک صاحبزادی تولد ہوئین دختر کا عقد اُنکے چچا زاد بھائی حسام الدین بن شیخ محمد کے
ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی ملا قطب الدین کا عقد سنجہ مین احراری خاندان مین ہوا۔
یہ بیوی صاحبہ اپنے صاحبزادونکے ساتھ لکھنؤ تشریف لائین اور لکھنؤ ہی مین وفات پائی
قطب شہید کے چار فرزند اور تین صاحبزادیان تھین۔ صاحبزادونکے نام حسب
ذیل ہین۔ ملا اسعدؒ۔ ملا سعیدؒ۔ ملا نظام الدینؒ استاذ الہند اور ملا محمد رضا ان سب مین
ملا نظام الدین باعتبار علم و کمالات و فضل اپنے سب بھائیون سے ممتاز اور مشہور آفاق
تھے۔ ملا قطب الدین شہید کی صاحبزادیون کے عقد حسب روایت اغصان اربعہ وغیرہ

مختلف دیہاتون مین ہوے ایک صاحبزادی گڈھی بھلول مین دوسری شیخ مکرم بجنوری
سے لکھنئو مین تیسری گھسکر مین منسوب ہوئین ان تیسری صاحبزادی کی اولاد مولانا
ولی اللہ کے زمانہ مین باقی نہین رہی تھی۔ شیخ مکرم بجنوری کے صاحبزادے سیف الدین
تھے جنکے صاحبزادے محمد حفیظ سے ملا نظام الدین کی صاحبزادی منسوب تھین گڈھی
بھلول مین جو صاحبزادی منسوب تھین اُنسے ایک صاحبزادے میان لشکری چودھری
پیدا ہوے گھسکر والی صاحبزادی سے شیخ محمد وارث متولد ہوے۔ ملا قطب الدین شہید کا
سلسلۂ علم قطب رازی تک اسطرح پہونچتا ہے۔ ملا قطب شہید تلمیذ ملا دانیال جوراسی و
والد خود ملا عبد الحلیم تلمیذان ملا عبد السلام دیوی تلمیذ ملا عبد السلام لاہوری تلمیذ میر ابو الفتح شیرازی تلمیذ خواجہ
جمال الدین محمود شیرازی تلمیذ جلال الدین دوانی تلمیذ محی الدین کوشکناری و خواجہ
حسن شاہ بقال تلمیذ سید شریف جرجانی تلمیذ مبارک شاہ تلمیذ قطب رازی۔
قطب شہید نے علوم ابتدائیہ اپنے والد سے لاہور مین پڑھے اُسکے بعد مطولات ملا دانیال
جوراسی سے پڑھین تیس سال کی عمر مین تحصیل علوم ریاضی و ہیئت و دیگر معقولات و
جمیع منقولات علم حدیث و تفسیر و فقہ و اصولین و عقائد سے فراغت پائی اغصان الانساب
سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب شہید نے ملا عبد السلام دیوی سے بھی پڑھا ہے واللہ اعلم۔
والد ماجد کے انتقال کے بعد سہالی مین سکونت اختیار فرمائی اور خدمت علم شروع کی۔
رسالہ قطبیہ مین ہے کہ قطب شہید حافظ قرآن تھے مگر اغصان اربعہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ نصف قرآن حفظ فرمایا تھا۔ ابتداءً آپ کی تمامتر توجہ تدریس ہی کی جانب تھی جب
چالیس سال کا سن اقدس ہوا تو حضرت قاضی گھاسی قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوکر
بیعت فرمائی حضرت قاضی گھانسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ملا محب اللہ الہ آبادی کے
مرید تھے ملا محب اللہ الہ آبادی حضرت شیخ ابو سعید کے خلیفہ تھے۔
حضرت ملا محب اللہ الہ آبادی قصبہ صدر پور سرکار لکھنؤ یعنے اودھ کے رہنے والے
تھے لیکن چونکہ بذات خود الہ آباد مین قیام اختیار فرمایا تھا اسلیئے الہ آبادی مشہور
ہوگئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ابتک الہ آباد مین موجود ہے حضرت مولانا شاہ

عہ حضرت قاضی گھاسی یا قاضی گھانسی کا اسم مبارک قاضی سعد الدین تھا مگر مشہور قاضی گھاسی ہیں اور اسی نام سے بحر ذخار مین آپ کا ذکر ہے ۱۲ عنایت

محمد حسین قدس سرہ العزیز آپ ہی کی اولاد مین سے تھے مولانا قطب شہید کے حالات مین میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تحریر کیا ہے "امام اساتذہ و مقتدائے جہابذہ است و معدن عقلیات و مخزن نقلیات ملا قطب الدین عمرہا انجمن درس آراست و جہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایۂ تکمیل رساند وامروز سلسلۂ استفادۂ اکثر علمائے کشور ہندوستان باو منتہی میشود"۔ مولانا نے بیعت کے بعد یہ مقرر فرمایا تھا کہ جمعہ اور سہ شنبہ کو تصنیف وتالیف فرماتے شب کو نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور بقیہ شب عبادت فرماتے دن کو طلبہ کو درس دیتے تصانیف آپ کے بہت تھے مگر واقعۂ شہادت مین ظالمون نے آپکے کتب خانہ کے ساتھ آپکے مولفات بھی جلا دیے۔ رسالہ قطبیہ مین صرف دو کتابونکا تذکرہ ہے جو اُس زمانہ تک موجود تھین تیسری کتاب ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک موجود تھی ان تینونکے نام حسب ذیل ہین۔ یعنی رسالۂ امور عامہ۔ حاشیۂ شرح حکمۃ العین (رسالہ قطبیہ مین انہی دونون کا ذکر ہے) حاشیۂ تلویح۔ (یہ استاد الہند کے زمانہ تک موجود تھا اسکے بعد غائب ہو گیا) عمدۃ الوسائل اور دوسرے تذکرون مین علاوہ ان کتابون کے بعض اور بھی مولفات ذکر کیے گئے ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حاشیۂ عقائد نسفی۔ حاشیۂ تفریعات بزدوی۔ حاشیۂ مطول اور رسالہ تحقیق دار الحرب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد جلالی کا حاشیہ بھی مؤلفات قطب شہید مین تحریر فرمایا ہے۔ افسوس کہ انمین سے اسوقت کوئی کتاب بھی موجود نہین ہے۔ مولانا کے بعض مشہور تلامذہ کے نام حسب ذیل ہین۔ قاضی دولت جو آپکے ابن عم اور ملا کمال الدین کے والد ماجد تھے، ملا قطب الدین شمس آبادی، حافظ امان اللہ بنارسی صاحب محکم الاصول، ملا محب اللہ بہاری صاحب سلم و مسلم، قاضی شہاب گوپاموی، ملا زین العابدین سندیلوی، حاجی صفت اللہ خیرآبادی، ملک بہاؤ الدین بلگرامی میر عبد الہادی بن میر عبد الواحد بلگرامی، ملا اسعد و ملا سعید صاحبزادگان قطب شہید، مولوی اسمٰعیل اورنگ آبادی، ملا محمد غوث کاکوروی۔ مولانا آخرین عطائے شہادت کی دعا فرمایا کرتے اللہ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا واقعۂ شہادت اسطرح پیش

آیا کہ آپ کے جد امجد کے زمانہ مین ایک فقیر نے سہالی کے قریب روضہ گانون مین کاشتکاری کیلیے زمین آپ کے دادا کے بھائی مولوی قطب الدین سے لینا چاہی مولانا کے دادا ملا عبد الکریم اور اُنکے دوسرے بھائی ملا سعد اللہ نے ہر چند اپنے بھائی مولوی قطب الدین کو منع کیا بلکہ ملا عبد الکریم نے تو یہانتک کہا کہ اُسکے بدن سے مجھے اپنی اولاد کے خون کی بو آتی ہے مگر مولوی قطب الدین نے سماعت نہین کی اور زمین اُس فقیر کو دیدی۔ اُسکی اولاد نے باعتبار وجاہت و ثروت ترقی کرنا شروع کی اور سہالی کے زمیندار چودھری محمد آصف انصاری سے اُسنے مقابلہ کرنا شروع کیا چودھری محمد آصف نے ایک مرتبہ اُسکو تنبیہ بھی کی مگر اُس شورہ پشت کی قرار واقعی تنبیہ نہوئی ایکدن موقع پاکر اُس نے قرب وجوار کے بعض زمینداروں سے مدد لیکر شیخ محمد آصف کے مکان پر دفعۃً صبح کے وقت حملہ کیا شیخ محمد آصف اسوقت کوئی انتظام دفعیہ کا نہ کرسکے اور قطب شہید کے پاس مشورہ کیلیے آئے چودھری محمد آصف قطب شہید کے بنی عم اور سمدھی تھے کیونکہ چودھری محمد آصف کی لڑکی ملا نظام الدین کو منسوب تھین۔ ظالمون کو جب چودھری محمد آصف کا حضرت قطب شہید کے یہان ہونا معلوم ہوا تو وہ قطب شہید کے مکان پر حملہ آور ہوئے اُسوقت قطب شہید کے پاس بھی زیادہ طلبہ موجود نہ تھے صرف دو تین طلبہ موجود تھے اُن ظالمون نے قطب شہید اور چودھری محمد آصف اور طلبہ کو شہید کیا اور ملا سعید کو زخمی کیا اور ملا نظام الدین کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیگئے اور قطب شہید کے نعش مبارک اور چودھری محمد آصف کے سر کو بھی ہمراہ لیتے گئے رؤسائے فتحپور کی بہت خوشامد سے ان ظالمون نے ملا استاذ الہند کو چار دن کے بعد رہا کردیا۔ مگر نعش نہ دی اور جابجا اُسکا دفن کرتے پھرتے تھے نو دن کے بعد نعش بعض گانون والونکو دیگئے اور اُنھون نے نماز پڑھکر دفن کردی نو دن گذرنے پر بھی نعش مین کسی قسم کا تغیر نہین ہوا تھا۔ رسالہ قطبیہ مین یہ واقعہ اسی طور پر مذکور ہے مگر عمدۃ الوسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بانی فتنہ شیوخ جغد! تھے جو بوجہ زمینداری کی شرکت کے خود قطب شہید سے نہایت دشمنی اور عداوت رکھتے تھے اور خانزادون اور اس فقیر کی اولاد سے مدد لیکر نہ صرف مولانا کو بلکہ آپ کے

بچا زاد بھائی حسام الدین کو مع تمام اعزہ کے اور چودھری آصف کو نو ساتھیون کے ساتھ شہید کر دیا اور تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا اور گھر مین آگ لگا دی اور تمام کتبخانہ کو جلا دیا۔ اور ایسا ہی مآثر الکرام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ملا صاحب سے اُنکو عداوت نہ تھی بلکہ صرف چودھری محمد آصف کی تلاش مین ملا صاحب کے مکان تک پہونچے تھے تو اسقدر ظلم و ستم ملا صاحب اور آپ کے بال بچون پر کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی مین نے اپنے بزرگون سے جو واقعہ سنا ہے وہ یہ ہے کہ اصل مین اُنکو چودھری محمد آصف سے زمینداری کیوجہ سے عداوت تھی مگر وہ چودھری صاحب کا مقابلہ بوجہ قطب شہید کی وجاہت اور کثرت طلبہ کے نہین کر سکتے تھے اسلیے اُنھون نے قطب شہید ہی کو شہید کر دینا چاہا تاکہ تمام خطرون سے نجات ہو جائے۔ ملا اللہ اعلم قطب شہید کی شہادت صبح کیوقت ۱۹ رجب روز دوشنبہ ۱۱۰۳ھ کو واقع ہوئی رسالہ قطبیہ مین ہے کہ سہالی کے دیگر اعزہ نے کسی قسم کی مدد نہین کی بلکہ اس امر کے خواہشمند ہوے کہ قطب شہید کے اہل و عیال سہالی سے چلے جائین ورنہ کہین ایسا نہو کہ اُنپر پھر حملہ ہو اور ہم مفت مین مبتلاے مصیبت ہون۔ عمدۃ الوسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے خاص قرابت دارون کے دیگر تمام اعزہ کو ملا قطب الدین سے رشک و حسد تھا۔ ملا صاحب کے پاس شہنشاہ عالمگیر کے برابر خطوط آتے تھے جنمین اظہار عقیدت ہوتا تھا یہ امر اعزہ کیلیے زیادہ رشک و حسد کا باعث تھا اور وہ خود بھی اکثر قطب شہید کو دق کیا کرتے قطب شہید بمقتضاے خلق نبوی اُنکے افعال سے قطع نظر فرماتے رہتے اسیوجہ سے ان لوگون نے باوجود قدرت حضرت قطب شہید کو نہ بچایا۔ اسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ وہی تھا جو قطب شہید کی زبان مبارک سے شہید ہوتے وقت نکلا تھا کہ "سہالی مین نہ عالم رہیگا نہ ظالم" ان ظالمون کی اسطرح تباہی ہوئی کہ شہنشاہ عالمگیر نے اولاً شاہی فوج کے ذریعے سے انکو تباہ و برباد کرا دیا جو ظالم شریک واقعہ شہادت تھے وہ روپوش ہو گئے اور بعد تھوڑے زمانہ کے حضرت ملا صاحب کے اہل و عیال کے نام سے جعلی یا اصلی عفو نامہ سرکار شاہی مین پیش کر

ہنوز وہان سے جواب نہین آیا تھا کہ ظالمین ہلاک ہوگئے یہ عجیب امر پیش آیا کہ انمین جو
باقی رہے اُنمین اور اُنکے اعقاب مین نسلاً بعد نسل امراض خبیثہ بطور وراثت اب تک
منتقل ہوتے چلے آتے تھے اب ان ظالمون کی اولاد بھی باقی نہین رہی۔ اور خود مولانا کے
بنی اعمام گو اسوقت چین سے سہالی مین رہے مگر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد انھین انصاریون
مین سے ایک غیر صحیح النسب شخص نے عروج پاکر اسطرح شرفا پر مظالم کیے کہ سوائے
ایک گھر کے اور سب نے سہالی کی سکونت ترک کر دی اور اطراف مین منتقل ہوگئے
مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ اس پریشانی مین سہالی کے میراثیون نے
قطب شہید کے اہل وعیال کی بہت مدد اور دستگیری کی اور جبتک اطمینان
نہ ہوگیا اُسوقت تک قطب شہید کے اہل وعیال کو اپنے مکانین پناہ دی اور
کھانے پینے کا بندوبست کردیا اسیوجہسے ان میراثیون کی اولاد کے ساتھ
قطب شہید کی اولاد ہمیشہ سلوک ومدارت سے پیش آتی رہی اور تقریب شادی و
نکاح وغیرہ کے مواقع پر اُنکے اسقدر حقوق مقرر کردیے کہ کسی دوسرے پر جہ کے
نہ تھے اور اسوقت تک سوائے بعض لوگون کے ہم سب کے یہانسے یہ حقوق
اجداد پر احسان کرنیکے معاوضہ مین مقرر ہین۔ ان قوالونمین سے اکثر ترک وطن
کرکے اب بڑے گانوُن اپنے اجداد کے ناںھالی گھر مین چلے آئے ہین اور صرف
عاشق میراثی جو انمین سے ایک میراثی کے متبنی ہونے کیوجہسے حسب رواج
دیہات اپنے پیشرو کے قائم مقام ہین سہالی مین مقیم ہین۔ اس زمانہ مین موجودہ
میراثیون کے نام حسب ذیل ہین۔ میان حبیب اللہ۔ میان محب اللہ۔ میان محمد شفیع
ابنائے میان عبداللہ قوال۔ اور اُنکے لڑکے میان غلام رزاق اور غلام حضرت
پسران حبیب اللہ اور حستو پسر محب اللہ اور غلام رسول پسر محمد شفیع یہ سب بڑے
گانوُن مین مقیم ہین اور میان عاشق جنکا عقد میان عبداللہ مذکورہ بالا کی بڑی لڑکی
سے ہوا ہے مع اپنے لڑکون محمد صدیق و محمد عمر و محمد عثمان کے سہالی مین مقیم ہین۔
غلام رزاق اور محمد صدیق کی خردسال اولادین بھی خدا کے فضل سے ہین۔

غلام حضرت اور حسنو اور غلام رسول اور محمد عمر اور محمد عثمان لکھنؤ کے موسیقی کالج مین اپنے علوم و
فنون کو حاصل کر رہے ہین۔ الغرض قطب شہید کی وفات کے بعد جب اطمینان ہوا تو
ملا سعید بن ملا قطب الدین شہید نے اپنے اعزہ کی بیمروتی دیکھکر سہالی سے ترک وطن کا
قصد کیا۔ اور شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے پاس دکن تشریف لیگئے اور اپنے بڑے بھائی
ملا اسعد کی مدد سے جو پہلے سے دکن مین مقیم تھے شہنشاہ عالمگیر سے لکھنؤ کے حکام کے نام
حسب پسند جگہ دیے جانیکا حکمنامہ حاصل کیا اور اسکو لیکر دکن سے سہالی واپس آئے۔ لکھنؤ کے حکام سے ملکر ایک
کوٹھی پسند کی جو محلہ احاطہ چراغ بیگ مین واقع تھی اُس کوٹھی مین ایک فرانسیسی تاجر نیل
رہتا تھا جو اُسکے چلے جانے کے بعد حسب قانون وقت نزول ہو گئی تھی بعد کو یہ کوٹھی
اور اسکے متعلق تمام اراضی ملا سعید و ملا اسعد کو فرمان شاہی کی رو سے عطا ہوئی
یہ فرمان اسوقت تک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے یہان موجود ہے اور اسمین صرف
ملا سعید اور ملا اسعد کا نام درج ہے چونکہ استاذ الہند اور ملا رضا چھوٹے تھے
اسلیے اُنکا نام درج نہو سکا۔ علاوہ اسکے کچھ زمین علاقہ بہرائچ دبارہ بنکی مین بھی
خاصکر ملا سعید کو ملی تھی جو نہین معلوم مع سہالی کی زمین کے کسطرح اور کسوقت ملا سعید کی
اولاد کے ہاتھ سے نکل گئی اور اب سہالی مین سوا ے ایک چھوٹے باغ کے اور کوئی زمین
اُسوقت کی باقی نہین ہے ملا سعید سہالی نے اپنے تمام خاندان کو اسی کوٹھی مین منتقل کرالائے
یہ کوٹھی اُس زمانہ مین فرانسیسی تاجر کے رہنے کیوجہ سے فرنگی کا محل کہلاتی تھی بعد
کو یہی نام علامت اضافت کے حذف کے ساتھ مشہور ہو گیا اور "فرنگی محل" کہلانے لگا
جسکو بعض تلامذۂ علماے فرنگی محل نے غلطی سے فرہنگی محل سمجھ لیا۔ اس کوٹھی مین سب لوگ
سکونت پذیر ہوے جب اولاد بڑھی اور جگہ کی تنگی ہوئی تو ملا نظام الدین رحمۃ اللہ
علیہ نے اس کوٹھی کے جنوب جانب اور ملا رضا نے شمال جانب اور ملا اسعد کی اولاد
نے اس کوٹھی کے اصطبل کو کھودوا کر مکانات بنوا لیے ملا سعید کے صاحبزادے
اسمین رہتے رہے ملا سعید کے چھوٹے صاحبزادے ملا عبد العزیز کا نکاح چونکہ مفتی
مراد کی بیٹی سے ہوا تھا اور اہل و عیال محلہ سوتھا ٹولی مین مفتی مراد کے یہان قیام پذیر تھے

اسلیے یہ کوٹھی مولانا عبدالحق کا مسکن رہی آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے ملا محب اللہ
نے اسی کوٹھی کے مغرب مین خود مکان بنوالیا اور اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی جنکو اپنے
بچون سے زائد شفقت سے ملا محب اللہ نے تربیت دی تھی یعنے مولانا انوار الحق قدس
سرہ کو یہ مکان عطا فرما دیا مولانا انوار الحق قدس سرہ مدت العمر اسی مکان مین تشریف
فرما رہے آپ کے سامنے ہی آپ کے بڑے اور منجھلے صاحبزادون نے اپنے واسطے
علیحدہ مکان بنوا لیے تھے اور صرف دونون چھوٹے صاحبزادے مولانا محمد احمد
اور مولوی عبدالصمد آپ کے ساتھ رہتے تھے اسلیے مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی
وفات شریف کے بعد مولانا نور الحق رحمۃ اللہ علیہ آپکے بڑے صاحبزادے نے چھوٹے
بھائیونکے ساتھ وہی سلوک کیا جو مولانا نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے فرشتہ خصال
بزرگ کے شایان شان تھا یعنے مولانا انوار الحق کا جانشین مولانا محمد احمد کو کیا
اور یہ قدیم کوٹھی انھین دونون چھوٹے بھائیونکا مسکن قرار پائی مولانا محمد احمد کے
دو صاحبزادے تھے مولانا محمد حامد اور مولوی خیر اللہ ثانی الذکر لاولد فوت ہو گئے
بڑے صاحبزادے یعنے مولوی حامد صاحب کا عقد اُنکی اکلوتی چچازاد بہن دختر مولوی
عبدالصمد کے ساتھ ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جو میری دادی تھین غرضکہ
مولانا انوار الحق قدس سرہ کی ان دونون صاحبزادونکی یادگار صرف یہی صاحبزادی
تھین مولانا حامد کے انتقال پر مولانا انوار الحق کا تمام متروکہ اثاثہ اور کتب خانہ
اور دیگر تبرکات تقسیم ہوے۔ اور کوٹھی قدیم مولانا محمد حامد کی صاحبزادی یعنے میری
دادی کو اس شرط پر تمام وارثان مولانا انوار الحق نے دی کہ مرمت اور تعمیر جدید
حسب ضرورت دادی صاحبہ یا اُنکے بعد اُنکے ورثہ کرائین اور جب کوئی حصہ دار
اپنا حصہ لینا چاہے تو تمام صرفہ تعمیر و مرمت ادا کرکے بقدر اپنے حصے کے لیلے مولانا
انوار الحق کے مردانہ کمرہ واقع اندرون پھاٹک بسمت جنوب مکان مردانہ حضرت
استاذ رحمہ اللہ علیہ جو اب بڑا کمرہ کہلاتا ہے اور جسمین اسوقت بھائی الطاف الرحمن
صاحب رہتے ہین یہ کمرہ مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو انھین شرائط پر دیا گیا۔

ان دونون مکانون بلکہ جمیع متروکات مولانا انوار الحق مین حصص کی تقسیم یون کیگئی کہ نصف میری دادی کا بوجہ دو صاحبزادونکے وارث ہونیکے اور ربع (چوتھائی) مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ حفید مولانا علاؤالدین بن مولانا انوار الحق کی اولاد کا۔ یہ کوٹھی چونکہ بہت بوسیدہ ہوگئی تھی اسلیے میرے والدنے کئی ہزار روپیہ لگا کرنئے سرے سے اسکو بنوایا اور اب ہم بھائیونکے قبضے مین ہے اور میرے والد ماجد کی اولاد ہی مین رہتی ہے۔ دوسرے مکانات مین سے اب کوئی مکان سو برس سے زائد کا تعمیر کیا ہوا نہین ہے ۱۱۰۳ھ مین سہالی سے قطب شہید کی اولاد لکھنؤ آئی اسوقت تک تقریباً دوسو بیالیس سال گذرے ہین خدا کے فضل سے اسوقت تک برابر یہان سلسلۂ علم جاری ہے اور علاوہ دوسرے علما کے آج بھی مدرسۂ عالیۂ نظامیہ اور مجلس موید الاسلام اور اشاعت العلوم کے ذریعے سے حضرت امام الوقت بحر العلوم ملک العلما مولانا قیام الدین عبدالباری قدس سرہ کے تلامذہ جو قطب شہید ہی کی اولاد ہین تدریس و تالیف سے خدمت علم کر رہے ہین۔ قطب شہید کو اُنکے تسمیہ خوانی کے وقت آپکے نانہالی اعزہ ایک مشہور بزرگ شاہ حمید ابدال کے خدمت مین دعا کی غرض سے لیگئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اسکا پیٹ علم سے اسقدر بھرا ہوا ہے کہ قیامت تک اسکی اولاد سے علم کی اشاعت ہوگی آقائے دوعالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابو ایوب انصاری اور اُنکی اولاد کے حق مین دعا اسکی اتباع مین سلطان الاولیا حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی مخدوم علاؤالدین کے حق مین دعا اور شاہ حمید ابدال کی قطب شہید کے حق مین ارشاد کی یہ برکت ہے کہ ملا قطب الدین شہید کے وقت سے لیکر اسوقت تک سلسلۂ علم آپ کی اولاد مین جاری ہے اور ہر وقت مین ایک ایک عالم اس سلسلہ مین ضرور ایسا ہوتا ہے کہ جسکی علمیت اور قابلیت کا سکہ تمام ہندوستان کے طبقۂ اہل علم کے دلون مین بیٹھ جاتا ہے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی کی مدینہ شریف مین حاضری کیوجہ سے ہم بہت کچھ تہیدست ہوگئے ہین

عـــہ دیوہ قتالی اور دہ مولانا نور (؟) کا

مگر ان پاک دعاؤں اور خاصکر قاسم علوم اولین و آخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی محترم اور مستجاب دعا کیوجہ سے ہم مایوس نہین ہین اور یقین کرتے ہین کہ

اذا سید منا خلا قام سید قؤل لما قال الکرام فعول

اللھم لک الشکر والمنة لا استطیع ان اشکرک حسب ما انعمت علینا الاؤک لا تعد ونعماؤک لا تحصے رب وزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وعلے اجدادی وبنی اعمامی ووفقنی ان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی وذریة بنی اعمامی انی تبت الیک وانی من المسلمین اللھم انک تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علے کل شئ قدیر اللھم فاعطنا علما ینفعنا فی الدنیا والاخرة ووفقنا ان نعمل عملا یبلغنا اقصے الدرجات فی تلک النشاة والنشاة الاخری وصلے اللہ تعالی علے خیر خلقہ ومظھر لطفہ محمد واٰلہ وصحبہ وسلم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم +

اب مین قطب شہید کے چارون صاحبزادون اور اُنکی اولاد کے اذکار باعتبار حروف تہجی لکھتا ہون صرف اول مین حرف تہجی ملحوظ رکھا گیا ہے اور ہر حرف مین اولاً ملا اسعد کی اولاد اسکے بعد ملا سعید کی اولاد اسکے بعد استاذ الہند کی اولاد اسکے بعد ملا رضا کی اولاد ذکر کیگئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

حرف الف

احوال اولاد ملا قطب شہید

مولوی اسعد بن قطب شہید ملا رحمۃ اللہ مولانا شہید کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔
تحصیل علوم سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں فراغت حاصل کی اسکے بعد عہ وطن سہالی
سے شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے پاس دکن تشریف لیگئے وہین آپ کو قطب شہید کی
شہادت کی خبر معلوم ہوئی اسکے بعد بھی دکن ہی مین قیام پذیر رہے اور وہین وفات پائی۔
عالم جید اور فاضل عدیم النظیر تھے تمام فنون کے فاضل ماہر تھے اور خاصکر کلام متاخرین مین
خاص مہارت تھی حاشیہ قدیمہ علامہ دوانی پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے جسکو مین نے خود مولف
موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتبخانہ مین دیکھا ہے یہ حاشیہ
ملا موصوف کی مہارت و قوت علمی پر گواہ ناطق ہے۔ رسالہ قطبیہ مین ہے کہ مولانا کو اسقدر ملکہ
علم تھا کہ ملا جیون کو ایک مرتبہ مباحثہ مین ساکت فرمادیا۔ بعہد بہادر شاہ اول وفات پائی
سنہ وفات کسی کتاب مین نظر سے نہین گذرا۔ مولانا موصوف کے ایک صاحبزادے ملا غلام مصطفےٰ
تھے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ ملا اسعد کا عقد قصبہ اودہا ضلع بارہ بنکی کے قدوائیوں مین ہوا تھا۔

اولاد ملا اسعد بن ملا قطب الدین شہید قدس سرہما

مولوی اسد اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید
عالم فاضل فارغ التحصیل نہایت متواضع و زاہد تھے تحصیل علم اپنے چچا مفتی ظہور اللہ صاحب
اور اپنے والد ماجد سے کی اور مطالعہ کتب و تدریس مین مصروف رہے۔ شب سہ شنبہ ۲۳ رمضان المبارک

عہ یہانتک خیر العمل کی عبارت ہے ۱۲ عہ یادداشت مولانا نعیم قدس سرہ العزیز ۱۲

سنہ ۱۲۸ھ کو وفات پائی۔ آپکا عقد مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق کی دختر سے ہوا جنسے صرف
تین صاحبزادیاں باقی رہین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن
ملا نور الحق بن ملا انوار الحق کے ساتھ ہوا جنکی وفات ذی الحجہ سنہ ۱۳۱ھ مین چار صاحبزادونکو
چھوڑکر ہوئی۔ دوسری کا عقد مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام یحییٰ بن ملا غلام دوست محمد بن
ملا حسن بن قاضی غلام مصطفٰے بن ملا اسعد سے ہوا۔ چھوٹی صاحبزادی کی شادی ملا مراد اللہ بن
ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفٰے کے ساتھ ہوا ملا اسد اللہ صاحب کے
تلامذہ مین سے مولانا امیر علی امیٹھوی (شہید معروف) اور مولوی غلام امام شہید حکیم طالب علی
لکھنوی منشی سراج الدین لکھنوی وغیرہم ہین۔ (کلہا فی خیر العمل سوی ذکر النکاح)

مولوی محمد اسحاق بن ملا حسن۔ بن قاضی غلام مصطفٰے بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ملا حسن کی
رامپوری افغانی بیرونی بیوی سے یہ صاحبزادہ اور اُنکے بھائی مولوی محمد یوسف تولد ہوے
کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی اور فارغ التحصیل ہوے۔ نہایت ذہین اور قابل تھے
بعد وفات اپنے والد ماجد کے تدریس مین اُنکے قائم مقام ہوے مولانا ولی اللہ کے زمانے مین
لکھنؤ تشریف لائے تھے اُنکی قابلیت علمیہ کے مولانا موصوف معترف تھے۔ آپکا عقد رامپور ہی مین ہوا
تھا جنسے ایک صاحبزادی سید مولوی یعقوب علی رامپوری اور پانچ صاحبزادے مفتی عبد الواحد مولوی عبد الواجد مولوی عبد الغنی مولوی
عبد المجید مولوی عبد الحمید پیدا ہوے۔ ان حضرات کے حالات بوجہ تعلقات نہونیکے معلوم نہو سکے۔

مولوی الٰہی بخش بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ مولوی
غلام یحییٰ خان کی دوسری بیوی سے جو اجنبیہ تھین صاحبزادے تھے آپنے تحصیل علوم اپنے
والد ماجد سے کی اور مناصب جلیلہ سرکار انگریزی مین حاصل کیے۔ کانپور مین اقامت اختیار کی
چونکہ فرنگی محل سے تعلقات نہین رہے اسلیے مجھکو زیادہ حالات معلوم نہین ہین البتہ اسقدر
علم ہے کہ آپ کی وفات کانپور مین ہوئی اور اولاد کانپور مین موجود ہے۔ بلکہ ابھی حال ہین
مولوی خلیل الدین صاحب تحصیلدار ملیح آباد سے ملاقات ہوئی تھی جو آپکے صاحبزادے
ہین اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین اب پنشن لیکر کانپور مین مقیم ہین۔

مولوی اسحاق بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان مذکور۔ کتب درسیہ
اپنے والد سے پڑھین اور حیدرآباد مین وکالت کا امتحان دیا ہے اور وکالت کرتے ہین۔
آپکا عقد مولوی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن غلام یحییٰ خان کی دختر کے ساتھ ہوا۔

ایک صاحبزادی زوجۂ ثالثہ مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد تو ند ہوئین جو لاولد عالم بیوگی مین حیدرآباد مین مقیم ہین۔

مولوی الیاس بن مولوی قطب الدین مذکورۂ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھین۔ حیدرآباد مین وکالت کرتے ہین آپ کا عقد دختر مولوی نظام الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا۔ ایک دختر زوجۂ ثانیہ مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق بن مولوی برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق قدس سرہ پیدا ہوئین جو لاولد چند سال ہوئے انتقال کر گئین

مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے والد ماجد اور چچا مولانا رحمت اللہ اور اپنے دونون بھائیون مولوی فضل اللہ اور مولوی مراد اللہ سے کی کبھی کبھی درس بھی دیا ہے۔ لیکن اکثر حصہ عمر کا قرأت قرآن شریف مین صرف فرماتے۔ روزانہ کم از کم ایک قرآن شریف ختم کرتے۔ آپ کے صاحبزادہ نے آپ کے تصانیف حسب ذیل تحریر فرمائے ہین۔ شرح خلاصۃ الحساب ترجمہ شریفیہ۔ رسالہ ذکر ولادت شریف۔ رسالہ شہادت نامہ۔ نصائح کی کتاب۔ وعظ کی کتاب اہل تشیع کی رد مین ایک رسالہ جو طبع ہوا تھا مگر عمدگی کیوجہ سے میسر نہین آتا انتہی ما کتبہ ابنہ ایک زمانہ ہوا جبکہ میرا سن بیس بائیس سال کا تھا مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے مولفات مجھکو بھی دکھائے تھے جنکی تحریر انکی طرح مقفےٰ و مسجع تھی اور غالبًا یہ مولفات مولود شریف اور شہادت نامہ تھے۔ مولوی احمد اللہ کی شادی مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی سنجھلی صاحبزادی سے ہوئی جن سے دو صاحبزادیان اور دو صاحبزادے مولوی عظمت اللہ صاحب و مولوی برکت اللہ صاحب پیدا ہوے۔ دونون صاحبزادیونمین بڑی صاحبزادی کا نکاح میرے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا۔ جنکا انتقال ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ مین ہوا انکی اولاد کا تذکرہ بعد کو آئیگا۔ دوسری صاحبزادی کا نکاح ملا عبد الحمید بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الحکیم نبیرۂ ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی خورد سال چھوڑ کر طاعون مین انتقال کر گئین اور وہ لڑکی بھی بعد زمان کے انتقال کر گئی۔ مولوی احمد اللہ کے صاحبزادونکا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی احسن اللہ بن مولوی غلام مجتبےٰ بن ملا غلام محمد بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن

عہ مولوی الیاس صاحب مرحوم نے دو عقد کئے [illegible] دوسری زوجہ سے [illegible] عبارت

بن قاضی غلام مصطفےٰ۔ آپ نے کتب رسمیہ پڑھیں اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدت تک درس قرآن
دیتے رہے۔ رجب ۱۳۰۸ھ میں لاولد وفات پائی۔ سیاسیات سے بڑی دلچسپی تھی۔ اخبارات کے بہت
مشائق تھے۔ مذہبی جوش بہت زائد تھا۔ نہایت نیک بزرگ تھے۔ ایک زن اجنبیہ سے
نکاح کیا تھا مگر اولاد نہیں ہوئی۔

اولاد ملا سعید بن قطب شہید

مولوی احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ کی ولادت اسی دن ہوئی
جس دن قطب شہید کی شہادت ہوئی۔ تحصیل علم اپنے عم تاجدار ملا نظام الدین رحمۃ اللہ
علیہ سے کی اور بعد فراغت تدریس میں مشغول رہے اسکے بعد آپکو فیوضات باطنیہ کیجانب
توجہ ہوئی اور شیخ الوقت راس العشاق اعلیحضرت سید السادات سید شاہ عبدالرزاق
بانسوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور اذکار و اوراد میں مشغول ہوئے
ریاضات شاقہ اور چلہ کشی شروع فرمائی۔ بعض چلوں میں صرف چند چھوارون پر بسر فرماتے
اور بعض چلوں میں صرف آدھی روٹی تناول فرماتے یہاں تک کہ حجابات آپکے قلب
صافی سے اُٹھ گئے اور اسرار آپ پر منکشف ہونے لگے۔ آیندہ ہونے والے امور آپ پر
ظاہر ہوجاتے کبھی کشف میں غلطی نہوتی۔ بعض اوقات اول شب سے عبادت شروع فرماتے
نصف شب تک عبادت فرماتے۔ اُسکے بعد آپ پر کیفیت کا غلبہ ہوتا کہ گھر سے نکلکر جنگل
میں چلے جاتے۔ ذات پروردگار کے غیب میں غائب ہوجاتے اور فنافی اللہ ہوجاتے
اسی حالت میں ایک مرتبہ جنگل میں تشریف لیگئے اور آپکے تلامذہ بھی اسلیے آپکے ہمراہ
ہولیے کہ دیکھیں حضرت کہاں جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ہو اللہ بلند آواز
سے کہتے ہوئے آبادی سے نکل گئے اور وہاں آواز سُنی کہ حضرت سے کہا جارہا ہے۔
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى آپنے نعلین مبارک اُتاردین اور تیزی سے
چلکر نظروں سے غائب ہوگئے۔ ساتھیونکو ہمراہ جانیکی ہمت نہوئی۔ آپکے مکاشفات اور کرامات
بہت ہیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف ہیں جنمیں سے بعض یہ ہیں۔ شرح سلم العلوم جو
۱۱۳۰ھ میں تمام ہوئی۔ اس شرح کی ایسی کوئی دوسری شرح سلم کی نہیں ہے۔ مشکلات و متعلقات
متن کامل اسمیں پورے طور پر کیا گیا ہے۔ حواشی میر زاہد ملا جلال۔ حواشی میر زاہد شرح مواقف۔

مین نے یہ کتابین دیکھی ہین اور انسے نفع حاصل کیا ہے۔ علوم ظاہری مین تبحر ہونیکے علاوہ علوم باطنی کے
بھی اعلیٰ ماہر تھے۔ سنت نبوی کے سخت پابند تھے امر حق ظاہر فرمانے مین کسی سے خوف نہ فرماتے
آپ کی وفات ۹ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ کو بروز جمعہ واقع ہوئی۔ آپنے اپنی وفات کی خبر پہلے سے
کئی مرتبہ دیدی تھی جب آپکے چھوٹے بھائی ملا عبد العزیز کی وفات ہوئی آپ نماز جنازہ
پڑھنے کھڑے ہوے۔ سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھسے اور عبد العزیز سے وعدہ ہوا ہے
کہ دو برس کے بعد اُنسے ملونگا۔ ایک دن ایک بزرگ شاہ محمدی نے جو بڑے عابد زاہد تھے
حضرت سے عرض کیا کہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا ہے کہ حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ
علیہ کا انتقال ہوگیا۔ آپنے فرمایا کہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اُنکے قائم مقام کا انتقال ہوگا۔
حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا کہ اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہوگا اور مشہور ہے کہ
جمعہ کے دن اگر حج ہو تو حج اکبر ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہان یہ حج بعضونکو روح اور بدن
دونون سے نصیب ہوگا اور بعضون کو صرف روحی حج ہوگا۔ سبب وفات آپ کا یہ ہوا کہ
آپ پر (حسب معمول) ایک شب کیفیت جذبیہ طاری ہوئی اور اُسمین آپ اپنے
مکان کی بلند چھت سے صحن مین گر پڑے اُسکی وجہ سے تمام بدن مبارک پر سخت صدمہ پہونچا
جو کوئی پرسان حال ہوتا تو سوائے لفظ اللہ کے زبان مبارک سے کچھ نہ ارشاد فرماتے اسی
حالت مین ہفتہ سے لیکر جمعہ تک مریض رہے اور جمعہ کے دن (یوم الحج مین) وفات پائی۔
قبر مبارک شہر لکھنؤ مین ہمارے محلے والون کے مقبرہ (باغ مولوی انوار صاحب) مین
زیارت گاہ اور باعث برکت ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کرامات آپ کی بعد
وفات بھی جاری ہین۔ علمائے فرنگی محل مین مشہور ہے کہ ملا عبد الحق کی شرح سلم کی سب سے
پہلی شرح ہے اُسکے متعلق ایک قصہ بھی مشہور ہے جو احوال علمائے فرنگی محل مین ذکر ہے
مین نے شرح سلم کو دیکھا ہے اُسمین جابجا قاضی مبارک کی تردید کی ہے اور اُنکی شرح
کا حوالہ ہے اسلیے بظاہر قاضی کی شرح سب سے پہلی شرح ہے واللہ اعلم صاحب عمدۃ الوسائل
نے آپ کی کرامات کثیرہ بیان کی ہین صاحب سائل قطبیہ نے مولانا عبد العزیز صاحب کے
جنازہ کے متعلق ایک واقعہ تحریر کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔ کہ دونون بھائیون مین حیات
بعد الموت کے متعلق مباحثہ تھا مولانا عبد العزیز صاحب بعد موت اُسطرح حیات کے قائل تھے

ع۵ یہانتک خیر العمل کا بلفظہ ترجمہ ہے ۱۲ منہ

جسطرح زندگی مین۔ مولانا عبدالحق صاحب اسکے منکر تھے جب مولانا عبدالعزیز کے جنازے کی نماز پڑھانے حضرت کھڑے ہوے تو چوتھی تکبیر مین بہت تاخیر ہوئی۔ سلام کے بعد لوگون نے تاخیر کا سبب دریافت کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بھائی (عبدالعزیز) کو مین نے دیکھا کہ اپنے جنازے کی نماز خود پڑھ رہے ہین اور مجھ سے کہہ رہے ہین کہ دیکھیے میری زندگی اور موت یکسان ہے، مین نے اُنسے کہا کہ واقعی تمھارا ہی کہنا صحیح ہے اسیوجہ سے تاخیر ہوئی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے دو عقد ہوے پہلا عقد سہالی مین شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین انصاری سہالوی کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ ملا محب اللہ اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین ایک صاحبزادی ملا حسن بن قاضی غلام مصطفے بن ملا اسعد سے بیاہی گئین۔ دوسری صاحبزادی ملا یعقوب بن ملا عبدالعزیز آپ کے بھتیجے سے بیاہی گئین۔ مولانا عبدالحق کے دوسرے عقد سے دو صاحبزادے مولانا انوارالحق اور مولانا ازہارالحق پیدا ہوے۔ یہ دوسری زوجہ شیوخ بجنور کے خاندان سے شیخ امام الحق ابن شیخ ضیاءالحق صدیقی لکھنوی کی بیٹی تھین۔

مولوی انوارالحق بن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید ابن قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ انسانی کمالات کے جامع صفات ملکوتیہ کے حامل، صاحب کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ تھے مولف اغصان نے اپنی کتاب اغصان اربعہ کا ایک خاص باب حضرت کے کرامات کے بیان مین علیحدہ کر دیا ہے اور اُسمین آپ کے حالات تفصیلی مع آپ کے کرامات کے ذکر کیے ہین۔ مین یہان پر بالاجمال و مختصر احوال قلم بند کرتا ہون۔ اغصان سے جزئیات بالتفصیل معلوم ہو سکتے ہین۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بچپنے مین اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مین تربیت پائی اور اُنکے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ اُسی زمانے مین ایک مرتبہ بہت سخت علیل ہوے اور لوگون کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہوگئی۔ آپ کی دادی جو اُسوقت زندہ تھین اُنھون نے آپ کے والد کو آپ کے نازک حالت کی خبر دی آپ کے والد ماجد نے تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا اُسکے بعد سر اُٹھا کر فرمایا کہ گھبراہٹ کی بات نہین ہے۔ اُنکو صحت ہو جائیگی اور عمر طبعی تک پہونچینگے اور مقربان خدا مین سے ہونگے مخلوق اُنسے فائدہ حاصل کریگی اُسکے بعد فوراً ہی آثار صحت ظاہر ہونے لگے۔ جب عمر شریف بارہ برس کی ہوئی آپ کے والد نے رحلت فرمائی۔ آپ کی تربیت و تعلیم کیجانب آپ کے بڑے بھائی مولوی محب اللہ نے توجہ فرمائی والد ماجد کی رحلت کے وقت مولانا کی عمر مبارک کا یہ ذکر اغصان کے بعض نسخون مین ہے

اور بعضو نمین یہ لکھا ہے کہ آپنے اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر سترہ برس کی عمر مین بعیت کی
اور آپکے والد کے انتقال کیوقت آپ کا سن اُنیس سال کا تھا اور آپ کتب درسیہ کی تحصیل سے
اپنے والد ماجد کے سامنے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی روح سے مناسبت
تامہ تھی اکثر خواب مین اُنکی زیارت ہوتی اور اُنکی روح مبارک سے فیض حاصل فرماتے اور
فرماتے کہ والد ماجد کی روح مین جو قوت پاتا ہون دوسرے اولیاء اللہ کی روحو نمین وہ
قوت نہین پاتا۔ ہمیشہ حضرت میری تربیت کی جانب متوجہ رہتے ہین اور مجھکو امور تصوف کی
تعلیم فرماتے ہین میرے لیے اللہ نے حضرت ہی کو میرا شیخ الطریقۃ اور مرشد مقرر کر دیا ہی
ارشاد فرمایا کہ مین ابتدائً بعیت لینے مین احتیاط کرتا تھا اور اجازت کا منتظر تھا جب
میرا سن پچیس سال کا ہوا میرے قلب پر انوار تجلیات ظاہر ہونے لگے اور میرے سینے پر
رموز الٰہی منکشف ہو گئے جنسے مین کبھی متحیر ہو جاتا اور کبھی ڈر جاتا تھا ایک مرتبہ بدولت زیارت
حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا مین نے حضور سے عرض حال کیا
اور خطرات کے دفعیہ کیلیے عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ شیطانی خطرات راہ حق مین پیش نہین
آتے اسکے بعد دست مبارک میرے سینے پر رکھدیا اُسیوقت تمام شکوک وشبہات
جاتے رہے اور اہل اللہ کا طریقہ مجھپر واضح ہو گیا مین حضرت شاہ شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت مین گیا جو حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اُنسے مین نے اپنا
خواب ذکر کیا۔ موصوف نے ارشاد فرمایا کہ قلب قوی رکھیے آپکو روحانیت حضرت رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل ہوئی ہے۔ اور ارشاد خلق کیجانب توجہ فرمائیے۔ اُسکے
بعد بھی مجھے جرأت ارشاد خلق کی نہین ہوتی تھی یہانتک کہ دوبارہ جمال جہان آرائے
نبوی کی زیارت ہوئی اور ارشاد عالی ہوا کہ اے انوار تمکو اجازت ارشاد خلق کی ہے اسکے
بعد جو شخص بعیت کیلیے میرے پاس آتا مین اُس سے کہتا کہ درود شریف کی کثرت کرو
اگر حضور انور سے تمکو بعیت کی اجازت ہو گی تو مین تمکو بعیت مین داخل کر لونگا۔
جس شخص کو اجازت ہو جاتی اور مجھکو بھی حضرت سے اجازت اُسکی تعلیم کی ہوتی تو مین اُسکو
تعلیم دیتا ورنہ واپس کر دیتا پھر اُسکے بعد حضور انور سے اجازت عام حاصل ہو گئی اور
بھی ارشاد فرماتے تھے کہ جب میری تربیت کی جانب میرے بڑے بھائی (ملا محب اللہ)

عہ حضرت موصوف حضرت میر سید اسمٰعیل بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے حضرت میر صاحب موصوف خلیفہ حضرت سید لسا داتؒ تھے ۱۲ اعتنا

متوجہ ہوے وہ اکثر علوم ظاہری کی جانب مشغول ہونیکی نصیحت فرماتے اور مین اُنکے حکم کی
تعمیل مین علوم ظاہری کیجانب متوجہ بھی رہتا مگر میرا قلب اُس جانب توجہ نہین کرتا تھا کیونکہ
اُسکو اسرار باطن کیجانب زیادہ توجہ تھی یہانتک کہ مین نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کرلی
بعض کتب ملا احمد حسین بن ملا رضا ابن قطب شہید سے پڑھین اور بعض ملا حسن بن قاضی
غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید سے پڑھے۔ اور معقولات شاہجہانپور جاکر مولانا
بحر العلوم عبد العلی سے پڑھین۔ علم ظاہری کی تحصیل کے زمانے مین بھی علم باطن کی تکمیل کو
مقدم رکھتا تھا اسیوجہ سے میرے قلب کو کتب معقولات کیجانب توجہ نہین ہوتی تھی
آپ کی عادات شریفہ مین سے یہ تھا کہ بعد نماز صبح قرآن شریف و دلائل الخیرات
و دیگر وظائف کی تلاوت فرماتے نماز تہجد اور نماز اشراق و ضحٰے وغیرہ کبھی ترک نہ فرماتے
ظہر کی نماز کے بعد باغ مین جہان آپکے والد ماجد کا مزار ہے تشریف لیجاتے اور عشا تک
وہان تشریف فرما رہتے نماز عصر اور مغرب کے درمیان خاموش و مراقب رہتے اور ذکر الٰہی
فرماتے بعد نماز عشا گھر تشریف لاتے، دو رکعت قرآن پڑھتے اُسکے بعد کھانا نوش فرماتے
اور اُسکے بعد آرام فرماتے۔ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور صبح تک ذکر و عبادت فرماتے
اپنی حیات بھر خدمت علم ظاہری و باطنی مین مشغول رہے۔ اور ہمیشہ ارشاد خلق و اخذ بیعت
فرماتے رہے یہانتک کہ آپکے دست مبارک پر بیشمار و بے تعداد لوگون نے بیعت کی
وفات شریف ۲۶ رشعبان سنہ ۱۲۳۳ھ واقع ہوئی۔ آپنے دو عقد فرمائے تھے جن سے پانچ
صاحبزادے اور چار صاحبزادیان یادگار چھوڑین۔ آپ کی پہلی بی بی ملا احمد حسین بن ملا رضا
ابن قطب شہید کی صاحبزادی تھین۔ جنسے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ملا
نور الحق ملا علاؤ الدین ملا اسرار الحق پیدا ہوے۔ صاحبزادی کا عقد مولانا ابو الکرم بن
مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز برادر مولانا احمد عبد الحق کے ساتھ ہوا یہ صاحبزادی مولانا
عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھین مولانا انوار صاحب کی دوسری بیوی شیوخ مفتی گنج سے
نجابت علی شاہ صاحب صدیقی کی ہمشیرہ تھین جنسے تین صاحبزادیان اور دو صاحبزادے
ملا محمد احمد و ملا عبد الصمد پیدا ہوے۔ صاحب خیر العمل نے صرف دو صاحبزادیون کا ذکر کیا ہے
تیسری کا ذکر غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ ان تینون صاحبزادیون مین سے ایک صاحبزادی کا

عہ اول حال سے لیکر یہانتک بلفظہ خیر العمل کا ترجمہ ہے ۱۲ عنایت

عقد اپنے چچازاد بھائی ملا ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن مولانا عبدالحق کے ساتھ ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد محلہ مفتی گنج لکھنؤ مین شیخ مقبول علی بن شیخ جعفر علی کے ساتھ ہوا تیسری صاحبزادی کا عقد ملا صفدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا عبدالحق سے ہوا جولاولد فوت ہوگئین

تنبیہ ۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مولانا کی عمر مولانا عبدالحق کی وفات کے وقت بارہ سال کی تھی لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ مولانا کے خلیفہ اور نواسہ حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا برہان الحق صاحب مرید ونبیرۂ مولانا کا بیان وہی ہے جو اغصان کے مطبوعہ نسخون مین لکھا ہے یعنے انیس سال کا سن ۔ مین نے قلمی نسخون مین اغصان کے یہی سن دیکھا ہے ۔ مگر مجھکو تعجب ہے کہ مخالفین بارہ سال کی روایت سے کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہین ۔ یہ یقینی امر ہے کہ مولانا کو اپنے والد ماجد سے بیعت تھی خواہ وہ کسی سن مین ہو یقینا وہ سن تمیز تھا جس سن مین روایت حدیث معتبر ہو اور جسمین فضل صحابیت ثابت ہوتا ہے جس سن مین امیر المومنین امام الاولیا ابو الائمہ مولی علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ایمان لائے تھے اگر اس سن مین ایمان درست نہین ہے تو بیشک بیعت تو بیعت بھی درست نہوگی ۔ مولانا عبدالاعلی بن مولانا عبدالعلی بحر العلوم رسالہ قطبیہ مین تحریر فرماتے ہین پسر دیگر از مولوی عبدالحق مولوی انوار الحق عالم عارف مرید او انتہی " اغصان الانساب جسکا مصنف اغصان اربعہ کے مصنف کا ہمعصر اور خود مولانا انوار الحق کا دیکھنے والا ہے اسمین بضمن حالات مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ تحریر ہے ۔ مولوی محمد انوار الحق فاضل کامل کتب رسیہ از والد ماجد خود خواند و استعداد بہم رسانیدہ مرید و خلیفۂ والد ماجد انتہی ۔ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ کا نام حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے باتباع اغصان احمد انوار الحق لکھا ہے مگر خیر العمل مین انوار الحق تحریر ہے اور اسی نام کی مہر مین نے مولانا کی کتابون مین دیکھی ہے اور خود دست مبارک سے فقیر انوار الحق لکھا ہوا دیکھا ہے ۔

مولوی ازہار الحق بن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید ۔ (ازہار بفتح ہمزہ ہے) مولانا کے والد ماجد نے انکو اور انکے بھتیجے یعنے اپنے پوتے ملا مبین کو مولانا عبدالعلی بحر العلوم کے

؎۵ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سات برس کی عمر مین حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی جیسا کہ صحیح مسلم مین عروہ بن زبیر سے بروایت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا مروی ہے ۔ نیز عبداللہ بن جعفر طیار اور سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم سے بیعت لینا بعض کتب حدیث مین مروی ہے جیسا کہ طبرانی نے معجم کبیر مین امام محمد بن ابی باقر سے روایت کیا ہے ۔

سپرد کیا تھا۔ مولانا عبد الحق کی حیات میں اور اُنکے بعد بحر العلوم سے پڑھتے رہے۔ شرح جامی
تک پہونچے تھے کہ مولانا بحر العلوم شاہجہانپور چلے گئے اور وہاں حافظ رحمت خان والی
شاہجہانپور نے سو روپیہ تنخواہ مقرر کردی۔ اسلیے مولانا اظہار الحق نے کتب درسیہ متوسطات
اور مطولات اصول و معانی مولانا احمد حسین بن ملا رضا سے اور ہدایہ اور مسلم ملا حسن سے
پڑھیں۔ اُسکے بعد شاہجہانپور جاکر مولانا بحر العلوم سے بقیہ کتب پڑھکر مولانا ہی سے
فاتحۃ الفراغ پڑھکر مہارت علمی حاصل کی۔ عنفوان شباب ہی سے نہایت صالح اور متقی
تھے۔ شاہجہانپور سے لوٹ کر مدت تک درس تدریس میں مصروف رہے اُسکے بعد ضلع
رائے بریلی میں تشریف لیگئے اور وہاں درس دیتے رہے۔ شاہ لعل نقشبندی سے بیعت فرمائی
اور طریقہ مراقبہ اور اذکار و حبس نفس اُنھیں سے حاصل فرمائے اُسکے بعد وطن واپس آکر
اپنے دونوں بھتیجوں مولانا نور صاحب اور ملا علاء الدین صاحب ابنائے مولانا انوار الحق
کو لیکر مولانا عبد العلی بحر العلوم کے پاس گئے اور مولانا ہی کے ساتھ بوہار[عہ] چلے گئے اور وہاں
مدت تک اصول فقہ اور دیگر علوم کا درس دیتے رہے جب آپ کے بھتیجے تحصیل علم کرچکے اُنکو
لیکر وطن واپس آئے اور یہاں تدریس میں مصروف رہے یہانتک کہ مولانا کے صاحبزادے
ضیاء الحق عین جوانی میں دریا میں غرق ہوگئے۔ مولانا کو اس جوانا مرگی کا سخت صدمہ ہوا
اور مہلک امراض میں مبتلا ہوگئے یہانتک کہ فالج میں مبتلا ہوکر بعمر ستر سال وفات پائی۔

مولانا کا پہلا نکاح بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی
ظہور الحق[عہ] (علاوہ مولوی ضیاء الحق کے جنکے غرق ہونیکا اوپر ذکر ہوا) اور ایک صاحبزادی
زوجہ مولوی حیدر بن ملا مبین پیدا ہوئے۔ مولوی ظہور الحق اور مولوی حیدر صاحب کے
اذکار آگے آتے ہیں مولوی اظہار الحق کی دوسری زوجہ قصبہ سیدنپور ضلع بارہ بنکی کے
صدیقی خاندان سے تھیں جو لاولد فوت ہوئیں۔

مولوی اسرار الحق بن مولانا انوار الحق۔ بڑے ماہر فقہ تھے اپنے بڑے بھائی مولانا نور الحق
صاحب و ملا مبین صاحب سے شرف تلمذ تھا۔ اور فاتحۃ الفراغ ملا مبین سے پڑھا تھا، اپنے
والد کی حیات میں انتقال کرگئے۔ آپ کا عقد سہالی میں شیخ عبد الوہاب بن شیخ عظیم الدین
انصاری کی دختر سے ہوا جنسے دو لڑکیاں اور ایک صاحبزادے ملا امین الحق پیدا ہوکے

عہ بوہار ضلع بردوان صوبہ بنگال کا ایک مشہور قصبہ ہے ۱۲ عنایت عہ یہانتک ملفوظ خیر اصل سے منقول ہے ۱۲ عنایت

مولوی اسرار الحق صاحب کی ایک صاحبزادی مولوی محمد شائق بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ نبیرۂ ملا رضا کو بیاہی گئیں جو لاولد فوت ہو گئیں۔ دوسری کا نکاح مفتی گنج میں شیخ حسین بخش ابن شیخ [illegible] علی بن شیخ مبارک علی کیساتھ ہوا۔ جنسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئیں مولوی شائق کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی [illegible] الحق بن مولوی [illegible] الحق بن مولانا انوار الحق نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ اپنے نانا مولوی [illegible] الحق بن مولانا انوار الحق قدس سرہما سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ مدت العمر تدریس میں مصروف رہے۔ آپکا عقد شیخ رعایت اللہ بن شیخ عزیز اللہ لکھنوی انصاری کی دختر سے ہوا۔ جنسے صرف ایک صاحبزادی یادگار رہ گئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد مولوی خلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا حسن کے ساتھ ہوا۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ (میری دادی) اور دیگر کبیر السن بیبیوں کی زبانی روایت بیان کرتی ہیں کہ مولوی [illegible] الحق صاحب کے ایک صاحبزادے محمدی میاں بھی تھے جنکا عقد شیوخ لکھنؤ میں ہوا تھا مگر عقد کے ایکسال کے بعد وہ لاولد فوت ہو گئے۔ انکی بیوہ ابھی تھوڑے زمانے تک موجود تھیں جنسے ہمشیرہ صاحبہ خود بھی ملی تھیں۔ تعجب ہے کہ انکا ذکر کسی تذکرہ میں یہانتک کہ مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مولوی محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہما۔ آپنے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نور الحق سے کی۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد انکے قائم مقام ہوے۔ اور اخذ بیعت اور ارشاد خلائق فرمانے لگے۔ اپنے والد ماجد کے اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ وفات آپکی یوم یکشنبہ ۱۵ صفر ۱۲۶۰ھ میں ہوئی آپکے دو صاحبزادے مولوی محمد حامد مولوی خیر اللہ اور ایک صاحبزادی تھیں جو مولانا رحمت اللہ صاحب کو بیاہی گئیں انکے تذکرے آگے آئینگے آپکا عقد مولانا عبد القدوس صاحب بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔

مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق بن مولانا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحکیم اور حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم و فاضل تھے خاصکر حساب و مساحت و فارسی میں مہارت کاملہ تھی۔ حافظ قرآن تھے تجوید قاری بسیر محمد سے سیکھی۔ عابد مرتاض تھے۔ آپ کی پہلی

عسہ سوانح حال ولادت دختری مدد ذکر نکاح اور ذکر فاتحہ الفراغ سب سیر الاعلیٰ میں ہے ۱۲ منہ عسہ تحصیل علم کے ذکر کے علاوہ تمام خیر العمل میں ہے

شادی مولوی نظام الحق صاحب بن مولوی سراج الحق بن مولوی نور الحق کی صاحبزادی سے ہوئی جو لاولد فوت ہوگئیں۔ دوسری شادی سید مرتضے بجنوری کی صاحبزادی سے ہوئی جنسے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادی کا عقد شیخ محمد شفیع بن شیخ محمد رفیع رسولوی ساکن لکھنؤ سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑکر فوت ہوگئیں ان صاحبزادی کا عقد شیخ مہدی حسن بجنوری کے ساتھ ہوا جو ایک خورد سال لڑکی چھوڑکر وفات پاگئیں۔ چاروں صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی فضل الحق۔ مولوی ضیاء الحق۔ مولوی منہاج الحق۔ مولوی ممتاز الحق۔ مولوی امان الحق کا انتقال ۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ میں ہوا۔ آپ کی تصانیف کے نام مجھے معلوم نہ ہو سکے

مولوی امتیاز الحق بن ملا لمعان الحق بن ملا برہان الحق بن ملا انوار الحق۔ آپنے کتب درسیہ متوسطات تک پڑھکر علم طب حاصل کیا۔ اب حیدرآباد میں بسلسلہ ملازمت سررشتہ طبی میں ملازم ہیں۔ عقد آپ کا مولوی یعقوب بن مولوی یسٰین کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا سعید الحق چھوڑکر وفات کر گئیں۔ سعید الحق انگریزی حاصل کررہے ہیں اور اپنے چچا مولوی شمس الحق صاحب کے پاس حیدرآباد میں مقیم ہیں۔

مولوی محمد اسحاق بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ مولانا محب اللہ کی دوسری بیوی سے پیدا ہوے۔ آپکے والد آپ کی صغرسنی میں وفات پاگئے تھے۔ آپکی اور آپکی حقیقی ہمشیرہ کی پرورش بڑے (سوتیلے) بھائی ملا مبین صاحب نے کی۔ اور اُنسے ہی تحصیل علم کرکے فارغ التحصیل و فاضل مستعد ہوے۔ انواع علوم کا درس دیتے تھے۔ آپ سلطنت میں عہدہ دار تھے۔ آخر میں جب آپ کو ضعف بصارت لاحق ہوا تو اپنے پوتے مولوی علیے صاحب کو اپنا قائم مقام کرکے خانہ نشین ہوگئے۔ آخر میں آپ کی بصارت جاتی رہی تھی کہ بغیر دوسرے کی اعانت کے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ آپ کا عقد اپنی ماموں زاد بہن ہمشیرۂ شیخ محمد شائق صدیقی سے ہوا۔ جنسے آپکے ایک صاحبزادے مولوی یوسف تھے۔ جنکا ذکر آگے آئیگا

مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن مولانا عبد الحق بن ملا سعید۔ آپنے تمام کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور چچا مولوی ولی اللہ اور مولانا معین بن

عـ۵ خیر العمل ۱۱ عنایت

ملامبین بن ملا محب اللہ سے پڑھین۔ نوبت تدریس کم ہوئی۔ آپ کے تصانیف مین سے بعض کتب درسیہ پر حواشی اور احسن القصص و تاریخ الخلفا اور ریاض المسلمین ہین۔ احسن القصص مطبع منشی نولکشور مین چھپ گئی ہے۔ آپ نے ۱۲۷۴ھ مین انتقال کیا اور باغ مولوی انوار صاحب[عہ] مین دفن ہوے۔ آپ کی شادی ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی لڑکی سے ہوئی جنکا انتقال بمرض ہیضہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مین ہوا۔ تین صاحبزادے پیدا ہوے بڑے صاحبزادے مولوی عتیق اللہ عالم شباب مین وفات پاگئے۔ منجھلے صاحبزادے مولوی مجیب اللہ اور چھوٹے مولوی محب اللہ تھے۔ سب کے اذکار بعد کو آئینگے۔ مولوی احسان اللہ صاحب کو حضرت مولانا سید الوانی صاحب سے اور اُنکے صاحبزادون کو حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب سے بیعت تھی۔ مولوی احسان اللہ صاحب نے ایک زن اجنبیہ سے نکاح کیا تھا مگر ان بیوی سے کوئی اولاد باقی نہین ہے۔

مولوی انعام اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ مذکور۔ آپ نے تمام کتب درسیہ اپنے نامور والد اور اپنے خسر مفتی محمد یوسف صاحب اور مشہور مناظر مولانا لطف اللہ صاحب غازی پوری سے پڑھین۔ مگر نوبت درس تدریس نہین ہوئی۔ سرکار انگریزی مین عہدۂ ڈپٹی کلکٹری حاصل کیا۔ پنشن لیکر خانہ نشین ہوگئے تھے۔ آپ زبردست شاعر بھی تھے۔ انعام تخلص فرماتے تھے میر زبر علی صبا شاگرد آتش سے تلمذ تھا۔ دیوان غیر مطبوعہ مرتب موجود ہے۔ آپ کی دو شادیان ہوئین۔ پہلی بی بی دختر مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر بن مفتی ابوالرحم تھین۔ جنسے ایک صاحبزادے مولوی افہام اللہ صاحب پیدا ہوے۔ دوسری شادی قصبہ جگور ضلع بارہ بنکی مین شیخ امید علی بن شیخ محمد علی کی لڑکی سے ہوئی۔ اُنسے ایک لڑکی زوجہ مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ پیدا ہوئین۔ مولوی انعام اللہ صاحب کا انتقال رجب ۱۳۲۱ھ مین ہوا۔ بیوہ حیات ہین[عہ] اُنکی لڑکی جوانی مین انتقال کر گئین مولانا کے تصنیفات سے تکملۂ اغصان اربعہ و رسالۂ سفینۃ النجاۃ در حالات حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مین نے دیکھے ہین۔ علاوہ انکے ایک دیوان اردو بھی یادگار رہے۔ مین نے مولوی انعام اللہ صاحب کو دیکھا ہے بزرگان فرنگی محل مین مین نے اُن سے زائد خلیق اور منکسر المزاج اور خوش طبع اور علی قدر المراتب مزاح کرنیوالا کسی کو نہین دیکھا۔

عہ ۵ صفر ۱۳۴۷ھ بروز جمعہ موصوفہ کا انتقال ہوگیا ۱۲

اُنسے ملنے والا کوئی شخص بھی ایسا نہوگا جسکو سبقت سلام کی نوبت ہوئی ہو، ہمیشہ چھوٹے بڑے سب سے سبقت سلام خود فرماتے، نہایت بے مثل بزرگ تھے، مولوی انعام اللہ صاحب نے دو بیرونی عورتون سے بھی عقد کیے تھے جنمین سے ایک سے متعدد اولادین بھی ہوئین مگر زندہ نہین رہین۔ دوسری بیوی بھی لاولد فوت ہوگئین۔

مولوی افہام اللہ بن مولوی انعام اللہ مذکورہ بالا، آپنے تمام کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین، استاذ رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ حمد اللہ مولانا معین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی۔ مگر خیر العمل مین تصریح ہے کہ آپنے فاتحۃ الفراغ خود مولف خیر العمل یعنی استاذ الاساتذہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے، جید علما مین سے تھے آپکی قوت علمیہ اور ذہانت کے مولانا معین القضاۃ بہت مداح تھے، دیگر علما بھی آپ کی توصیف کرتے تھے، ہمیشہ خدمت علم مین مصروف رہے، ایک زمانہ تک صوبہ مدراس کے ضلع ویلور مین بھی بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے اور وہان بھی تدریس مین مصروف رہے، اُسکے بعد حکومت اعلیحضرت نظام مین مدرس مقرر ہوے اور گلبرگہ شریف مین حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب سجادہ کو درس دیتے تھے، آخر مین علیل ہوکر وطن واپس ہوے، اور بعمر چھتیس سال ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ مین اپنے والد کی حیات مین وفات پائی، آپ کی تالیف مین سے حاشیۂ قطبی ہے جو مطبع مصطفائی مین چھپا تھا اور حاشیہ شرح عقائد نسفی اور حاشیہ خیالی اور رسالہ افہامیہ اور رسالہ فی تحقیق الروح ہے مین نے حاشیۂ خیالی دیکھا ہے جو مولف کی قوت علمی پر دلالت کرتا ہے، افسوس یہ تالیف موصوف کی ناتمام رہگئی، آپنے طب بھی حکیم حافظ عبدالعلی صاحب بن حکیم محمد ابراہیم بن حکیم محمد یعقوب کشمیری سے حاصل کی تھی، نہایت حاذق طبیب تھے، اسکے علاوہ موصوف شاعر بھی تھے آپ کی شادی شیخ سعادت علی صاحب ابن شیخ ہدایت علی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جو لاولد ابتک حیات ہین، مین نے مولوی افہام اللہ صاحب کو دیکھا ہے نہایت نیک طبع اور متین اور سنجیدہ اور خاموش عالم تھے، اُنکو اور اُنکے والد ماجد دونون کو مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی۔

مولوی افضال اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکور، آپنے کتب درسیہ اور علم طب کی تحصیل فرمائی مگر اتفاق تدریس نہین ہوا عرصہ تک فیض آباد مین بہو بیگم کے مقبرے کے مہتمم رہے اُسکے بعد اکبرپور مین ملازم ہوگئے، آپ کا نکاح امیٹھی مین حاجی فضل علی مرحوم بن

حاجی محمد عبد العلی بن عنایت علی بن مسیح الزمان کی لڑکی سے ہوا جو لا ولد فوت ہوئین، مولوی
افضال اللہ صاحب رجب ۱۳۲۶ھ مین لا ولد فوت ہوے، مولوی افضال اللہ صاحب نے ایک
بیرونی بیوی سے بھی عقد کیا تھا جنسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھین جنکا عقد امیٹھی مین ہوا
تھا مگر یہ صاحبزادی عالم جوانی مین اپنے والد ماجد کے روبرو لا ولد انتقال کر گئین۔

مولوی اکرام اللہ بن مولوی سلام اللہ بن مولوی حبیب اللہ مذکور، تحصیل علم اپنے چچا
مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے شروع کی تھی، اور متوسطات تک پڑھا تھا کہ عین
عالم شباب مین بمرض ہیضہ لا ولد انتقال کیا، عقد انکا انکی چچا زاد بہن مولانا ولی اللہ کی
دختر کلان سے ہوا تھا جو عالم بیوگی مین تقریبًا ساٹھ سال سے زائد تک حیات رہین اور
رجب ۱۳۳۱ھ مین بعارضۂ ہیضہ انتقال کر گئین ان کو حضرت مولانا عبد الوالی صاحب سے بیعت تھی،

مولوی امین بن ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق، آپ نے کتب
درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی، والد کی خاص توجہ آپ کی طرف تھی، ہر کتاب درسی پر
حواشی واضحہ محض آپ ہی کی تعلیم کیواسطے لکھے تھے، آپ کا نکاح ملا عیسیٰ بن ملا یوسف بن
ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، مگر عنفوان شباب مین ایک لڑکا چھوڑ کر
ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ مین انتقال کر گئے، لڑکے کا بھی بعد کو انتقال ہو گیا، بیوہ لا ولد
۱۳۲۶ھ تک زندہ رہین۔

مولوی محمد ابراہیم بن ملا علی محمد بن ملا معین مذکور، کتب درسیہ جناب مولانا عبد الباسط صاحب
بن مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن ملا جمال الدین سے اور مولانا عبد الرزاق سے
پڑھین، مسجد فرنگی محل مین عرصہ تک وعظ دیتے رہے، حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ
علیہ سے بیعت اور اجازت تھی بعد وفات پیر و مرشد ہجرت کر کے مدینہ منورہ علے صاحبہا
الف الف تحیۃ مین مع اپنے لڑکون کے سکونت اختیار کر لی اور وہین ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ
مین انتقال ہوا، آپ کی شادی مولانا فخر الدین نبیرۂ ملا قدرت علی کی صاحبزادی سے
ہوئی، جنسے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، لڑکی تا کتخدا انتقال کر گئی، مولوی
ابراہیم صاحب کے بڑے فرزند مولوی محمد عظیم عرف مولوی محمد بشیر صاحب اور چھوٹے
مولوی محمد کریم صاحب تھے۔

مولوی احمد حسین بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق، تحصیل

علوم اپنے والد اور دیگر علماسے کی حافظ اور عالم فاضل صالح تھے، عین جوانی مین ۱۲۶۷ھ مین ۲۷ صفر کو وفات پائی، آپکا عقد ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی لڑکی سے ہوا، تین صاحبزادیاں پیدا ہوئین۔ ایک صاحبزادی مولوی صفی اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ کو دوسری مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر کو منسوب ہوئین دونون لاولد انتقال کر گئین تیسری صاحبزادی کا عقد منشی بہاء الدین صاحب کاکوروی ڈپٹی کلکٹر کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادیان اور تین صاحبزادے ہوئے بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت استاذی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا انکا ذکر آگے آئیگا، دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری مین منشی نظم الدین حیدر کے ساتھ ہوا جو دو خورد سال لڑکیاں اور ایک خورد سال لڑکا نصر الدین چھوڑ کر ۹ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ مین انتقال کر گئین منشی بہاؤ الدین صاحب کے تینون صاحبزادے منشی ضیاء الدین حیدر اور منشی محمد حسین عرف ممو میان اور منشی نظام الدین حیدر مین سے ہر ایکنے انگریزی تعلیم کیجانب توجہ کی اور امتحان انٹرنس مین کامیابی حاصل کرنے کے بعد ملازمت سرکاری کر لی اور معقول تنخواہون پر اسوقت ملازم سرکار ہین، مولوی نظام الدین حیدر صاحب اس سال حیدرآباد مین اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت مقرر ہوئے ہین۔ مولوی ضیاء الدین صاحب جھانسی مین متعین ہین، اور مولوی محمد حسن صاحب بنارس مین انسپکٹر آبکاری ہین۔ تینون بھائی نہایت متین اور سنجیدہ اور سمجھدار ہین، مولوی ضیاء الدین صاحب کا عقد انکے چچا زاد بھائی کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا رضاء الدین اور ایک خورد سال لڑکی چھوڑ کر وفات پا گئین۔ لڑکا انگریزی بی۔اے مین پڑھ رہا ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب کا عقد خان بہادر منشی تاج الدین صاحب جج مرحوم کی لڑکی سے ہوا جنسے ایک لڑکا حیدر حسن موجود ہے مولوی محمد حسن کی بیوی دائم المرض ہین اسلیے اُنسے اب امید اولاد نہین ہے، مولوی نظام الدین صاحب کا عقد مولوی محمد ہاشم کاکوروی کی دختر یعنے منشی تاج الدین کی ہمشیرزادی سے ہوا، ابھی تک کوئی اولاد نہین ہے، منشی بہاء الدین صاحب کی بیوی یعنے ان صاحبزادون کی والدہ ابتک بفضل خدا بقید حیات ہین۔ منشی بہاء الدین کا انتقال ۱۳۰۹ھ مین ہوا۔

مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر ملک العلما، آپنے تحصیل علم کچھ اپنے والد ماجد سے اور بقیہ ملا عبد الحلیم صاحب بن ملا امین اللہ صاحب بن ملا اکبر صاحب سے کی، سرکار نظام سے

عـــہ مولوی افضل حسن کی ان بیوی کا رمضان ۱۳۰۵ھ مین انتقال ہوا ۱۲

مولانا ظہور علیصاحب کا منصب و رجاگیر اُنکے اور اُنکے بھائی کے نام مقرر ہو گیا تھا اسی سلسلہ مین حیدرآباد مین مقیم ہے، ۱۳۱۵ھ مین حیدرآباد مین انتقال ہوا، اور حضرت شاہ یوسف قادری کے مقبرہ مین اپنے والد ماجد کے پاس جو فتح دروازہ حیدرآباد مین واقع ہی دفن ہوے، آپ نہایت خلیق، متواضع تھے، اور اپنے امکان بھر کسی حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین فرماتے تھے، میرے بڑے بھائی مرحوم فرماتے تھے کہ اعزائے حیدرآباد مین مین نے موصوف سے زیادہ کسی کو ہمدرد اور ذی اخلاق نہین پایا، آپ کو سرکار نظام سے افضل العلما کا خطاب بھی تھا۔ آپ کا پہلا نکاح فرنگی محل مین مولوی احمد حسین بن ملا حیدر کی لڑکی سے ہوا جو لاولد رمضان ۱۳۰۱ھ مین انتقال کر گئین، دوسرا نکاح حیدرآباد مین آپکی چچا زاد بہن ملا نورالحسنین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئین، صاحبزادی کا عقد شاہ سید بہاءالدین عرف اللہ والے میان بخاری کے ساتھ ہوا۔ جنسے دو صاحبزادیان پیدا ہوئین جنکی شادیان ہو گئی ہین اور صاحب اولاد ہین، اللہ والے میان کا انتقال ہو چکا ہے، مولوی افضل حسن کی سب اولاد حیدرآباد مین مقیم ہے اور وہین اُنکے شادی بیاہ ہوتے ہین، مولوی افضل حسن کے صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی احمد حسن عرف غوثو میان۔ مولوی محمد حسن عرف ممو میان۔ مولوی حامد حسن عرف حامو میان۔

مولوی احمد حسن عرف غوثو میان بن مولوی افضل حسن افضل العلما مذکور، کتب درسیہ مولانا عبدالباقی صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ سے متوسطات تک پڑھین، بوجہ صرع کے دورون کے تعلیم سے کنارہ کش ہونا پڑا، اب حیدرآباد مین خانہ نشین ہین، آپکے دو صاحبزادے حبیب حسن اور اسد حسن عرف حسن میان اور تین صاحبزادیان ہین، لڑکونکے اذکار اپنی اپنی جگہ پر مسطور ہین، لڑکیان خورد سال ہین۔

مولوی اسد حسن بن مولوی احمد حسن بن مولوی افضل حسن افضل العلما مذکورۂ بالا، کتب درسیہ ابتدا سے لکھنؤ مین مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھ رہے ہین، اس سال ہدایہ اور صحیحین، حمداللہ اور مسلم اور قاضی و بیضاوی کا درس ہو رہا ہے، اس سال انشاءاللہ تحصیل علم سے فراغت حاصل کرینگے، لکھنؤ یونیورسٹی سے مولوی اور عالم اور فاضل ادب کا امتحان پاس کیا ہے، خدا کے فضل سے ہوشیار، سمجھدار اور ذہین ہین۔ مولانا حیدر کی

اولاد پسری مین اب صرف یہی بچہ قریب بفراغت تحصیل علم ہے اللہ تعالےٰ اسکو علم وافر عطا فرمائے اور اپنے نامور اجداد کا قائم مقام کرے، تاہنوز یہ متاکتخدا ہین۔

مولوی انوار الدین انوار اللہ بن مولوی ظہور اللہ بن مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علے بن ملک العلما ملا حیدر، متوسطات کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اُسکے بعد حیدر آباد دوپس گئے، مولوی نور الحمید صاحب کی لڑکی سے عقد ہوا، ایک خرد سال لڑکا اور دو خرد سالہ لڑکیان موجود ہین۔ خدا سب کو با اقبال کرے۔

مولوی حافظ ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ حافظ قرآن وعالم تھے، عالم شباب مین انتقال کیا، تحصیل علم آپنے اپنے بڑے بھائی مولانا عبد القدوس صاحب سے کی تھی، آپکے دو عقد برادری مین ہوے تھے جنسے اولاد نہین ہوئی تیسری بیرونی بیوی تھین جنسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جو حضرت شاہ غلام نقشبند کے خاندان مین شیخ امام الدین کو منسوب ہوئین، مولوی ابو الفضل کی پہلی بیوی شیخ سمیع اللہ بلگی لکھنوی کی دختر تھین دوسری بیوی شیخ سمیع اللہ بن شیخ ولی اللہ کی صاحبزادی تھین۔

مولوی ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز، آپ حافظ وعالم باعمل تھے، ہمیشہ گوشہ نشین اور یاد الٰہی مین بسر فرمائی، نوبت تدریس نہین ہوئی، آپ کا عقد مولانا انوار الحق بن ملا احمد عبد الحق قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا، ایک صاحبزادہ حضرت مرشدنا امام مولانا عبد الوالی قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک صاحبزادی زوجہ مولانا جمال الدین بن ملا علاء الدین یعنے والدہ حضرت مولانا عبد الرزاق قدس سرہ چھوڑکر وفات پائی۔

مولوی مفتی احمد المعروف بہ ابو الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز، حافظ قرآن تھے اپنے والد ماجد سے تلمذ تھا، مگر فاتحۃ الفراغ اپنے بڑے بھائی مولوی عبد القدوس سے پڑھا، ایک مدت تک درس دیتے رہے۔ تمام علوم مین مفتی صاحب کو ملکہ حاصل تھا، خاصکر کتب فقہ مین بڑی مہارت تھی، نواب سعادت علیخان کے زمانہ مین مفتی عدالت مقرر ہوے نواب صاحب موصوف کو مفتی صاحب کی دیانت وامانت پر پورا بھروسہ تھا، بیعت آپکو شیخ العصر سید عبد اللہ بغدادی سے تھی، مفتی صاحب موصوف صاحب باطن بھی تھے آپنے دو صاحبزادے مولوی کبیر اور مفتی اصغر اور ایک صاحبزادی چھوڑین، صاحبزادی کی شادی شیخ عبد الرحیم لکھنوی کے ساتھ ہوئی، جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الغفور پیدا

ہوے جو فاضل اور صالح ہین، اعضان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا ابوالرحیم کے دو نکاح ہوے پہلی
بیوی سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئین جو مولوی عبدالسلام بن مولوی عبدالقدوس
بن مفتی یعقوب کو بیاہی گئین، دوسرے نکاح سے ایک صاحبزادی والدۂ مولوی عبدالغفور صاحب
پیدا ہوئین، مولوی عبدالغفور کے ایک بھائی مولوی عبدالحلیم بھی تھے جو جوانی مین انتقال کر گئے
مولوی عبدالغفور کی اولاد ابتک موجود ہے، شیخ محمد بشیر مرحوم و شیخ محمد شہید صاحب ساکنان
دوگانوان شیخ عبدالغفور صاحب کے صاحبزادے ہین اور صاحب اولاد ہین، مولانا ابوالرحیم کی
پہلی بیوی ملک غلام حسین بلخی بن ملک غلام مصطفی کی ہمشیر تھین، دوسری بیوی محلہ دوگانوان کے
شیوخ صدیقی کے گھرانے کی تھین۔

مولوی محمد اکبر بن مفتی ابوالرحیم مذکورۂ بالا، حافظ قرآن تھے، تحصیل علوم اپنے والد سے کرکے
فراغت حاصل کی، صفاے باطن اور طریقہ تصوف حضرت سیدنا سید شاہ غلام علی نبیرہ حضرت
سید السادات بانسوی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیا، اور مرتبہ جذب تک پہونچ گئے تعلقات
دنیاوی قطع کرکے تادم وفات گوشہ نشین و عبادت گذار رہے، کذا فی خیر العمل، آپ کا نکاح مفتی مولانا
ظہور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، جنکا ذکر آگے آئیگا، ایک صاحبزادہ مولوی امین اللہ اور ایک صاحبزادی
زوجہ اولی مولوی ظہور علی صاحب بن ملک العلما ملا حمید چھوڑ کر وفات پائی، مولوی اکبر صاحب کی
زوجہ کا انتقال ۲۹ جمادی الاخری ۱۲۶۵ھ کو ہوا۔

مولوی امین اللہ بن ملا محمد اکبر مذکورۂ بالا، حافظ قرآن تھے، کتب درسیہ اپنے چچا مفتی محمد صغیر
اور اپنے نانا مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھکر فراغت حاصل کی، مفتی ظہور اللہ صاحب اپنے
فتووں کا جواب مولوی امین اللہ صاحب سے لکھواتے تھے، نہایت مستعد عالم تھے، تمام کتب
درسیہ خاصکر زواہر ثلثہ اور مسلم اور توضیح تلویح، شرح وقایہ پر حواشی ہین، حواشی شرح جامی اور
شرح ضابطہ تہذیب اور شرح فصول اکبری مستقل تصانیف ہین، وفات آپکی یوم شنبہ ۲۹ ر
جمادی الثانیہ ۱۲۵۳ھ مین ہوئی، آپ کی شادی ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفی
بن ملا اسعد کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مولانا عبدالحلیم والد صاحب خیر العمل یادگار
چھوڑے جنکا ذکر بعد کو آئیگا۔

مولوی محمد صغیر بن مفتی ابوالرحیم بن مفتی محمد یعقوب، حافظ قرآن تھے، تحصیل علم اپنے والد ماجد اور

عہ یہانتک سوائے ذکر فاتحۃ الفراغ کے سب خیر العمل سے منقول ہے ۱۲ عنایت عہ خیر العمل ۱۲ عنایت ۱۲

ملا مبین سے فرما کر فارغ التحصیل ہو کے تمام علوم مین خاصکر فقہ اور اصول فقہ مین مہارت تامہ تھی، صورت و سیرت دونون مین نہایت حسین تھے، مختلف کتب درسیہ پر آپکے حواشی ہین، آپ مفتی عدالت تھے، شنبہ ۲۹ رجب ۱۲۵۵ھ مین وفات پائی، آپ کی شادی ملا علاء الدین بن مولانا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مفتی محمد یوسف صاحب جنکا ذکر آگے آتا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین، صاحبزادی کا عقد اپنی پھوپھی زاد بھائی ملا عبد الرحیم بن ملا عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہو گئین۔

مولوی ابو محمد بن مولوی مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر مذکور، تحصیل کتب عربیہ کی نوبت نہین آئی اور نہ موصوف نے نکاح کیا، بسلسلہ ملازمت پولیس ہمیشہ وطن سے باہر رہے ایک مرتبہ وطن آئے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی، آخر ۳۱ھ مین وطن سے باہر لاولد انتقال کیا۔

مولوی محمد ایوب بن مفتی محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر، آپنے کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اور مولانا کی سند حاصل کی اور بعد تکمیل مدرسہ مین عرصہ تک درس دیتے رہے اسکے بعد گھر پر درس مین مصروف ہین حاشیہ سنن ابی داؤد اور تکملہ عمدۃ الرعایہ لکھنا شروع کیا ہے مجموعہ فتاوی کی ترتیب جدید بھی آپنے دی ہے، آپ کی والدہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی ہین آپ کی شادی دختر مولانا عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق سے ہوئی جنسے چار صاحبزادے محمد احمد عبد الحی و محمد اصغر و محمد یعقوب و محمد مہدی اور دو لڑکیان ہین عبد الحی انگریزی پڑھ رہے ہین باقی خرد سال ہین خدا سب کو صاحب علم و اقبال کرے۔

مولوی محمد ادریس بن مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم مذکورہ بالا، حفظ قرآن کے بعد تحصیل علوم مدرسہ عالیہ نظامیہ مین کی اور سند مولانا حاصل کی، بعد فراغت تحصیل طب مدرسہ تکمیل الطب کی، اور وہان سے سند طب حاصل کی، اسکے بعد پنجاب کی یونیورسٹی سے فاضل کا امتحان پاس کیا، دو سال کے بعد انٹرنس کے امتحان مین کامیابی حاصل کی، نوبت تدریس کم آئی ہے، کچھ زمانہ تک مدرسہ نظامیہ مین درس دیا ہے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد سے مطبع کے کام کیطرف متوجہ ہین، انکی شادی سال گذشتہ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ مین ہمشیرہ مولوی انیس احمد صاحب کاکوروی اڈیٹر اخبار حقیقت کے ساتھ ہوئی ہے، خدا اولاد

عــہ خیر العمل ۱۲ عنایت

تاریخ عطا فرمائے۔

اولاد استاذ الہند

ابوالکرم مولوی محمد اکرم بن شمس العلما ملا محمد نعیم بن ملا عبدالحکیم بن سلطان العلما ملا عبدالرب بن بحر العلوم ملک العلما مولانا عبدالعلی بن استاذ الہند ملا نظام الدین بن قطب شہید تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی بعد فراغت تدریس کیجانب متوجہ رہے، عالم فاضل تھے اپنے والد ماجد کی معیت مین حج و زیارت سے بھی مشرف ہوے تھے، شعبان ۱۳۱۱ھ مین اپنے والد ماجد کے روبرو وفات فرما گئے، آپ کا عقد اول آپکی چچا زاد بہن یعنے ملا عبدالحلیم بن ملا عبدالحکیم کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو دو صاحبزادے مولوی محمد اعلم اور مولوی محمد اسلم صاحب کو چھوڑکر شعبان ۱۳۰۱ھ مین وفات پا گئین، اُنکے بعد دوسرا عقد مولوی اکرم صاحب کا اُن بیوی کی چھوٹی ہمشیرہ سے ہوا جو لاولد ابتک حیات ہین۔

ابوالعلم مولوی محمد اعلم بن مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن ملا عبدالحکیم۔ آپ حفظ قرآن کے بعد تحصیل علم کر رہے تھے کہ عنفوان شباب مین بعارضہ دق اپنے دادا کے روبرو تاکتخدا ۱۳۱۵ھ مین وفات پاگئے۔

ابوالسلم مولوی محمد اسلم بن ملا محمد اکرم بن شمس العلما ملا محمد نعیم۔ آپ کی ولادت ۴ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ کو ہوئی حفظ قرآن کے بعد کتب فارسیہ اپنے والد ماجد سے اور ابتدائی درسیات نحو و صرف و کچھ فقہ اپنے نامور جد امجد سے پڑھے اور انھین کے دست مبارک پر اولاً صغر سنی مین اور دوبارہ ۱۳۱۶ھ مین بیعت کی اور موصوف سے تمام سلاسل اور علوم کی اجازت حاصل کی موصوف کی وفات کے بعد حسب ارشاد اُنکے صاحب سجادہ اور جانشین ہوے۔ کتب متوسطہ اپنے دونون ماموں شمس العلما ملا عبدالمجید اور شمس العلما مولوی عبدالحمید صاحب سے پڑھین، اپنے دادا کی وفات کے بعد دو مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوے اور شیوخ حرمین سے اجازت حدیث حاصل کی کچھ زمانہ تک رامپور مین قیام اختیار فرمایا اور وہان بقیہ کتب درسیہ اور حدیث کی تکمیل مولانا محمد شاہ صاحب رامپوری اور مولانا شعیب الدین صاحب تلمیذ فاضل خیرآبادی سے کی اور فاتحہ الفراغ پڑھنے کے بعد لکھنؤ مین قیام اختیار فرمایا، تدریس و تالیف مین مصروف ہین، حسب ذیل کتب آپکی مولفہ ہین

المعلم ترجمۂ تعلیم المتعلم۔ عمدۃ الفرائد ترجمۂ عقائد۔ ترجمۂ عربی کبرے۔ ترجمۂ اردو شرح فقہ اکبر مولانا بحرالعلوم التعلیق الاظہر علے الاصغر۔ حاشیہ صحیح بخاری وحاشیہ مشکوۃ وحاشیہ ضابطۂ تہذیب وحاشیہ مختلطات قطبی۔ وحاشیہ شرح عقائد جلالی و سہ رسالہ در صلوۃ تسبیح وصلوۃ الحاجۃ وصلوۃ التوبہ و رسالہ تہجدیہ اور لوازم الاحناف للاسلاف علے الاخلاف اور الاصول البہیہ فی علم الاحادیث النبویہ۔ آپ کا عقد اولاً کاکوری میں مولوی قیام الدین بن حافظ وجیہ الدین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے جنکا نام ابوالرشد محمد عارف معز الدین تھا تولد ہوے، ان بیوی نے ان بچے کی پیدایش میں انتقال کیا اور چند ماہ کے بعد ان صاحبزادہ کا بھی انتقال ہوگیا اسکے بعد دوسرا عقد مولوی صاحب موصوف کا مولوی فضل الدین بن مولوی شیخ امیر الدین کاکوروی کی صاحبزادی سے ہوا جنسے اسوقت ماشاءاللہ چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی موجود ہیں، لڑکی کا عقد کاکوری میں مولوی معروف الدین بن مولوی نظام الدین بن حافظ وجیہ الدین کیساتھ ۱۳۰۸ھ میں ہوا ہے جنسے ایک لڑکی اس سال محرم میں پیدا ہوئی ہے۔ مولوی محمد اسلم صاحب کے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں ابوالنصر مولوی محمد کامل ابوالفخر مولوی محمد ناصر ابوالمفاخر مولوی محمد انور ابوالطیب مولوی محمد اطہر ابو محمد غوث محی الدین ابوالقاسم جنید عبدالقادر۔ مولوی محمد کامل کا ذکر آگے آئیگا محمد ناصر نے اس سال حفظ قرآن شریف سے فراغت حاصل کی ہے۔ بقیہ خردسال ہیں، خدا سب کو صاحب علم کرے۔

ملا ابوالحسن محمد صالح بن مولوی محمد جامع بن ملا محمد نافع بن بحرالعلوم مولانا عبدالعلی بن استاذ الہند بن قطب شہید۔ عالم فاضل قابل علما میں سے حافظ قرآن فارغ التحصیل تھے کتب درسیہ آپنے ملا عبدالحکیم بن ملا عبدالرب بن بحرالعلوم سے پڑھیں، درس و تدریس میں بھی مصروف رہے، تمییز الکلام سے نفے بیان الحلال والحرام، حلال و حرام جانوروں کے بیان میں آپکی تصانیف میں مطبوعہ موجود ہے۔ اسمیں مولانا عبدالحلیم صاحب کی رد ہے۔ آپ کا عقد مولانا عبدالحکیم صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، ہرچند اولاد کثرت سے ہوئی مگر کوئی زندہ نہ رہی آخر میں آپنے لاولد ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۸۲ھ میں انتقال کیا۔ آپ کی بیوی نے عمر کثیر پائی آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

ف خیر العمل ۱۲ عنایت

دوگانوی کی دختر سے ہوا جو پوری ایک سال کے بعد ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ کو لاولد انتقال
کر گیئن۔ دوسرا عقد مولوی صاحب کا قصبۂ سید نپور ضلع بارہ بنکی مین ہمشیرۂ قاضی بنیاد حسن بن
قاضی محمد حسن انصاری سہالوی کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی فرحت اللہ اور
تین خورد سال لڑکیان چھوڑ کر اپنے شوہر کی وفات سے چند ماہ بیشتر انتقال کر گئین یہ لڑکے
اپنے چچا کے زیر سایۂ عاطفت اپنی دادی کے ساتھ غازیپور مین مقیم ہین۔ مولوی برکت اللہ
صاحب جنگ عظیم کے سلسلہ مین ایک برس تک گورنمنٹ کے حسب الحکم بلا خطا و قصور
نظر بند رہے اس اثنا مین بہرائچ مین مقیم رہے۔
مولوی محمد بشیر الموسوم بہ مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد ابراہیم نبیرۂ ملا معین نبیرۂ ملا محب اللہ
نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ متوسطات کے ختم تک حضرت استاذ رحمۃ اللہ
علیہ اور اپنے چچا مولانا عبد الباقی صاحب مدظلہم سے پڑھے، حدیث کی اجازت علماے
حرمین سے حاصل کی تجوید بھی مکہ معظمہ مین سیکھی نہایت خوش لحن قاری ہین، اپنے والد
ماجد کے ساتھ حجاز چلے گئے تھے اُنکے انتقال کے بعد وطن واپس ہوے، تھوڑے
عرصے کے بعد پھر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ حاضر ہوے وطن واپس ہونیکے بعد فکر معاش کی جانب
توجہ فرمائی کلکتہ کی بڑی مسجد مین امام و خطیب مقرر ہوے تقریبًا دو سال وہان قیام کے
بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور سرکار نظام سے تنخواہ مقرر ہو گئی اب وہین مقیم ہین۔
بالطبع بہت فیاض واقع ہوے ہین خاصکر عرب کے باشندون سے حسب حیثیت بہت
کچھ سلوک فرماتے ہین، اجازت ارشاد آپ کو جناب مولانا عبد الرؤف رحمۃ اللہ علیہ سے
ہے۔ عقد آپ کا تنبور ضلع سیتاپور مین شیخ باقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک
صاحبزادہ مولوی محمد مقیم اسوقت موجود ہین۔
مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید،
ولادت محرم ۱۲۱۲ھ مین (اپنے نامور جد امجد کی حیات مین ہوئی) تحصیل علوم سے ۱۹ سال
عمر مین فراغت حاصل فرمائی (تمام کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھین
تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد کی حیات ہی مین سلسلۂ تدریس شروع فرما دیا ایک عرصہ
کے بعد) زیارت و حج کے ارادہ سے سفر فرمایا اور حج و زیارت سے ۱۲۵۲ھ مین مشرف
ہو کر وطن واپس ہوے چند سال کے بعد ۱۲۶۰ھ مین دوبارہ حج و زیارت کے واسطے روانہ

ہوئے مکہ شریف پہونچے تو زمانہ حج نکل چکا تھا، دوسرے سال حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور تین سال تک مدینہ منورہ مین قیام فرمایا۔ مفتی مکۂ مکرمہ مولانا محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماے حرمین سے اجازت حدیث حاصل فرمائی وطن واپس آکر خدمت علم باطنی و ظاہری مین عمر بسر فرمائی انسانون کے علاوہ اجنہ بھی آپ سے پڑھتے تھے، اوصاف حسنہ اور صفائی باطن حسن سیرت تواضع اور دیگر صفات حسنہ مین اپنے زمانہ مین بعد مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنا نظیر نہین رکھتے تھے، مین نے آپکے کرامات اپنے والد ماجد اور بھائی صاحب مرحوم اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سُنے ہین، میری دادی آپکے اشغال و اذکار کے قصص بیان کرتی تھین، نہایت پاکیزہ سیرت بزرگ تھے، بیعت آپکو اپنے جدامجد مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی تجدید بیعت اپنے پھوپھوزاد بھائی اور مرشد کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی، وفات شریف ۱۰ رجب ۱۲۸۶ھ مین ہوئی، عقد آپکا آپکے ماموں زاد بھائی ملا محمد یوسف بن مولانا محمد اسحاق مذکورۂ بالا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی امان الحق اور مولوی لمعان الحق یادگار رہین، کتب درسیہ پر متفرق حواشی آپکے مولفات مین سے ہین۔

مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ نبیرۂ ملا محمد رضا بن قطب شہید۔ ابتدائی کتب اپنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین عالم شباب مین ۱۲۸۲ھ مین لاولد اپنے والدین کے روبرو انتقال کیا۔ راقم الحروف کے حقیقی چچا تھے، آپ کا عقد اولاً آپ کی چچازاد بہن یعنے مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ کی دختر سے ہوا جو لاولد انتقال کر گئین، دوسرا عقد مولوی محمد عظیم اللہ بن مولانا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد عالم بیوگی مین تقریباً ساٹھ سال حیات رہکر ۱۳۴۳ھ مین انتقال کر گئین۔

حرف الثاء المثلثہ

مولوی ثناء اللہ بن مولوی محب اللہ نبیرۂ ملا نعیم اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ آپنے کتب ابتدائی مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اسکے بعد حیدرآباد اپنے والد ماجد کے پاس چلے گئے۔ اور وہان انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرنس پاس کیا۔ اسکے بعد وطن واپس آئے اب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین مدرس ہین، نہایت نیک و رجوان صالح ہین، وعظ اچھا کہتے ہین

ع۵ اول سے لیکر یہانتک سوائے ہلالی الفاظ کے تحریر اصل سے نقل ہے ''عنایت'' سے ۵ خو احمد ،

آپ کا عقد ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ مین شیخ زاہد حسین بن قاضی ہادی حسن کی صاحبزادی سے ہوا جن سے سال گذشتہ ایک لڑکی تولد ہوئی ہے خدا اولاد نرینہ بھی عطا فرمائے ۔

حرف الجیم

مولوی جمال الدین احمد بن مولانا علاؤ الدین احمد بن حضرت مولانا انوار الحق نبیرۂ ملا سعید ابن قطب شہید۔ ولادت شریف اپنے نانا مولانا بحر العلوم اور دادا مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہما کے حیات مین ہوئی کتب درسیہ اپنے چچا مولانا نور الحق سے ختم فرما کر اکابر علما مین سے ہوئے تھوڑے زمانہ تک وطن مین قیام فرمایا مزاج ترکانہ تھا ایک مذہبی مناقشہ کی وجہ سے ترک قیام وطن ترک فرما کر والد ماجد کے پاس مدراس چلے گئے اور سلسلہ تدریس جاری فرمایا اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنے والد کے قائم مقام ہوئے اور حسب معمول آپکے نانا مولانا بحر العلوم کا مدرسہ آپکے سپرد کر دیا گیا اور وہان آپنے درس دینا شروع فرمایا خارج از مدرسہ نواب محمد غوث خانصاحب بالقابہ کو جو اسوقت ولیعہد تھے اور بعد کو نواب ہو گئے آپ درس دیتے تھے مولانا نہایت سخی اور ذی استعداد عالم تھے۔ ہر جمعہ کو مسجد شاہی مین وعظ فرماتے۔ طریقۂ باطنی مین آپکو اپنے والد ماجد سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی تھی حسب معمول مشائخ آپ گیروے رنگ کی چادر وعمامہ استعمال فرماتے۔ کتب درسیہ پر آپکے مختلف حواشی ہین کوئی مستقل تالیف نظر سے نہین گذری۔ ۸ ربیع الثانی ۱۲۷۶ھ کو بمقام مدراس وفات پائی مسجد والاجاہی کے مشرقی دیوار کے قریب آپکا مزار ہے۔ آپکا عقد مولانا ابو الحکم بن مفتی محمد یعقوب نبیرۂ ملا سعید کی دختر یعنے ہمشیرۂ حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادہ مشہور آفاق حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ یادگار ہوئے

عـه سطر ۱۲ الاغلاط کے سبب عوام الصلی سے عاجز رہے

حرف الحاء المہملہ

مولوی محمد حسن المعروف بملا حسن بن قاضی غلام مصطفٰے بن ملا اسعد بن قطب شہید، بعض کتابین اپنے ماموں ملا کمال الدین سے اور اکثر کتب استاذ الہند سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے تمام علوم مین مہارت حاصل فرمائی یہانتک کہ معتبر علما اسکو بیان کرتے ہین کہ اگر ملا حسن شیخ بن سینا سے معقولات مین مقابلہ کرتے تو اُسپر غالب آ جاتے ایکدن اپنے نامور استاذ یعنے استاذ الہند سے کسی منطقی مسئلہ پر گفتگو فرما رہے تھے کہ استاذ الہند نے فرمایا کہ شیخ نے شفا مین یہ کہا ہے تم کیون اُسکے مخالف گفتگو کر رہے ہو، ملا حسن نے بادب عرض کیا کہ معقولات مین

تقلید نہین کیجا سکتی شیخ نے یہ کہا ہے مین یہ کہتا ہون، ملاحسن اپنے تمام بھائیون سے ذکاوت
وذہانت مین سبقت لیگئے تھے، کبھی اُنکو کتاب کے مراجعت کی حاجت نہین پڑتی تھی، قوت
حافظہ اسقدر زبردست تھا کہ کتب درسیہ کی عبارتین اُنکو زبانی یاد تھین یہانتک کہ اگر ہدایہ
وغیرہ کے مانند کسی کتاب کی عبارت غلط ہوتی اور کئی سطرین لکھنا چھوٹ گئی ہوتین *
تو اُسکو اپنی یاد سے درست فرمادیتے اور پوری صحیح عبارت پڑھ دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ
خاندان فرنگی محل مین ملاحسن سے زائد قوی الحافظہ ذہین اور ذکی اور طریق منطقی پر بحث کا
ماہر کوئی دوسرا نہین گذرا ہے خاصکر تشقیق سقوق سے اثبات مدعا کرنے مین ملاحسن کو
یدطولانی ایسا حاصل تھا کہ اُنکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ ملاحسن نے ایک زمانہ تک فرنگی محل مین
تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا ایک عالم اس چشمۂ علم سے سیراب ہوا دور دور کے طلبہ
آپکے پاس پڑھنے آتے تھے ایک مذہبی مناقشہ کیوجہ سے آپ کو ترک وطن کرنا پڑا۔ اور
بغیر کسی کے علم کے پوشیدہ شاہجہانپور کے جانب سفر فرمایا وہان بہ تحکم حضرت سید مدن میان کے
دولتکدہ پر قیام فرمایا۔ مدن میان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ علیہ کی اولاد
مین سے تھے، چونکہ اس زمانہ مین حافظ رحمت خان والی شاہجہانپور مرہٹون کے ساتھ جہاد
کرنے کے انتظامات مین شب وروز متوجہ تھے اسلیے وہ ملاحسن کی خدمت نہ کرسکے اس
درمیان مین ضابطہ خان بن نجیب الدولہ نے آپ کو بلا بھیجا اور آپکے تشریف لیجانے پر
آپ کا نہایت اعزاز واحترام کیا اور مشاہرہ معقول مقرر کرکے آپ کو آپکے استاد ملا کمال الدین
کیجگہ پر دارانگر[عسہ] کے مدرسہ مین مقرر کردیا مولوی برکت اللہ آبادی بھی اُس زمانہ مین وہین تھے
ضابطہ خان کو مرہٹون سے شکست ہوگئی اور انتظام سلطنت درہم برہم ہوگیا ملاحسن دہلی چلے گئے
اور کچھ زمانہ تک شاہ عالم کی رفاقت مین رہے اسکے بعد جب ضابطہ خان کا انتظام سلطنت درست
ہوگیا تو اُنھون نے پھر آپ کو بلوالیا اور بدستور اعزاز واحترام کے ساتھ دارانگر کا مدرسہ
آپکے پھر سپرد کردیا۔ اسکے بعد پھر ضابطہ خان کو متعدد لڑائیون مین متوجہ ہونا پڑا جسکی وجہ سے
بہت گڑبڑ ہوگیا اور کوئی انتظام باقی نہین رہا، آپ مجبوراً رامپور واپس آگئے اور وہان
اقامت اختیار فرمالی نواب فیض اللہ خان والی رامپور نہایت اعزاز سے پیش آئے اور

عہ باعتبار محض اعلی اخوند ع

[عسہ] دارانگر نجیب آباد کے قریب مقام ہے جو اندنون دارالحکومت تھا اس مدرسہ کا ذکر اغصان الانساب مین ہے ۱۲

[سہ] سفر شاہجہانپور سے لیکر یہانتک کے واقعات رسالہ قطبیہ سے ماخوذ ہین ۱۲ عنایت

تنخواہ گرانقدر مقرر کرکے سرکاری مدرسہ آپ کے سپرد کردیا۔ آپ نے وہین ۲ر صفر سنہ ۱۲۰۹ھ مین بعہد بہادر شاہ وفات پائی۔ ملاحسن کی تالیفات حسب ذیل ہین۔ شرح سلم بحث موجہات تک جو متداول بین العلماء ہے اور داخل درس ہے ملاحسن کے کمال جودت طبع پر یہ شرح شاہد عادل ہے طرز معقولی مین سلم کی کوئی شرح اسکے مقابل نہین ہوسکتی، شرح مسلم الثبوت۔ حواشی صدرا۔ حواشی زواہد ثلثہ معارج العلوم متن منطق مین مدارج العلوم متن حکمۃ عـــہ مین علاوہ انکے شمس بازغہ پر بھی ملاحسن کا حاشیہ ہے۔ انہین سے اکثر کتابون سے مین نے استفادہ کیا ہے مسلم الثبوت کی شرح جو بطور حاشیہ ہے ختم مبادی کلامیہ تک ہے مدارج العلوم صرف ختم بحث مایعم الاجسام تک ہے۔ شمس بازغہ کا حاشیہ ناتمام ہے۔ ملاحسن سے زائد ابتک فرنگی محل مین کسی نے عقد نہین کیے انکے پانچ عقد ہوے، پہلا عقد مولانا احمد عبد الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے پانچ صاحبزادیان پیدا ہوئین کوئی لڑکا نہین ہوا دوسرا عقد ایک زن اجنبیہ عـــہ سے لکھنؤ مین کیا جنسے دو صاحبزادے عبد اللہ اور عبد الرزاق پیدا ہوے تیسرا عقد آپ نے صفی پور مین کیا جنسے صرف ایک صاحبزادہ مولوی غلام دوست محمد پیدا ہوے چوتھا عقد ملاحسن نے رامپور کے افغانون مین کیا جو لاولد فوت ہوگئین، پانچوان عقد بھی رامپور ہی مین افغانون مین آپ نے کیا جنسے صرف دو صاحبزادے محمد اسحاق اور محمد یوسف پیدا ہوے۔ سب صاحبزادون کے ذکر آگے آوینگے۔ ملاحسن کی صاحبزادیون مین سے ایک کا عقد ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ دلیل اللہ علوی کاکوروی کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حیات بن مولوی عبد الرحمن علوی کاکوروی کیساتھ ہوا جو ایک صاحبزادی چھوڑکر فوت ہوگئین جنکے بعد ملاحسن کی چوتھی صاحبزادی کا جو سب سے چھوٹی تھین انھین کے ساتھ عقد ہوا جو لاولد فوت ہوئین ملاحسن کی پانچوین صاحبزادی کا ملا عبد الاعلی بن بحر العلوم کے ساتھ عقد ہوا یہ بھی لاولد فوت ہوگئین غرضکہ فرنگی محل مین ملاحسن کی لڑکی یا لڑکو نمین سے کسی کی اولاد سوائے ملا دوست محمد کی اولاد کے باقی نہین ہے اور اسمین بھی سوائے مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضے نبیرۂ مولوی غلام دوست محمد کے کسی سے اولاد نہین ہے، ملاحسن کی اولاد معنوی کا سلسلہ بہت وسیع ہے اور فرنگی محل کے

عـــہ خیر العمل مین سہواً ان بیوی کا رامپوری ہونا درج ہوگیا ہے اور رامپور کی ایک بیوی کا تذکرہ چھوٹ گیا ہے ۱۲ عنایت

علما کا سلسلۂ علم ملا حسن اور ملا احمد حسین اور بحر العلوم تک منتہی ہوتا ہے جو تینون استاذ الہند کے شاگردان رشید تھے۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام یحیی نبیرۂ ملا حسن نبیرۂ ملا اسعد بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ وطن کا قیام ترک فرماکر مرزاپور کے قریب کسی گانؤن مین سکونت اختیار فرمائی تھی وہین ۱۲۹۰ھ مین انتقال فرمایا آپ کا عقد ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد عرصہ تک حیات رہین اور ۳ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ کو وفات پائی ملا حبیب اللہ کے ان بیوی سے صرف ایک صاحبزادہ مولوی رعایت اللہ یادگار ہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب سرکاری ملازمت مین بعہدۂ منصفی مقرر تھے۔

مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن ملا غلام یحیے خان نبیرۂ ملا حسن۔ آپنے کتب درسیہ متوسطات تک اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے پڑھین اسکے بعد فکر معاش مین مجبورا مبتلا ہونا پڑا اپنے والد ماجد کے ساتھ مدت تک ساگر مین مقیم رہے پھر فرنگی محل مین آکر مدرسۂ اشاعت العلوم مین مدرس مقرر ہوگئے ایک عرصہ تک درس وتدریس دیتے رہے۔ یہانتک کہ سنہ مین اپنے والد کے روبرو انتقال کیا آپ کا پہلا عقد کاکوری مین مولوی سید محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر کی صاحبزادی سے ہوا جن سے دو صاحبزادیان چھوڑکر مولوی حفیظ اللہ نے وفات پائی ان صاحبزادیون سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی ذکاء الحق بن مولوی فضل حق نبیرۂ مولانا برہان الحق کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد قاضی ظہیر حسن بن قاضی ہادی حسن انصاری سہالوی کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی چھوڑکر وفات پاگئین ان صاحبزادی کا عقد شیخ محمد احسن جگوری سے اُنکی پہلی بیوی دختر مولوی غیاث الدین کے انتقال کے بعد ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ مین ہوا جنسے اسوقت ایک لڑکی موجود ہے۔

مولوی حیدر بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحیے خان نبیرۂ ملا حسن۔ آپنے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سفر حج مین تحصیل قرأت وحدیث بھی کی۔ بقیہ حالات مجھکو معلوم نہین ہین غالبًا حیدرآباد مین مقیم ہین۔

ملک العلما مولوی حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق، آپنے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی ظہور اللہ بن ملا محمد ولی نبیرۂ ملا اسعد سے پڑھکر فراغت حاصل کی۔

مدت تک سرکار اودھ مین نہایت عزت و احترام سے بسر فرمائی سواری فیل مع ہودہ کے بطور
اعزاز سرکار اودھ سے مرحمت ہوا تھا محلسرا بھی رہنے کیلیے مرحمت ہوئی تھی جو مولانا حیدر کے
ورثا نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو ہبہ فرمادی ہے۔ حاسدون کو رشک ہوا
اور ایک مذہبی مناقشہ وزیر السلطنت سے پیش آگیا جسکے بعد آپ نے لکھنؤ مین قیام مناسب نہین
سمجھا اور بقصد سفر حج مع اپنے صاحبزادے مولوی غضنفر اور دیگر ہمراہیون کے براہ کانپور
کلکتہ تشریف لیگئے اور وہانسے سفر جہاز فرمایا اتفاقاً راستہ مین جہاز مین کچھ خرابی پیدا ہوگئی
اور مرمت کیلیے بندرگاہ مسقط پر جہاز کو رکنا پڑا جسکی وجہ سے ملا حیدر کو بھی تین ماہ تک
مسقط مین قیام کرنا پڑا وہان سے روانہ ہوکر بندرگاہ موخا مین ایک ماہ قیام فرمایا اور حدیدہ
بندرگاہ مین ہوتے ہوے جدہ پہونچے اور وہان سے روانہ ہوکر جمادی الاولی سنہ ۱۲۴ھ مین
مکہ معظمہ پہونچے اور وہان علامہ سید یوسف اہدل اور عمر بن عبدالرسول مکی سے اجازت حدیث
حاصل کی آخر جمادی الاولی مین مدینہ شریف روانہ ہوے اور وہان وسط شعبان تک مقیم
رہے اور محدث الوقت شیخ عابد سندی اور علامہ عبدالحفیظ العجمی المکی اور دیگر شیوخ سے سند
حدیث حاصل کی اثناے غربت قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا تھا وسط شعبان مین
مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر مکہ شریف واپس آئے اور رمضان شریف مین حرم شریف مین
تراویح مین پورا قرآن شریف سنایا۔ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴ھ کو وطن کے قصد سے مکہ معظمہ
سے روانہ ہوے جدہ سے جہاز پر سوار ہوے اتفاقاً راستہ مین جہاز خشکی پر چڑھکر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور سوائے چند آدمیون کے اور سب لوگ غرق ہوگئے غرق ہونیوالون
مین ملا حیدر کی چچی یعنے ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی بیوی بھی تھین۔ ملا حیدر اور اُن کے
صاحبزادے اور ملا حیدر کے ایک سسرالی عزیز شیخ حشمت علی کو وہی ایک کشتی کے
ذریعہ سے بچالیے گئے اور پھر جدہ واپس بھیجدیے گئے۔ وہان سے دوبارہ جہاز پر سوار
ہوکر ماہ صفر سنہ ۱۲۴ھ مین بمبئی پہونچے بمبئی سے شیخ حشمت علی صاحب اپنے ایک بھائی سے
ملنے کیلیے حیدرآباد جانے لگے ملا حیدر صاحب نے اُنکو تنہا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا خود بھی
اُنکے ساتھ حیدرآباد تشریف لیگئے۔ وہان پہونچنے کے قبل راجہ چندولال دیوان ریاست
حیدرآباد کو آپ کی آمد کی خبر معلوم ہوگئی۔ اُنھون نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ
پیشوائی کی اور حیدرآباد مین باصرار تمام قیام پر آمادہ کیا اور ایک ہزار روپیہ ماہوار منصب و

ایکہزار روپیہ ماہوار کی جاگیر آپکے نام نسلاً بعد نسلٍ مقرر کردی وہان تدریس و افتا و وعظ مین مصروف رہے تمام شہر کے رؤسا و عمائدین سلطنت اور علما آپ کی کمال عزت و احترام کرتے تھے بادشاہ نے پالکی سواری کیلیے اور خلعت شاہی مرحمت کیا۔ آپکے تالیفات حسب ذیل ہین۔ حواشی متفرقہ اکثر کتب درسیہ پر ایک رسالہ منطق مین ایک رسالہ اوراد مین ایک رسالہ کیفیت سفر حج مین ایک رسالہ اسانید مین۔ آپ کو بیعت و اجازت حضرت شاہ نجات اللہ کرسوی خلیفہ حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب سے تھی۔ آپ کی وفات حیدر آباد مین ۱۲ محرم ۱۲۵۶ھ کو ہوئی۔ حیدر آباد مین آپ کی کرامات بہت مشہور ہین۔ جسطرح ثروت دنیا اور دولت علم کے بارے مین آپ خوش نصیب تھے ویسے ہی اولاد کے بارے مین بھی آپ کا ایسا فرنگی محل مین کوئی دوسرا خوش نصیب نہین تھا یہ عجیب امر ہے کہ باوجود کثیر الاولاد ہونے کے ملا حیدر کی اولاد مین سے کسیکی بھی اُنکے روبرو وفات نہین ہوئی ملا حیدر کی برادری مین دو نکاح ہوے تھے اور تیسرا عقد ملا حیدر نے حیدر آباد مین سادات کبار کے خاندان مین بیرونی بیوی سے کیا تھا ان سب سے نو صاحبزادے اور چار صاحبزادیان تولد ہوئین۔ پہلی بیوی مولانا ازہار الحق بن مولانا احمد عبد الحق کی صاحبزادی تھین جنسے چار صاحبزادے عمدۃ العلما ملا ظہور علی عرف محمد غوث اور ملا خادم احمد اور ملا محمد غضنفر اور مولوی محمد علی تولد ہوے اُنکی وفات کے بعد ملا حیدر نے دوسرا عقد کاکوری مین شیخ غلام قادر صدیقی بن شیخ نیاز محی الدین کی دختر سے کیا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی احمد حسین اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی ظفر احمد بن ملا قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز کے ساتھ ہوا جنکا ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۲۶۶ھ کو ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین صاحب چھوڑکر انتقال ہوگیا۔ ملا حیدر کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولانا جمال الدین نبیرۂ مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا جنکی اولاد کا ذکر بعد کو آئیگا۔ ان صاحبزادی کی وفات بروز دوشنبہ ۱۷ شعبان ۱۲۹۶ھ اپنے شوہر عالی قدر کے روبرو ہوئی۔ ملا حیدر کا تیسرا عقد شرفاے حیدر آباد مین سید نور الاصفیا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین ہم صاحبزادیان لاولد فوت ہوگئین۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی نور المرتضی مولوی نور الحسنین۔ مولوی نور الصدیق۔ مولوی نور المبین ان سب صاحبزادون کے

اذکار بعد کو آئینگے۔ ملا حیدر صاحب کی ان بیوی کا انتقال حیدر آباد مین اپنے شوہر کے بعد ۱۳۰۸ھ مین ہوا۔ ملا حیدر کو سرکار نظام سے افضل الدولہ ملک العلما کا خطاب تھا اُنکے بعد اُنکے بڑے صاحبزادہ ملا ظہور علی کو عمدۃ العلما اور ملا ظہور علی کے بڑے صاحبزادے مولوی ظہور حسن کو نجم العلما اور چھوٹے صاحبزادے مولوی افضل حسن کو فضل العلما کا خطاب ملا تھا

مولوی محمد حسن بن ملا افضل حسن نبیرۂ ملک العلما ملا حیدر نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید آپنے کتب رسمیہ پڑھ کر نوکر ملازمت کی۔ اور سرکار عالی کے کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے عالم شباب مین ایک خردسال صاحبزادہ منظور حسن چھوڑ کر ۱۳۱۲ھ مین انتقال کیا۔ حیدر آباد ہی مین آپکا عقد ہوا تھا۔ لڑکا تعلیم پا رہا ہے۔

مولوی حامد حسن بن ملا افضل حسن مذکورۂ بالا کتب ابتدائیہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الباقی صاحب ظلہ سے پڑھیں۔ اسکے بعد سلسلۂ ملازمت سرکار عالی اعلیحضرت نظام مین داخل ہو جا لنہ ضلع اورنگ آباد مین متعین ہین۔ حیدر آباد ہی مین عقد ہوا ہے۔ ابھی تک اولاد نہین ہے۔

مولوی حبیب حسن بن مولوی احمد حسن بن ملا افضل حسن مذکورۂ بالا۔ آپ ملا افضل حسن کے بڑے صاحبزادے کے لڑکے ہین ابتدائی کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر حیدر آباد واپس گئے اور عسرت کیوجہ سے فکر معاش مین مصروف ہوے اب حیدر آباد مین ملازم سرکار عالی ہین۔ نکاح بھی حیدر آباد مین ہو گیا ہے۔ یہ صاحبزادے نہایت ذہین اور سمجھدار ہین اتفاق زمانہ سے مجبور ہو کر سلسلۂ تعلیم ترک کرنا پڑا جسکا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے دیگر اساتذہ کو بہت افسوس ہوا۔ مولوی حبیب حسین کے ایک لڑکا صدیق حسن خردسال موجود ہے۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے چچا ملا ظہور الحق بن ملا احمد عبد الحق اور ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے پڑھکر فاتحۃ الفراغ اپنے بڑے بھائی ملا مبین بن ملا محب اللہ سے پڑھا۔ نہایت ذکی اور عاقل اور منتظم اور خوش اخلاق تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی مین دامے درمے سخنے قدمے دریغ نہ فرماتے زندگی اور موت کے بعد آپ ممدوح خلائق تھے۔ تدریس و تالیف کی نوبت بوجہ انتظام جائداد و خانہ داری نہین آئی فرنگی محل مین جب اولاد ملا قطب الدین سکونت پذیر ہوئی تو امور انتظامیہ کا تعلق حضرت مولانا احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ سے تھا حضرت کے

عم بزرگوار حضرت استاذ الہند تواضعًا اکثر فرماتے کہ میان عبد الحق کی بدولت نظام الدین نظام الدین ہوے کہ اُنھون نے تمام امور خانہ داری اور افکار دنیا اپنے سر پر لیلیے ہین اور مین باطمینان تمام خدمت علم مین مصروف ہون۔ مولانا احمد عبد الحق نے آخر عمر مین انتظامات اپنے بڑے صاحبزادہ ملا محب اللہ کے سپرد کر دیے تھے جنکی وفات کے بعد ملا حبیب اللہ تمام امور کے متکفل تھے۔ غالبًا سیوحب سے باغ مولانا انوار الحق قدس سرہ کا بھی انتظام میرے زمانہ تک مولوی احسان اللہ نبیرۂ ملا حبیب اللہ کے سپرد رہا۔ ملا حبیب اللہ کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۳۶ھ مین ہوئی آپ کا عقد مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز بن ملا سعید کی صاحبزادی سے ہوا جنسے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین ان صاحبزادیون مین سے بڑی صاحبزادی کا عقد اپنے ماموں زاد بھائی حضرت مولانا عبد الوالی بن ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب کے ساتھ ہوا جو لاولد انتقال کر گئین دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کے ساتھ ہوا جنکی اولاد کا تذکرہ اُنکے شوہر کے ضمن مین آئیگا۔ ملا حبیب اللہ کے صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین جنکے اذکار اپنی اپنی جگہ پر آئینگے۔ مولوی ولی اللہ۔ مولوی نعیم اللہ۔ مولوی حفیظ اللہ۔ مولوی علیم اللہ۔ مولوی سلام اللہ۔

مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھکر فراغت حاصل کی عالم جید ہوے کچھ زمانہ تک وطن مین خدمت علم کرتے رہے اسکے بعد سرکار اودھ سے عہدۂ داروغگی عدالت مرحمت ہوا اس سلسلہ مین فیض آباد مین قیام اختیار فرمایا۔ واقعۂ مولانا امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ مین اجودھیا کی مسجد کے متعلق تحقیقات آپ ہی کو سپرد ہوئی تھی اور باوجود وزیر اور حکام بالا کی سخت دھمکیون کے آپنے صحیح حالات لکھکر جہان پناہ کو بھیجدیے۔ مدت العمر فیض آباد مین قیام رہا ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ مین وفات ہوئی نعش لکھنؤ لاکر باغ مولانا انوار الحق مین دفن کیگئی بعیت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی نبیرۂ ملا اسعد کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی خلیل اللہ اور مولوی عظیم اللہ اور مولوی حمید اللہ اور

ع۵ مولانا حفیظ اللہ کی دو بیرونی بیویان تھین جنمین سے ایک بیوی سے ایک صاحبزادی تھین جو شیخ عماد الدین حسین بن شیخ قمر الدین صدیقی مینائی کو بیاہی گئی تھین ۱۲ عنایت

چار صاحبزادیان تولد ہوئین صاحبزادون کے اذکار بعد کو آئینگے۔ چارون صاحبزادیون مین سے ایک صاحبزادی کا عقد ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ من احفاد ملا اسعد سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے پھوپھی زاد بھائی ملا محمد عیسے بن مولوی محمد یوسف نبیرۂ ملا محب اللہ سے ہوا تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی محمد خادم احمد بن ملک العلما ملا حید ر کے ساتھ ہوا یہ دونون صاحبزادیان لاولد فوت ہوئین چوتھی صاحبزادی کا عقد انکے چچا زاد بھائی مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ کے ساتھ ہوا۔ ملا حفیظ اللہ کی تالیف کے متعلق میری نظر سے نہین گذرا۔

مولوی حمید اللہ بن ملا حفیظ اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ سے پڑھین بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی نوبت تدریس و تالیف نہین آئی وفات آپ کی ۱۵ محرم ۱۳۰۰ھ مین ہوئی آپ کا عقد اول مولوی عماد الدین بن مولوی سعد الدین نبیرۂ ملا رضا کی دختر کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد آپ کا شیخ علی بخش انصاری لکھنوی بن شیخ حسام الدین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی نصیر اللہ اور مولوی وحید اللہ صاحب تولد ہوے مولوی حمید اللہ کی ان بیوی کا انتقال اپنے بڑے صاحبزادہ کی وفات کے بعد رجب ۱۳۳۲ھ مین ہوا۔

مولوی حیات اللہ (مولانا) بن مولوی وحید اللہ بن مولوی حمید اللہ مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر مولوی اور مولانا کی سند حاصل کی تکمیل ادب مفتی میر عباس کے صاحبزادون اور دیگر علمائے اہل تشیع سے کی اور لکھنؤ یونیورسٹی سے امتحان سرکاری پاس کیا۔ اب انگریزی امتحانات دینے کا قصد ہے اسلیے انگریزی پڑھ رہے ہین۔ علم ادب سے خاص شغف ہے صنعت سے دماغ کو بہت مناسبت ہے۔ ذہین اور ہوشیار ہین خدا علم و عمل مین ترقی فرمائے ملا حبیب اللہ کی اولاد مین صرف یہی صاحبزادہ اسوقت فارغ التحصیل ہین۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ نبیرۂ ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ بالا۔ کتب ابتدائی پڑھنے کے بعد حیدرآباد فکر معاش مین چلے گئے اور پائگاہ کے علاقہ مین بعہدۂ تحصیلداری مقرر ہوگئے۔ اسی اثنا مین امتحان وکالت بھی آپنے پاس کرلیا اور مقام جالنہ ریاست اعلیحضرت مین وکالت کرتے رہے وہین بمرض ہیضہ دفعۃً جمادی الاولی ۱۳۲۷ھ مین انتقال کیا آپ شاعر بھی تھے اور جناب منشی امیر احمد مینائی مرحوم مغفور سے تلمذ تھا حبیب تخلص کرتے تھے دیوان منتشر صورت مین موجود ہے بیعت آپ کو حضرت مولانا

عہ مولوی نجیب اللہ صاحب۔ مولوی محب اللہ صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انکی بھی کتابین ختم ہین [illegible]

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ عقد آپ کا چیترہ مین اپنی خالہ زاد بہن شیخ غلام نبی نینا موی
ساکن چیترہ کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی سمیع اللہ انکم ٹکس آفسر یادگار ہین بیوی
بفضلہ ابتک حیات ہین نہایت نیک طبیعت اور پاکیزہ نفس ہین شوہر کی وفات کے بعد حج و
زیارت سے بھی مشرف ہوئی ہین۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ نبیرہ ملا حفیظ اللہ مذکورہ بالا کتب
رسمیہ پڑھنے کے بعد تحصیل انگریزی شروع کی ہے اور اپنے چچا زاد بھائی مولوی سمیع اللہ بن مولوی
حبیب اللہ مذکورۂ بالا کے ساتھ میرٹھ مین مقیم ہین ابھی عقد نہین ہوا ہے۔

مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نورالحق بن مولانا
انوارالحق قدس اسرارہم۔ کتب درسیہ آپنے ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ اور مولانا برہان الحق بن
مولانا نورالحق سے پڑھین اور فارغ التحصیل ہوے نوبت تدریس نہین آئی تلاش معاش
مین حیدرآباد چلے گئے۔ اور سند وکالت حاصل کرکے مدت تک وہان وکالت کرتے تھے
آخر عمر مین فالج مین مبتلا ہوکر وطن واپس آئے اور اپنی سسرال کاکوری مین سکونت اختیار کی
آخر کار ۱۳۲۷ھ مین انتقال کیا آپکے دو عقد کاکوری مین ایک ہی گھر مین ہوئے۔ اولا شیخ ظہور علی بن
شیخ نبی بخش کاکوروی کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی عبدالوہاب بن
مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام نبیرۂ مفتی یعقوب پیدا ہوئین ان بیوی کے انتقال کے
بعد دوسرا عقد سالی کے ساتھ کیا جنسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جنکا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی
نصیرالحق بن مولوی عبادالحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا ان بیوی نے بھی اپنے
شوہر کی حیات مین سنہ مین وفات پائی۔ مولوی عبدالوہاب کی بیوی یعنے مولوی
حسام الحق کی بڑی دختر نے ۱۳۴۰ھ مین لاولد وفات پائی۔

مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوارالحق نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ کی
تحصیل مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی اللہ سے اور بعض دیگر اساتذہ سے کی بعد وفات اپنے والد
ماجد کے اپنے جد امجد کے سجادہ نشین ہوے۔ تدریس علوم ظاہری و باطنی مین مصروف رہے
مین نے صرف ونحو کی تقریبًا ہر کتاب پر آپکے حواشی دیکھے ہین۔ میزان الصرف کی شرح
بھی تالیف فرمائی تھی۔ یہ سب کتابین میرے پاس موجود ہین۔ آپ کو بیعت اپنے
جد امجد سے اور اجازت وخلافت اپنے والد ماجد سے تھی۔ آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن

دختر مولوی عبدالصمد بن مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہما سے ہوا جتسے صرف ایک صاحبزادی
جو میری حقیقی دادی تھین یادگار ہین۔ مولانا محمد حامد کا انتقال ۲ رجب ۱۲۹۳ھ کو ہوا۔ مولانا
محمد حامد کی صاحبزادی کا عقد راقم الحروف کے جدامجد مولوی کرامت اللہ بن مولوی محمد مشائخ
عبدالرب کے ساتھ ہوا۔ میری دادی کی پیدایش اپنے پردادا مولانا انوار الحق کی حیات مین
ہوئی اور اُنکی وفات ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ مین ۸۰ سال کی عمر مین ہوئی اُنکی اولاد کا ذکر
مولوی کرامت اللہ صاحب کے حالات مین آئیگا۔

مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شائق بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعدالدین
بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب رسمیہ و بعض کتب درسیہ پڑھکر تلاش معاش کی
جانب توجہ کی انگریزی سلسلہ ملازمت مین داخل ہوگئے اور ترقی کرکے ڈپٹی کلکٹر مقرر
ہوگئے بعد پنشن وطن مین سکونت اختیار فرمائی۔ اور ۲۷ شوال ۱۳۲۱ھ کو لاولد انتقال کیا۔
آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی قدس اللہ سرہ سے تھی بزرگان دین اور خاصکر
پیر و مرشد سے شغف اعتقاد تھا پیر و مرشد کے انتقال کے بعد حضرت کے عرس مین باغ
مین روشنی و تقسیم وغیرہ مدت العمر آپ ہی نے اپنے مصارف سے کی۔ آپ کی وفات کے بعد
میرے والد جو موصوف کے وارث شرعی اور آپ کی جائداد کے مالک ہوے برابر عرس
کرتے رہے اور اسوقت تک عرس ہم لوگ کرتے ہین۔ آپ نے ۱۲۹۵ھ کے بعد والدہ او
بیوی کے ہمراہ سفر حج کا قصد کیا اور لکھنؤ سے براہ کانپور و جبلپور بمبئی کیلیے روانہ ہوے
جبلپور پہونچکر سخت علیل ہوگئے اور مجبوراً وطن واپس ہوے۔ دوبارہ ۱۳۰۰ھ مین سب کے
ساتھ حج کیلیے روانہ ہوے حج و زیارت سے سرفراز ہوکر مدینہ شریف سے براہ مکہ مکرمہ مراجعت
وطن کے قصد سے روانہ ہوے۔ مکہ معظمہ پہونچکر آپ کی والدہ علیل ہوئین اور مکہ مکرمہ ہی
مین وفات پاگئین اور جنت المعلی مین پائین مزار سیدہ ام المومنین خدیجۃ الکبرےٰ
رضی اللہ عنہا و علے زوجہا الف الف صلوۃ و تحیۃ و تسلیم دفن ہوئین۔ مولوی محمد حسین
صاحب کو شعر و سخن سے بھی ذوق تھا متین تخلص فرماتے تھے آپ کا دیوان مرتب موجود
ہے علاوہ اسکے مناقب رزاقیہ مولفہ استاذ الاساتذہ کا ترجمہ اردو کو نظم فرمایا تھا جسکا نام
گلستان طریقت ہے ایک کتاب کرامات غوثیہ اردو منظوم بھی آپ کی تالیفات مین سے
ہے۔ آپ کا عقد اولاً آپ کی ماموں زاد بہن دختر شیخ علیم اللہ بن شیخ عزیز اللہ مقیم بنکی

ضلع بارہ بنکی کے ساتھ ہوا جنسے کوئی اولاد زندہ نہین رہی دوسرا عقد پہلی بیوی کی حیات مین آپنے سیحہ ضلع بارہ بنکی مین شیخ حافظ احسان احمد کی دختر سے کیا جنسے کوئی اولاد نہین ہوئی یہ بیوی بفضلہ تعالےٰ اسوقت تک بقید حیات ہین پہلی بیوی نے بڑی عمر پاکر شعبان سنہ ۱۳۲۶ھ مین بمقام بنکی انتقال کیا اور بانسہ شریف مین چبوترہ حضرت سید السادات کے نیچے دفن ہوئین۔

حرف الخاء

مولوی خلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ کتب درسیہ اپنے والد اور مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم فاضل تھے اور ضلع ساگر ملک متوسط کے کسی مدرسہ مین مدت تک بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے آخر مین وطن علیل ہوکر آئے روز شنبہ ۲۹ رجب ادی الثانی سنہ ۱۳۱۳ھ کو انتقال کیا۔ اولاً آپنے ایک زن اجنبیہ دختر دنا من خان سے عقد کیا جنسے ایک صاحبزادے مولوی عنایت حسین تولد ہوے اُنکے بعد آپنے دوسرا عقد دختر مولوی امین الحق بن ملا اسرار الحق بن مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہم سے کیا جنسے دو صاحبزادیان ایک زوجہ مولوی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان دوسری صاحبزادی زوجہ اولی مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد اور دو صاحبزادے مولوی رحیم اللہ اور مولوی حفیظ اللہ تولد ہوے۔ دوسری لڑکی لاولد انتقال کر گئین۔

مولوی خلیل الدین بن مولوی الٰہی بخش بن مولوی غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا حسن۔ آپنے تحصیل علوم رسمیہ کے بعد انگریزی حاصل کی اور سرکاری ملازمت مین داخل ہوگئے ترقی پاکر تحصیلدار ہوگئے تھے اب پنشن لیکر کانپور مین مقیم ہین آپ کا عقد مولوی محمد رضا بن مولوی غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا جنسے اولادین ہوئین مگر زندہ نہ رہین ان بیوی کی وفات کے بعد آپنے دوسرا عقد کانپور مین کیا جنسے تین لڑکے اور دو لڑکیان پیدا ہوئین جنمین سے ایک صاحبزادے حمید الدین کا عقد حکیم عبد الحمید صاحب بن حکیم عبد الکریم کشمیری لکھنوی ساکن جونپور کی صاحبزادی کے ساتھ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۵ھ مین ہوا ہے بقیہ حالات میرے علم مین نہ آسکے

ملا خادم احمد بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین۔ تحصیل علم اپنے چچا ملا معین اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی اللہ سے کی۔ بعد ختم کتب درسیہ مدت العمر تدریس و تصنیف مین مصروف رہے آپ کے شاگرد کثرت سے تھے تصانیف آپ کے حسب ذیل ہین۔ دو رسائل در تحقیق دایرۂ ہندیہ۔

التقریر المعقول فی بحث الحاصل و المحصول۔ وسیلۃ الشفاعۃ فی احوال الصحابہ۔ زاد التقوی فی آداب الفتوی۔ اعلام الہدی فی تحریم المزامیر والغنا۔ ہدایت الانام فی اثبات تقلید ایمۃ الکرام۔ علاوہ انکے شرح وقایہ و دیگر کتب درسیہ پر حواشی ہیں۔ مسجد فرنگی محل میں ہر جمعہ کو وعظ کہتے تھے اولاً عقد آپ کا ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی دختر سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی۔ دوسرا عقد دختر ملا ظہور الحق بن ملا انوار الحق بن ملا عبد الحق سے ہوا۔ جنسے صرف ایک صاحبزادی زوجہ ملا عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق بن ملا جمال چھوڑ کر ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۷۰ھ کو ملا خادم احمد نے انتقال کیا۔ ملا حیدر صاحب کی اولاد میں مولانا ظہور علی کے بعد سب سے قابل یہی صاحبزادے تھے۔

مولوی خلیل اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور نانا موجد چچا مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم فاضل تھے تلاش معاش میں پٹنہ چلے گئے۔ وہان کے لوگ آپ کی بہت تعظیم اور عزت کرتے تھے۔ وہان ۲۳ شعبان ۱۲۷۰ھ میں اپنی والدین کی حیات میں انتقال کیا۔ آپ کا عقد دختر ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کے ساتھ ہوا۔ دو بیٹے یادگار چھوڑے۔ یعنے مولوی مسیح اللہ اور ملا عبد اللہ جنکے تذکرے آگے آئینگے۔ ان سب حضرات کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق۔ حافظ قرآن تھے کتب درسیہ پڑھکر جانب اشغال و اذکار متوجہ رہے۔ ابتدائے سن میں بیعت حضرت مولانا انوار الحق قدس سرہ سے کی تھی۔ بعد کو تجدید بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے کی آپ اخلاق و اوصاف حسنہ سے متصف تھے۔ اذکار و اشغال جدی میں مدت العمر متوجہ رہے نہایت منتظم تھے مسجد باغ مولانا انوار حسب کا انتظام آپ ہی کے سپرد تھا۔ چنانچہ صحن مسجد باغ اور کنوان باغ میں آپ ہی نے بنوایا ہے۔ آپکا انتقال ۵ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ میں لاولد ہوا۔ آپ کا عقد اولاً مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق کی دختر سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی۔ دوسرا عقد پہلی بیوی کی وفات کے بعد شیخ بہادر علی قدوائی بن شیخ شجاعت علی ساکن بھیارہ ضلع بارہ بنکی کی دختر سے کیا جو لاولد فوت ہو گئیں۔

حرف الذال

مولوی ذکار الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق۔ ولادت ۸ ر جمادی الاولی ۱۳۰۱ھ کو ہوئی۔ معمولی نوشت وخواند کے بعد گھر سے چلے گئے۔ اور گو کئی مرتبہ واپس وطن ہوئے مگر پھر چلے گئے۔ فی الحال لا پتہ ہین۔ اُنکا عقد دختر مولوی حفیظ اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جو لاولد ۱۳۲۴ھ مین انتقال کر گئین۔

حرف الراء

مولوی رضا بن قطب شہید۔ آپ نے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سے کی۔ اور عالم جید ہوئے۔ مدت تک اپنے بھائی کے ساتھ درس دیتے رہے۔ سلم اور مسلم پر شرحین لکھین۔ اُسکے بعد توجہ علوم باطنیہ کیطرف بہت بڑھگئی۔ حضرت سید السادات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ذکر وشغل باطنی کی تعلیم حضرت سے حاصل کی۔ عالم رویا مین سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے حکم حاضری مدینہ منورہ ہوا۔ مرشد سے اجازت لیکر کمال ذوق وشوق سے دیار محبوب صلے اللہ علیہ وسلم مین ہونچے۔ اُسکے بعد حضرت کے حالات طریقہ ظاہر سے نہین معلوم ہوئے۔ ایکدن آپکے گھر کے لوگ آپکے خیال سے مضطر تھے حضرت استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ محمد رضا بغداد شریف مین حوض پر بیٹھے ہین اور مجھ سے کہہ رہے ہین کہ میرے گھر کے لوگون کو تسکین دیدیجیے مین خیریت سے ہون سب کو اطمینان ہوگیا۔ ایک مدت کے بعد حضرت استاذ الہند نے ارشاد فرمایا کہ محمد رضا برابر خواب مین مجھ کو اپنی خیریت سے مطلع کردیا کرتے تھے۔ مگر اب کچھ عرصے سے اُنکی حالت نہین معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے اُنکا انتقال ہوگیا۔ اُسکے چند دن کے بعد فرمایا کہ محمد رضا نے مجھ سے خواب مین بیان کیا کہ اُنکا انتقال ہوگیا ہے۔ اور حسب رواج آپنے اُنکے فاتحہ کا حکم دیا۔ ملا رضا اور ملا نظام الدین سے آپسمین بہت زائد یگانگت تھی دونون ایک ہی گھر مین رہتے تھے اور خورد ونوش ساتھ تھا۔ ملا رضا کا سن آپکے والد ماجد کی شہادت کے وقت آٹھ سال کا تھا۔ عقد آپ کا سہجہ مین احراری خاندان مین ہوا تھا جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین۔ صاحبزادون کے نام یہ ہین۔ مولانا احمد حسین اور مولانا عبد الحی۔ ملا رضا کی دختر کا عقد

ملا خود بخیر اہل سوے ذکر شرح المسلم وذکر الاساتذۃ فان ذکرہا فی الرسالۃ القطبیۃ ۱۲

سہالی مین شیخ محمد عظیم بن شیخ حسام الدین سے ہوا جنسے ایک لڑکی اور ایک صاحبزادہ عبدالوہاب پیدا ہوے
شیخ عبدالوہاب کا عقد ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک لڑکی تولد
ہوئی۔ شیخ محمد عظیم کی لڑکی کا عقد لکھنو محلہ مفتی گنج مین ہوا تھا جنسے اولاد دختری کے سوا اولاد
پسری نہین ہوئی۔
مولوی رعایت اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا غلام تحیئے خان بن ملا غلام دوست محمد بن
ملا حسن۔ آپ نے کچھ کتب درسیہ ملا عبدالحلیم بن ملا امین اللہ بن ملا اکبر سے جونپور مین پڑھین
اسکے بعد سند وکالت حاصل کی اور مرزا پور مین وکالت کے سلسلہ مین مقیم رہے۔ اور دوسرا
عقد بھی وہین کر لیا تھا جنسے اولادین ہین۔ جو اسوقت تک موجود ہین۔ ان اولادون کے
چونکہ حالات مفصل نہین معلوم ہین اسلیئے ترک کر دیے گئے۔ مولوی رعایت اللہ صاحب نے
مرزا پور مین غالباً ۱۳۰۰ھ مین انتقال کیا۔ وطن مین آپ کا نکاح آپ کی چچازاد بہن دختر ملا
خلیل اللہ بن ملا غلام تحیئے خان سے ہوا تھا جنسے دو لڑکیان ہوئین۔ بڑی لڑکی کا نکاح جگور
مین مولوی عبدالغنی کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد ہین۔ دوسری لڑکی کا عقد مولوی محمد
اسحاق بن مولوی قطب الدین بن ملا غلام تحیئے خان سے ہوا۔
مولوی رحیم اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام تحیئے خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن
آپ نہایت صالح و فاضل تھے۔ بسلسلۂ ملازمت ساگر مین مقیم رہے وہین آپ نے
شوال ۱۳۰۹ھ مین اپنے والدین کی حیات مین وفات پائی۔ آپ کا پہلا عقد
حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ بن ملا ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا
مگر وہ لاولد فوت ہو گئین۔ دوسرا نکاح آپ کا مولوی غلام مرتضےٰ بن ملا غلام زکریا بن ملا غلام
دوست محمد کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی کلیم اللہ صاحب یادگار رہین۔
مولوی رحیم اللہ صاحب کی یہ بیوی بعالم بیوگی تقریباً ۱۳ سال حیات رہین اور رجب ۱۳۲۱ھ
مین انتقال کیا۔ مولوی کلیم اللہ صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔
مولوی محمد رضا بن ملا غلام تحیئے خان نبیرۂ ملا حسن۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے
ملازم سرکار انگریزی ہو گئے۔ اور اسکے بعد بھوپال مین تقرر ہوا اعزاز و احترام کے ساتھ
بسر کی اور بھوپال مین انتقال کیا اولاد موجود ہے مگر ملا غلام تحیئے خان کی دوسری زوجہ
اور مولوی قطب الدین بن مولوی غلام تحیئے خان کی دوسری زوجہ کی اولاد کے مفصل

حالات مجھکو بوجہ تعلقات نہونے اور فرنگی محل سے ان حضرات کے تعلقات منقطع کر دینے کے معلوم نہو سکے۔ آپ کا عقد بنارس مین ہوا جنسے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی خلیل الدین بن مولوی الٰہی بخش بن مولوی غلام یحییٰ خان تولد ہوے۔ صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین مولوی علاؤ الدین مولوی فیاض الدین مولوی جمال الدین مولوی مصباح الدین مولوی جلال الدین جنکے حالات کا مجھکو علم نہین۔

مولوی رحمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید تحصیل علم اپنے بھائی ملا نعمت اللہ سے کی۔ عالم فاضل ہوے۔ نہایت سمجھدار اور دانشمند بزرگو نمین سے تھے۔ مین نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ملا نعمت اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر سلطنت عقل کے ذریعے سے ملسکتی تو ہمارے بھائی رحمت اللہ ضرور بادشاہ ہوتے۔ خاصکر مولانا کو علم الفرائض اور فقہ اور حساب مین کامل مہارت تھی اپنے چچا مفتی ظہور اللہ کے انتقال کے بعد انکے بجاے مفتی عدالت مقرر ہوے۔ تھوڑے زمانہ کی بعد آپ غازی پور چلے گئے اور وہان مدرسہ چشمۂ رحمت جاری کیا۔ جواب ترقی کر کے کالج ہوگیا ہے وہان مولانا نے بڑی وجاہت اور عزت پیدا کی تھی۔ حکام اور عوام سب کی نظرون مین بہت معزز تھے۔ آنریری مجسٹریٹ بھی سرکار کی جانب سے بنا دیے گئے تھے۔ غازیپور مین ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ مین انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا محمد احمد بن ملا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے صرف ایک صاحبزادی یادگار ہین۔ ان صاحبزادی کو مین نے دیکھا تھا نہایت پاک نفس ذاکرہ شاغلہ صائم الدھر اور قائم اللیل بیوی تھین۔ مین نے بیویون مین انسے زائد عبادت گذار نہین دیکھا۔ عمر بھی بہت پائی تھی۔ یہ صاحبزادی اپنے چچازاد بھائی فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ کو بیاہی تھین اور صاحب اولاد تھین جنکا تذکرہ بعد کو ہوگا۔ ان صاحبزادی کا انتقال ۱۶ شوال ۱۳۲۰ھ روز جمعہ کو ہوا۔

مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ۔ کتب ابتدائی مدرسہ نظامیہ مین پڑھکر اپنے والد کے ساتھ حیدرآباد چلے گئے اور وہان انگریزی کی تحصیل کی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کیا وطن آکر دختر مولوی انعام اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا محب اللہ سے عقد کیا۔ یہ بیوی تقریبًا آٹھ دس سال حیات رہین اور ایک خمسہ سال لڑکی اور ایک لڑکا محمد سلیم چھوڑ کر بعالم شباب

۲ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ روز شنبہ مین انتقال کیا مولوی روح اللہ صاحب نے ابتک دوسری شادی نہین کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین درس ریاضی وغیرہ مین مصروف ہین اور علوم عربیہ حاصل کرنیکی کوشش کررہے ہین۔ ایک رسالہ نحو مین اور حاشیہ شرح تہذیب تالیف کیاہے۔ نہایت خوشخط اور نیک ور سلیم الطبع ہین۔ مولوی روح اللہ صاحب کی دونون اولادین نا کتخدا ہین۔ بیعت انکو حضرت استاذ قدس اللہ سرہ سے ہے۔

حرف الزاء

مولوی زاہد الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ ابتدائی کتب پڑھکر تلاش معاش مین بھوپال چلے گئے اور وہان ملازم ہوگئے مدت تک وہین ملازم رہے آخر ۱۳۲۳ھ مین بیمار ہوکر وطن واپس ہوے اور شعبان ۱۳۲۳ھ مین وفات پائی آپ کا عقد دختر کلان جناب مولانا نعیم صاحب سے ہوا جو ابتک بفضلہ تعالے حیات ہین۔ ایک لڑکی یادگار ہے جسکا عقد دوگانوان مین قاضی فہیم الدین بن قاضی بشیر الدین صاحب فتحپوری من احفاد ملا کمال الدین سے ہوا ہے جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔

حرف السین

مولوی محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ حضرت قطب شہید کے منجھلے صاحبزادے تھے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھین نہایت قابل علما مین سے ہوے اپنے والد کے مدرسہ مین درس بھی دیتے تھے۔ اسی اثنا مین واقعہ شہادت والد ماجد پیش آیا۔ آپ بھی اس معرکہ مین زخمی ہوے بعد کو سلطان عالمگیر کے پاس تشریف لیگئے اور حویلی فرنگی محل کی سند سرکاری عطا ہوئی یہ فرمان شاہی مین نے خود اپنی آنکھ سے دیکھاہے جو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا اور ابتک موجود ہے۔ اسمین عطاے حویلی صرف ملا اسعد و ملا سعید کے نام ہے۔ کچھ گانون بھی علاقہ بہرایچ مین مرحمت ہوے تھے۔ ملا سعید اپنے تمام خاندان کو لیکر لکھنو چلے آئے کیونکہ سہالی کے اعزہ واقعہ شہادت سے اسقدر خوف زدہ ہوگئے تھے کہ انکو خطرہ تھا کہ ملا صاحب کی اولاد کیوجہ سے پھر حملہ ہوا اور ہملوگ بھی پریشانی اٹھائین اسلیے ان لوگون کو ملا صاحب کے اہل وعیال کا سہالی مین رہنا پسندیدہ نہ تھا۔ ملا سعید عالمگیر کے پاس جاکر دوبارہ وطن واپس آئے اور سب کو لکھنو فرنگی محل مین سہالی سے منتقل کرکے خود دوبارہ عالمگیر کے پاس واپس گئے اور بلاد دکن مین بعالم جوانی انتقال کیا۔ آپ کی

بیوی شیخ عصمت علے گھسکری کے خاندان کی نہایت منتظم اور ہوشیار تھین۔ ملا سعید کے بعد مدت تک حیات رہین اور اپنے دونون صاحبزادون کی وفات کے بعد اُنکی وفات ہوئی۔ اُنکا مزار اندرون احاطہ باغ متصل دیوار مقبرہ یعنی حضرت مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال کے مقبرہ مین واقع ہے۔ سوائے انکے کسی عورت کا مزار اندرون احاطہ چار دیواری نہین ہے۔ ملا سعید کو بعد ترک سہالی اتفاق تدریس نہین ہوا۔ دو صاحبزادے مولانا احمد عبد الحق اور مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما یادگار چھوڑے۔ فرنگی محل کے اکثر حضرات ملا سعید رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد ہین۔ ملا سعید کو اپنے والد سے بیعت و اجازت تھی۔ اُنکے واسطے سے ابتک سلسلۂ چشتیہ جدیہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین موجود ہے۔ وللہ الحمد۔ مشہور ہے کہ فتاوے عالمگیری کی تدوین مین ملا سعید بھی دوسرے علما کے مانند شریک تھے اور دکھن کی لڑائی مین حالت نماز مین جو چالیس علما شہید ہوے تھے اُنمین ملا سعید بھی تھے ملا سعید کے حجاز جانے کی جو روایت اغصان اربعہ کے مطبوعہ نسخہ مین ہے وہ صحیح نہین ہے۔ مولف اغصان نے اپنی دوسری مولفہ کتاب عمدۃ الوسائل مین اُسکے خلاف لکھا ہے اور خود اغصان کے تمام قلمی نسخو نمین اسکے خلاف ہے۔

مولوی سلیمان بن ملا قطب الدین بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا دوست محمد بن ملا حسن ملا قطب الدین ثانی کے بیرونی بیوی کے صاحبزادے تھے علم اپنے والد سے حاصل کیا۔ حیدرآباد مین اپنے والد کے پاس مقیم تھے زیادہ حالات مولوی قطب الدین کی اولاد کے مجھکو معلوم نہین ہین۔

مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق۔ کتب درسیہ آپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھین اور درس بھی دینا شروع کیا تھا کہ درد گردہ مین مبتلا ہوے۔ اور مرض نے طول پکڑا یہانتک کہ پھوڑا ہو گیا اور اُسمین شگاف دیا گیا مگر اُس سے جانبری نہوسکی اور بحالت شباب ایک صاحبزادے مولوی کرام اللہ اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ چھوڑ کر انتقال ہو گیا۔ مولوی سلام اللہ صاحب کا عقد شیخ امانت علے قدوائی کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔

مولوی سراج الحق بن مولوی ظہور اللہ بن ملا ظہور حسن بن ملا ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر انگریزی کچھ مدرسۃ العلوم علیگڈھ مین پڑھی اب فکر ملازمت کی جانب متوجہ ہین۔ اس سال شادی کا خیال ہے حیدرآباد ہی مین اپنے والد کے ساتھ مقیم ہین۔

مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بن ملا خلیل اللہ۔ ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر انگریزی پڑھنا شروع کی اور بی۔ اے کا امتحان علیگڈھ کالج سے پاس کیا۔ تلاش ملازمت مین حیدرآباد مین مقیم رہے اور وہان ملازمت حاصل کی اُسکے بعد گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ انکم ٹیکس مین انکم ٹیکس افسر مقرر ہوگئے اور بسلسلۂ ملازمت میرٹھ مین مقیم ہین نہایت نیک درجوان صالح اعزا کی خبرگیری کرنے والے ہین۔ اُنکا عقد دختر حکیم محب علی کاکوروی یعنے اپنی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ ہوا ایک بچہ عظیم اللہ اور ایک لڑکی موجود ہین دونون خردسال ہین۔ عظیم اللہ ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

مولوی سراج الحق بن عمّو حکیم وہاج الحق بن ملا لمعان الحق بن مولانا برہان الحق۔ کتب ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر اپنے چچا کے پاس حیدرآباد چلے گئے۔ وہان انگریزی حاصل کر رہے تھے کہ بمرض طاعون انتقال ہوا۔ یہ صاحبزادے نہایت ذکی اور ہونہار اور ہوشیار تھے افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور شباب کے قریب انتقال ہوگیا۔ تاریخ انتقال اشہر لکھنوی نے کہی تھی جسکے تین شعر حسب ذیل ہین۔

اشہر کھچی ہے شکل سراج الحق آنکھ مین | اور قلب جل کے شعلہ خاموش ہوگیا
دن بدھ کا تھا جمادی الاولیٰ کی تھی ششم | جسم زدودہ لحد سے ہم آغوش ہوگیا

چشم وچراغ قوت وآرام دل سراج
اہ آہ باد مرگ سے خاموش ہوگیا

مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہم۔ تحصیل کتب اپنے والد ماجد سے کی۔ نہایت صالح وفاضل اور قابل عالم تھے جوانی مین بعارضہ دق انتقال کیا۔ آپ کا نکاح دختر ملا نافع بن ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا ایک صاحبزادہ ملا نظام الحق یادگار تھے جنکا ذکر بعد کو آئیگا۔ ملا سراج الحق کی ایک صاحبزادی بھی تھین جنکا عقد مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد احمد کے ساتھ ہوا تھا جو لاولد فوت ہوگئین۔

مولوی سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب درسیہ آپ نے اپنے والد ماجد سے تمام کیے۔ لیکن تلاش معاش کی فکر کیوجہ سے مشغلہ علمی باقی نہین رہا۔ فوج مین ملازمت کرلی تھی اسیوجہ سے اولاد کی تعلیم کی بھی فکر نہین ہوسکی آخر مین وطن ہی مین انتقال ہوا باغ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ مین مزار واقع ہے۔ آپ کی شادی سہالی ضلع بارہ بنکی مین ہوئی

عـه [illegible]

جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے۔ صاحبزادونکے نام مولوی عماد الدین اور مولوی عبد الرب محمد مشائخ ہین جنکا ذکر آگے آویگا۔ اور صاحبزادی کا عقد ملا نور اللہ بن ملا ولی اللہ بن قاضی غلام مصطفےٰ کے ساتھ ہوا۔ ان صاحبزادی کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ کو ہوئی۔

مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کرامت اللہ بن مولوی مشائخ

بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ یعنی میرے منجھلے بھائی نے کتب ابتدائی کی تحصیل کے بعد تحصیل انگریزی کیطرف توجہ کی اور ایف اے تک پڑھا اور قانون کا لکچر بھی سُنا اسکے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کیطرف توجہ کی۔ ادب و نحو و صرف اور شرح وقایہ شمس العلما مولوی عبد المجید صاحب بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب بن بحر العلوم سے پڑھا۔ اور کتب علم کلام و تفسیر و فقہ و فرائض اور بعض کتب منطق اور شرح چغمنی اور تصریح و مشکوٰۃ و صحیح بخاری اور موطا اور بعض دیگر کتب حدیث سبقاً سبقاً حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین۔ اور فارسی مولوی عبد العزیز صاحب بن ملا عبد الرحیم اور دو کو حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ سے حاصل کی۔ عالم و فاضل و صالح ہین۔ ابتدائے تحصیل سے تدریس پر توجہ خاص کی مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین ابتدا حساب و فارسی کا درس دیتے رہے بعد کو علوم عربیہ کا درس بھی دینا شروع کیا اور شرح وقایہ۔ نور الانوار۔ دسراجیہ شریفیہ۔ شرح عقاید اور تصریح کے اسباق آپکے متعلق کیے گئے۔ جو آپنے نہایت خوبی سے پڑھائے خاصکر فرائض اور حساب مین اسقدر مہارت تامہ ہے کہ اسوقت اس دور مین اسکی نظیر نہین ہے۔ علاوہ تدریس کے دار الاقامہ کی نگرانی بھی آپکے سپرد رہی جسکے کامیاب بنانے مین آپنے اپنی اوقات اپنے وقت کو وقف کر دیا تھا۔ آپ کی خوش انتظامی اور طلبا سے دار الاقامہ کے ساتھ عام شفقت شہرۂ آفاق ہوئی جس سے دور دراز سے طلبہ آآکر مدرسہ کے دار الاقامہ مین داخل ہوے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی نگرانی مین طلبہ کو شفقت پدری کا لطف حاصل تھا۔ اور باوجودیکہ طلبا فارغ التحصیل ہوکر اپنے اپنے مشاغل مین ہین مگر ابتک اُنکے ساتھ وہی شفقت پدری کا برتاؤ ہے۔ طلبا مین سے جو تلاش معاش مین ہوتے ہین تابامکان امداد کرتے رہتے ہین جو مدرسہ اور طلبا کے ساتھ ہمدردی کا ایک بین ثبوت ہے۔

علم حدیث کی اجازت آپ کو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ فرائض غوثیہ علم الفرائض

مین بطرز جدید لکھی ہے جو طبع ہوگئی ہے۔ شرح عقاید نسفی پر مطول حاشیہ لکھا ہے جو نامطبوع ہے۔ شرح وقایہ کی خاص جگہوں پر حواشی ہین جو نہایت مفید ہین۔ ابتدائے عمر سے اشغال و اذکار کا نہایت ذوق ہے۔ حضرت والد ماجد سے تعلیم اشغال واجازت حاصل کی بعد کو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اجازت اخذ بیعت اور اجازت اذکار حاصل کی۔ حضرت مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت دلائل بھی ہے۔

نکاح آپ کا مولوی عبدالعزیز بن ملا عبدالرحیم بن ملا عبدالسلام بن ملا عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا۔ ایک لڑکی زوجۂ ثانیہ جناب کے قطب میان صاحب بن مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق اور ایک صاحبزادہ مولوی محمد شفیع سلمہ موجود ہین۔ مولوی سلامت اللہ صاحب نہایت منتظم اور امور دنیاوی مین بھی کمال سلیقہ رکھتے ہین۔ محلہ کے تقاریب اور تقاریب اعراس مین اکثر اہتمام آپ ہی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ بہلوگون کی جائداد کا بھی انتظام بڑے بھائی مرحوم کے بعد سے آپ ہی کے متعلق ہے۔ اس سال ۵ شوال ۱۳۴۲ھ یوم پنجشنبہ کو جبکہ آپ عرس حضرت سید السادات مین جانے کی تیاری کررہے تھے ناگاہ داہنے جانب ۹ بجے دن کو فالج کا شدید حملہ ہوا مگر خدا نے کرم فرمایا صحت ہو رہی ہے دماغ پر خدا کے فضل سے کسی قسم کا اثر نہین ہے اور مثل سابق بالکل صحیح ہے۔ البتہ داہنا ہاتھ اور پاؤن ابتک بیکار ہے شافی مطلق سے دعا ہے کہ وہ صحت زائلہ کو جلد واپس لائے اور شفاء عاجل عطا فرمائے اور تادیر ہم سبھون کے سرون پر زندہ و سلامت رکھے آمین بحرمت طٰہٰ ویٰسٓ۔

مولانا کو ہمیشہ سیاسیات مذہبی سے دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ جب جنگ اٹلی و طرابلس شروع ہوئی آپ نے مؤیدالاسلام مین بحیثیت جائنٹ سکریٹری کوشش کرکے ترکی مجروحین کیلیے چندہ فراہم کیا اور جنگ بلقان مین پوری محنت اور سخت جانفشانی سے تقریبًا سینتالیس ہزار روپیہ چندہ جمع کرکے بھیجا جسکی فہرست شایع ہوچکی ہے جب جنگ عظیم یورپ ختم ہوئی اور فاتحین نے اسلامی سلطنت کو برباد کردینا چاہا اور مسلمانان ہند نے دفاع عن الاسلام کی غرض سے تحریک ترک موالات شروع کی تو

مولانا صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر منتخب ہوے۔ اور تقریباً تین سال تک نہایت پرجوش طریقہ پرخدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً تمام ملک کا دورہ کیا۔ اسی سلسلہ مین ۹ ر دسمبر ۱۹۲۱ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ کو گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۷۔ الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری آپ کو اور شیخ شوکت علی صاحب اور چودھری خلیق الزمان صاحب و حکیم عبدالولی صاحب گنا اور پنڈت جواہر لال نہرو اور بعض دیگر ہندو حامیان تحریک کو گرفتار کرلیا اور ایک سال قید اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تین مہینے آپ جیلخانہ مین رہے اسکے بعد مع اپنے پرجوش ساتھیون کے بحکم گورنمنٹ قید سے رہا ہوے۔

مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کرامت اللہ ابتدائی کتب پڑھکر انگریزی پڑھنا شروع کی اور رہبوٹ انجینیرنگ اسکول سے امتحان پاس کیا۔ کچھ زمانہ تک مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین ریاضی سکھاتے رہے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے اور وہان محکمہ امور عامہ مین ملازم ہوگئے۔ اب ضلع بیدر مین ملازمت کے سلسلہ مین مقیم ہین جوان صالح ہین۔ عقد انکا دختر حکیم محب علی صاحب کا کوروی نواسی مولوی مسیح اللہ بن ملا خلیل اللہ کے ساتھ ہوا ماشاء اللہ دو بیٹے محمد رضا اور محمد خالد اور دو لڑکیان موجود ہین۔ محمد رضا قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ سب خردسال ہین۔ آپ کو اپنے والد ماجد کیطرح امور دنیاوی مین خاص ملکہ ہے۔

حرف الشین

مولوی شمس الحق بن ملا لمعان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھکر فکر ملازمت مین حیدرآباد چلے گئے اور پائیگاہ کے علاقہ مین تحصیلدار مقرر ہوگئے عرصہ کے بعد وہان سے علحدہ ہوکر وکالت شروع کی۔ ابتک حیدرآباد مین بسلسلۂ وکالت مقیم اور کامیاب ہین۔ نہایت نیک مرنجان مرنج طبیعت پائی ہے۔ آپ کی پہلی زوجہ قصبہ نگرام کی تھین جو لاولد انتقال کرگئین۔ دوسرا نکاح ۲ رجمادی الاولے ۱۳۳۶ھ مین شیخ سلطان اشرف کی لڑکی سے ہوا جنسے متعدد اولادین ہوئین مگر سواے ایک لڑکے کے سب مرگئین اس لڑکے کا نام نعیم الحق ہے جو اس سال پیدا ہوا ہے۔ خدا اسکو

عمر طویل عطا فرمائے۔

مولوی شائق بن مولوی مشائخ بن ملا اسعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب درسیہ ابتدائی پڑھکر تلاش معاش کی اور ملازم ہو گئے۔ انکا عقد اول دختر ملا اسرار الحق بن مولانا انوار الحق سے ہوا جو لاولد انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد بنکی ضلع بارہ بنکی میں شیخ علیم اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جن سے ایک صاحبزادے مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر چھوڑ کر مولوی شائق صاحب نے وفات پائی۔

مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی مشائخ۔ یعنی میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی کتب درسیہ اپنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ ابن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق سے تحصیل کیں۔ اسکے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی اور سرکاری ملازم ہو گئے مختلف عہدوں پر ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے۔ ۱۳۲۲ھ میں پنشن لیکر وطن میں اقامت اختیار کی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے جب مدرسہ عالیہ نظامیہ کے افتتاح کا انتظام کیا تو آپ کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے دو برس تک نہایت انہماک سے اس کام کو انجام دیا اسکے بعد بقصد حج شوال ۱۳۲۵ھ میں مع اپنے وفادار ملازم اور خدمتگذار خاص مسمی رمضان کے حرمین شریفین چلے گئے۔ اور وہاں جنگ عظیم کے دوران میں ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ میں تقریباً آٹھ سال قیام کرنے کے بعد وطن واپس آئے اور دو برس تک قیام کیا۔ یکم صفر ۱۳۳۵ھ کو طبیعت معمولی طور پر خراب ہوئی اور سوء تنفس لاحق ہوا۔ معالجہ کے متعلق جب لوگوں نے عرض کیا تو حسب ذیل شعر پڑھکر انکار کر دیا۔ ؎

حیف درد یکہ بخود ننگ دوا بر داشت　　　بہر جانے نتوان ناز مسیحا بر داشت

۳ صفر کو طبیعت پر سکون تھا بعد ظہر تھوڑی دیر سو کر جاگے تو طبیعت کچھ خراب محسوس ہوئی مگر اسپر بھی توجہ نہ کی۔ مغرب کے وقت نماز پڑھنے کیواسطے کھڑے ہوئے نماز کی نیت کر چکے تھے کہ استنجے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی نماز توڑ کر استنجے کو گئے پلٹ کر آئے تو سوء تنفس بہت زیادہ تھا پلنگ کے قریب قبلہ رو بیٹھکر تیمم کیا اب سخت کرب شروع ہو گیا تھا اور بار بار جھوم جھوم کر گرنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ عم محترم جناب حکیم وہاج الحق صاحب آ چکے تھے۔ وہ نماز پڑھنے لگے

اور آپ نے بھی نماز شروع کی مگر شدت تکلیف و کرب مین نماز ختم ہونے کی نوبت نہین آئی تھی اب ہم سب لوگ ہوشیار ہوگئے۔ اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ اور سینہ پر روغن بادام و مصطگی ملنے لگے کہ دفعتاً آپ لیٹ گئے اور روح اعلےٰ علیین کو پہونچ گئی شب کو بوجہ قبر تیار نہو سکنے کے دفن نہین ہوے صبح کو قبل جمعہ ۱۴ صفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۱۶ء کو باغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ مین متصل دیوار مغربی اپنے پرنانا مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو مین دفن کیے گئے۔ بیعت و اجازت آپ کو اپنے نانا مولانا محمد جان صاحب سجادہ نشین مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی۔ آپ نے اپنے منجھلے صاحبزادے مولوی سلامت اللہ صاحب و ر پوتے مولوی محمد شفیع سلمہ کو اجازت مرحمت کی ہے۔ زمانۂ ملازمت مین ہمیشہ نصف شب کے بعد جاگتے اور تمام شب ذکر و شغل اور عبادت مین بسر فرماتے۔ مدت ملازمت بھر ایک پیسہ اور چیز رشوت کی یا ناجائز وصول نہین کی ڈالی وغیرہ تو بڑی چیز ہے کسی سے بلا قیمت لکڑی جلانے کی نہین لی۔ مقدمات کے فیصل کرنے مین کبھی کسی سفارش یا حکام بالادست کے ناجائز دباؤ کا اثر نہین لیا اور جو قرین انصاف ہوتا تھا وہی کرتے تھے۔ حکام بالادست کی بیجا خوشامد اور حاضر باشی مین تضییع اوقات نہین فرماتے۔ مجھ سے ایک واقعہ صغر علیخان خانصاحب ساکن و زمیندار موضع سوایین ضلع اناؤ نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر بیان کیا جسکا اظہار اس موقع پر خالی از دلچسپی نہوگا اور جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا کو انصاف و رعایا پروری کس درجہ محوظ تھی۔ خانصاحب مذکور کا بیان ہے کہ ۱۸۹۰ء مین جبکہ مولانا ضلع سلطانپور مین بعہدۂ ڈپٹی کلکٹری تعینات تھے اور تحصیل کادی پور کے انچارج تھے۔ اُسوقت خانصاحب مذکور ضلع اور تحصیل مذکور مین دیہات کورٹ آف وارڈس علاقہ کھیراڈیہہ سیہی پور کے ضلعدار تھے اور اکثر مولانا کی خدمت مین اپنی موروثی عقیدت اور خلوص کی بنا پر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ علاقہ مذکور کے موضع سارنگپور کے ٹھاکر بہت شریر اور شورہ پشت اور متمرد تھے۔ اُنکے متعلق اُس اطراف مین مشہور ہے کہ شاہی زمانہ مین از راہ شرارت چکلہ دار کے اونٹ کو کوٹھے پر چڑھا کر چھپا دیا تھا۔ ملازمین کورٹ آف وارڈس کی حکومت کا اثر نہین لیتے تھے اور نہ لگان وقت پر ادا کرتے تھے۔ حکام کورٹ

آف وارڈس کے ایما پر وارڈس موضع کے سرغنہ اور اسکے چند ساتھیون پر ملازمین محکمہ مذکور نے ایک مقدمہ فوجداری چلایا کورٹ آف وارڈس کے اثر سے پولیس نے اسمین رنگ آمیزی کر کے مولانا کے اجلاس پر ملزمین کا چالان کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع دورہ پر تھے انھون نے ملازمین کورٹ کی خواہش سے مولانا کو ایک چٹھی لکھی کہ ملزمین کو سزا دیجائے۔ اور جب دورہ سے واپس آئے تو زبانی بھی سزا دینے کی تاکید کی۔ مولانا کو اس مقدمہ مین شک پیدا ہوا پہلے خود موقع پر جا کر تفتیش فرمائی اُنکے نزدیک مقدمہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ثابت ہوا۔ فریقین کی باضابطہ شہادت لینے کے بعد ملزمین کو بری کر دیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے خط کو مسل مین شامل کر دیا۔ اور اُس ملازم کورٹ پر جسنے یہ استغاثہ دائر کیا تھا بموجب دفعہ ۱۹۲ تعزیرات ہند غلط الزام لگانے کا مقدمہ قائم کر دیا۔ جسمین کورٹ آف وارڈس کا بہت روپیہ صرف ہوا تب عدالت اپیل سے اُس ملازم کی بریت ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر کو اس معاملہ مین بہت خفت ہوئی اور آپسے ہمیشہ ناراض رہا مگر آپنے اظہار حق اور انصاف کے مقابلہ پر اُسکی کوئی پروا نہین کی۔ (انتہےٰ ماکتبہ)

اپنے ماموں حضرت مولانا عبدالرزاق سے بھی بعض اذکار و اشغال حاصل کیے تھے اور اُنکی خدمت مین نہایت خلوص تھا علاوہ اُنکے مولانا فضل الرحمٰن قدس سرہ اور مولانا شاہ عبداللطیف ستھنی قدس سرہ اور اپنے وقت کے دیگر بزرگان دین کی خدمت مین حاضر ہوتے وہ حضرات نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ والد ماجد اور مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق اور مولانا عبدالحی بن مولانا عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہم سے بہت زیادہ تعلقات مودۃ و محبت تھے کہ اسقدر کسی دوسرے سے نہین تھے والد صاحب قبلہ اکثر فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے ان دوستون سے وعدہ ہوگیا ہے کہ اگر کوئی بھی فضل خداوندی سے جنت الفردوس مین جگہ پائے تو مجھکو اپنے ہمراہ لیجائے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر العمل مین لکھا ہے واصغرھا المولوی شرف اللہ صدیقی وحبیبی جامع للفضائل الخلق۔ مولانا کا نکاح فتحپور مین منشی نہال الدین کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب

بن مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین پیدا ہوے۔ تینون لڑکون کے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی ہدایت اللہ مولوی سلامت اللہ اور فقیر محمد عنایت اللہ جو سب سے چھوٹا ہو ان سب کے تذکرے اپنے اپنے مقام پر کیے گئے ہین۔ میری والدہ نہایت نیک اور شریف الطبع بیوی تھین کبھی کسی سے لڑائی نہین ہوئی باوجودیکہ انکے شوہر ہی ہمیشہ گھر کے مربی و سرپرست رہتے تھے مگر کبھی بھی انتظام خانہ داری اپنے متعلق نہین لیا۔ ہمیشہ میری بڑی چچی جو بیوہ تھین سپرد انتظام رکھا اور خود انکی اطاعت بہوون کیطرح کرتی رہین۔ فرنگی محل مین انکی نیک طبعی ضرب المثل تھی ۵ رجب ۱۳۲۵ھ کو ۹ بجے شب کے وقت انتقال کیا۔ مجھے یاد نہین پڑتا کہ کبھی بھی میری والدہ نے مجھکو یا میرے بھائیون کو مارا ہو۔ خدا میرے والدین کو بہترین جزا دے۔ رب اغفر لی ولوالدی وارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

مولوی محمد شفیع حجت اللہ بن مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کرامت اللہ ۱۲ صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوے حفظ قرآن کے بعد تحصیل کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین ابتدا سے لیکر انتہا تک کی اور مولانا کی سند حاصل کی الہ آباد یونیورسٹی سے امتحان "ملا" پاس کیا اسکے بعد زراعتی کالج کانپور مین تعلیم حاصل کرنے گئے اس اثنا مین صرع کے دورے ہونا شروع ہوگئے۔ اور مجبوراً وہان سے واپس آئے اور تدریس مین مصروف ہوے۔ تحریک خلافت کے زمانہ مین جب مسلمانان کلکتہ نے مدرسہ اسلامیہ زکریا مسجد مین قائم کیا تو مولانا ابوالکلام آزاد کے طلب پر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی محمد شفیع صاحب کو وہان بھیجدیا۔ کچھ زمانہ بحیثیت مدرس اور عرصہ تک بحیثیت افسر مدرس و مہتمم کام کرتے رہے۔ اور کلکتہ کی خلافت کمیٹی کے صدر مقرر ہوے ہالیڈے پارک مین ایک پرجوش تقریر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی فاتحانہ پیش قدمی مین انگریزون کی مداخلت پر کی جسکے نتیجہ مین ربیع الاول ۱۳۴۱ھ مطابق نومبر ۱۹۲۲ء کو گرفتار کرلیے گئے۔ اور ایک سال تک جیلخانہ بیرامپور مرشدآباد مین رہے نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ مین رہا ہوے۔ کلکتہ کے سربرآوردہ حضرات جسطرح انکی عزت کرتے تھے اُس سے اندازہ ہوتا تھا کہ بہت اثر مولوی محمد شفیع صاحب نے وہان پیدا کرلیا تھا۔ بعد رہائی وطن واپس آئے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین اُسوقت سے تدریس مین

مشغول ہین شغف علمی کے ساتھ علمی مباحث مین وسعت نظر بہت ہے نہایت صلح کل لڑا ئی بھگڑ و ن سے علیحدہ رہنے والے شخص ہین۔ اُنکا نکاح اولاً انکی چچا زاد بہن دختر مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور یہ بیوی لاولد جمادی الاولے ۱۳۲۱ھ مین انتقال کر گئین۔ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ مین دوسرا نکاح مولوی انیس احمد صاحب عباسی کی ہمشیر زادی دختر منشی شوکت علی کاکوروی کے ساتھ ہوا جنسے ایک لڑکا محمد رفیع اور ایک لڑکی ابتک موجود ہین دونون خرد سال ہین۔

مولوی محمد شفیع صاحب کے تالیفات حسب ذیل ہین۔

التجہیز والتکفین لاموات المسلمین۔ رسالہ ہیئت جدیدہ و قدیمہ۔ تہذیب ایام الاجسام بر حواشی اشباہ الادب۔ ترجمہ ہدیۃ العلیہ لصلاۃ ابن ابی شیبہ۔ شرح ابیات مشکلہ دیوان غالب۔ حاشیہ بحر الرائق ناتمام جو جیل مین لکھا گیا۔ ترجمہ رسالہ سلیمانیہ۔ حل جامیڑی حصہ اول و دوم

حرف صاد

ملا صفدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ تحصیل کتب بتمامہ کر کے استعداد کامل حاصل کی عین جوانی مین بعارضہ حبس بول انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی دختر سے ہوا تھا اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر فوت ہو گئی اور کوئی عقب باقی نہین رہا

مولوی صفی اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ۔ کتب رسمیہ پڑھنے کے بعد فکر ملازمت کی مدتون اپنے سوتیلے بھائی مولوی انعام اللہ کے ساتھ رہے بعد کو حیدرآباد چلے گئے۔ وہان سلسلہ ملازمت مین ہنگولی مین قیام کیا آخر مین مبتلاے فالج ہو کر وطن واپس ہوے۔ اور برسون مفلوج رہکر رجب ۱۳۳۱ھ مین انتقال کیا یہ عجب امر ہے کہ مولانا ولی اللہ صاحب کے سب لڑکے اور لڑکیون کا انتقال رجب ہی کے مہینہ مین واقع ہوا۔ مولوی صفی اللہ کا نکاح ملا احمد حسین بن ملا حیدر کی دختر سے ہوا جو لاولد انتقال کر گئین۔ اب مولانا ولی اللہ صاحب کی نسل مین سوا مولوی انعام اللہ کے ایک نواسہ محمد سلیم و ایک نواسی خرد سال کے اور کوئی باقی نہین رہا۔

مولوی صمصام الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق۔ کتب رسیہ آپنے

[margin note: ۵ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ ... ایک لڑکا اور ... انتقال ہو گیا۔]

ملا عبد الحلیم بن ملا امین اللہ سے پڑھیں۔ ایک مدت تک وطن میں تدریس کا سلسلہ رہا اسکے بعد پٹنہ چلے گئے اور وکالت کی سند حاصل کر کے وہاں وکالت شروع کی۔ آپ کی تصانیف میں سے صراط مستقیم فقہ میں اور نظام عالم ہیئت میں ہے آپ کا عقد اول امیری پھوپھی دختر مولوی کرامت اللہ سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی عبد الحق اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم کو چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ دوسرا عقد آپ کا ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ۲۲ محرم ۱۳۱۱ھ کو لاولد فوت ہو گئیں مولوی عبد الحق قرآن شریف حفظ کر چکے تھے کہ اس عرصہ میں علیل ہوے اور ۲۳ جمادی الاولی ۱۲۹۶ھ کو انتقال کیا۔ مولوی صمصام الحق کا انتقال ۲ محرم ۱۳۱۱ھ کو لکھنؤ میں ہوا آپ کو بیعت و اجازت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپنے بہار میں کچھ لوگوں کو مرید بھی کیا تھا۔

مولوی محمد صالح ابو الحسن بن ملا عبد الجامع بن ملا عبد النافع بن مولانا بحر العلوم۔ آپ کا تذکرہ حرف الف میں گذر چکا۔

مولوی صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ تحصیل کتب مدرسۂ عالیہ نظامیہ میں تمامہ کی اور ۱۳۳۱ھ میں سند مولانا حاصل کی انگریزی بھی کچھ پڑھی اُس کے بعد تدریس کیجانب توجہ کی اور مدرسۂ عالیہ نظامیہ میں مدرس مقرر ہوے تقریبًا پندرہ سال سے درس دے رہے ہیں۔ نہایت ذکی اور ذہین ہیں۔ عربی ادب میں خاص مہارت حاصل کی ہے۔ نہایت خوش بیان اور نہایت اچھے مقرر اور انشا پرداز ہیں۔ تقریر اور تحریر نہایت اچھی اور لطافت آمیز ہوتی ہیں۔ علماے فرنگی محل میں اب انکے برابر اچھی تقریر اور تحریر کرنیوالا نہیں ہے۔ کچھ زمانہ ہوا ایک رسالہ موسوم بہ النظامیہ جاری کیا تھا جو تقریبًا چار سال جاری رہا۔ اُسکے بعد تحریک خلافت کے زمانہ میں ڈپٹی کمشنر کے حکم سے بند ہو گیا۔ دو برس سے اخبار خادم الحرمین جاری کیا جو انجمن خدام الحرمین کا آرگن ہے۔ مولوی صاحب موصوف اس انجمن کے اسسٹنٹ سکریٹری بھی ہیں۔ انکا عقد انکی ماموں زاد بہن دختر مولوی عظمت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اُنسے اسوقت دو لڑکے محمد ہاشم اور محمد حبیب

اور ایک لڑکی موجود ہین محمد ہاشم قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ خرد سال ہین۔ انکو حضرت استاذ اور حضرت پیر ابراہیم صاحب بغدادی سے بیعت ہے اور بطن بادواد کا مکی حاجت حضرت شاہ محمد مختار احمد صاحب قبلہ سے ہے انکے تصنیف تفایہ ہین۔ ترجمۂ مناقب بنی اقیہ اور انوار الغیوب یعنی مولانا حضرت حاجی امداد اللہ کے رسالہ کا ترجمہ یہ دونون مطبوع ہین۔ ترجمۂ ملل ونحل شہرستانی اور ترجمہ تاریخ ابو الفداء اور ترجمۂ تاریخ اسلام سید احمد دحلان المکی۔

حرف الضاد

مولوی ضیاء الحق بن مولانا از ہار الحق بن مولانا عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کرتے تھے کہ ناگاہ ایکدن دریا پر سیر کیلیے گئے اور دریا مین نہانا شروع کیا دفعتاً بھنور مین پھنس گئے اور غرق ہوگئے۔ اس جوانامرگی سے والد ماجد کو بیحد صدمہ ہوا اور اُسکے بعد سے مبتلاے امراض ہوکر اُنکا بھی انتقال ہوگیا۔

مولوی ضیاء الحق بن ملا امان الحق بن مولانا برہان الحق۔ کتب درسیہ مطولات تک مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق اور مولانا عبد الحی اور مولانا محمد نعیم نبیرۂ مولانا بحر العلوم سے پڑھین۔ اسکے بعد انگریزی پڑھکر ملازمت سرکاری کی اور بسلسلۂ ملازمت ضلع بارہ بنکی مین مقیم رہے۔ اب پنشن لیکر وطن مین مقیم ہین۔ ابتداے زمانہ مین مولوی صاحب نے نکاح نہین کیا۔ عرصہ بارہ سال کا ہوتا ہے کہ شیخ الطاف حسین بجنوری کی صاحبزادی سے نکاح کیا تاہنوز کوئی اولاد نہین ہے خدا اولاد عطا فرمائے۔

حرف الظاء

مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفٰی بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ولادت ۱۱۳۳ھ مین ہوئی۔ تحصیل کتب اپنے والد اور چچا ملا حسن سے کی نہایت زبردست وقابل عالم ہوے۔ سلسلۂ قطبیہ کے چیدہ علما مین سے تھے۔ صاحب خیر العمل نے مفصل انکے حالات لکھے ہین۔ عہدہ افتا سرکار اودھ سے سپرد ہوا جسکو چالیس سال تک متواتر انجام دیتے رہے۔ باوجود عدالتی کامون کے سلسلۂ تدریس وتالیف بند نہین ہوا۔ زوائد ثلثہ پر مطول حواشی اور شمس بازغہ کے رسالہ دوحہ کی شرح آپ کی خاص تالیفات ہین۔

عـه دوران طبع کتاب مین ایک لڑکا بفضلہ اور تولد ہوا جسکا نام محمد امین ہے محمد ہاشم سلمہ نے حفظ قرآن شریف سے فراغت حاصل کی اور ابتدائی کتب عربیہ پڑھتا ہے ۱۲

تمام کتب درسیہ اور خاصکر کتب فقہیہ پر متفرق حواشی ہین۔ مولانا تمام علوم کے ماہر تھے لیکن خاصکر علوم فقہیہ مین بوجہ کارو بار عدالت ملکۂ تام حاصل تھا۔ مین نے مولانا کے حواشی میرزاہد ملا جلال سے استفادہ کیا ہی۔ حق یہ ہے کہ یہی کتاب اس بات کی شاہد قوی ہی کہ مولانا کو علوم عقلیہ مین علوم فقہیہ سے کم مہارت تامہ نہین تھی۔ مولانا کے کتب مین وہ فوائد ملتے ہین جنسے بڑے بڑے مصنفین کی کتابین خالی ہین۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ لکھنے کا طرز بہت کچھ مولانا کے طرز سے ملتا ہے۔

مولانا کے تلامذہ علاوہ ارباب فرنگی محل حسب ذیل ہین۔

مولانا نور کریم دریابادی۔ مولوی عبدالرحیم صفی پوری۔ مولوی جلال الدین رامپوری مولوی نجم الدین رامپوری۔ قاضی امین الدین فتحپوری۔ قاضی سعید الدین و مولوی کفایت اللہ المتخلص بہ کافی مرادآبادی۔ مولوی احسان اللہ اونامی۔ مولوی خیراللہ۔ مولانا عبدالمجید بدایونی۔ مولانا فضل رسول بدایونی۔ مولوی یادعلی نصیرآبادی۔ مولوی محمد ہادی۔ مولوی عبدالکریم۔ مولوی عبدالقادر لکھنوی۔ حکیم واجد علیخان موہانی۔ مولوی غنی نقی زیدپوری۔ مولوی احمد علی محمدآبادی۔ مولوی سعید عظیم آبادی۔ شاہ مولانا احمد سعید دہلوی۔ مولوی حیدر علی فیض آبادی۔ مولوی مظہر علیخان لکھنوی۔ ملا شیر محمد۔ مفتی عبدالواحد رامپوری۔ مولوی مسیح الدین خان کاکوروی۔ مولوی ابوالحسن پنجابی۔ مولوی سعد اللہ مرادآبادی۔ مولوی قدرت اللہ ردولوی۔ مولوی جعفر علی کسمنڈوی۔ مولوی فضل علی سندیلوی مولوی تفضل علی جونپوری۔ مولوی سرفراز علیخان مفتی عدالت عظیم آباد۔ مولوی حسین احمد محدث ملیح آبادی۔ مولوی عبدالحفیظ ملیح آبادی۔ مولوی مختار علی جائسی۔ مولوی محمد حنیف دھتوری شارح سلم العلوم۔ مولوی معین الدین کڑوی۔ مولوی صبغت اللہ نگرامی۔ مولوی صادق لکھنوی۔ حکیم رضا علی۔ حکیم سید محمد۔ حکیم مرزا کلو۔ شیخ محمد حسین حکیم نابینا ساکنان لکھنؤ۔ مولوی اسمٰعیل چھپرادی۔ مولوی حکیم غلام نجف۔ حکیم ابوالبقا۔ حکیم ابوعلی ساکنان سندیلہ۔ مولوی علی قلی خان کنتوری۔ مولوی اشرف اللہ ردولوی۔ مولوی غلام حسین پنجابی۔ حکیم امداد حسین موہانی۔ مولوی شکراللہ الہ آبادی۔ مولوی فیاض الدین پنجابی۔ مولوی پیر بخش کچھوچھوی

مولوی پناہ علی پنجابی۔ منشی تحمّل نقی خان۔ مولوی ثابت علی الہ آبادی۔ مولوی ارادت حسین۔ مولوی دیانت اللہ۔ مولوی فرخ حسین ساکنان بنگالہ۔

مولانا کی وفات ۱۰ ربیع الاول ۱۲۵۶ھ مین ہوئی۔

مولانا کا نکاح مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کی دختر سے ہوا۔ جنسے دو صاحبزادیان ہوئین۔ ایک صاحبزادی کا عقد ملا محمد اکبر بن مفتی احمد ابو الرحیم بن مفتی یعقوب سے ہوا جنکا انتقال ۱۲۶۵ھ کو ہوا۔ اور دوسری ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے کتخدا ہوئین۔ انکا انتقال ۵ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ کو ہوا۔ دونون صاحب لاولد تھین جنکا ذکر گذر چکا ہے۔ مفتی صاحب نے ایک زن اجنبیہ سے نکاح کیا تھا جنسے ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی الٰہی بخش بن مولوی غلام یحیےٰ خان صاحب یادگار ہین خیر العمل ہین مولانا کا سنہ وفات ۱۲۷۵ھ اور بیج ہے

مولوی ظہور علی عرف محمد غوث بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین پ مولانا حیدر کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی ظہور اللہ سے تمام کین نہایت قابل و فاضل علما مین سے ہوے بعد تحصیل علم قرآن شریف جوانی مین حفظ فرمایا۔ وطن مین مدت تک تدریس مین مصروف رہے۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور اپنے والد کے قائم مقام ہوے۔ اور سرکار نظام سے منصب و جاگیر مقرر ہوئی۔ وہان بھی تدریس و تعلیم مین عمر بسر فرمائی۔ حیدرآباد کے علما و امرا اور شاہ دکن بہت اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے تھے۔ آپ ہی کے فتوے پر عدالتون مین فیصلے ہوتے تھے۔ عادت تھی کہ آخر عشرۂ رمضان المبارک مین اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال موافق معمول کے معتکف تھے کہ مرض ہیضہ مین مبتلا ہوے اور اسی حالت اعتکاف مین شب تیسوین رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ مین وفات پائی۔ اور صبح کو مقبرۂ شاہ یوسف قادری واقع فتح دروازہ حیدرآباد مین دفن ہوے۔ آپ کے تصانیف مین سے علاوہ کتب درسیہ پر حواشی کے رسالہ معراج نبوی اور الطریقۃ الوسطے فے سماع الموتے اور شرح خطبہ شرح سلم قاضی مبارک ہے۔ آپ کا اول عقد ملا اکبر بن ملا ابو الرحیم بن مفتی یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی والدہ مولانا عبد الحی زوجۂ ملا عبد الحلیم بن

عہ والدہ مولانا عبد الحی [illegible] کا انتقال [illegible] ۲۲ شعبان ۱۲۹۷ھ کو ہوا۔

ملا امین اللہ پیدا ہوئین۔ اُنکے انتقال کے بعد دوسرا نکاح شیوخ سادات مین سید مرتضیٰ کی صاحبزادی[عہ] سے ہوا جنسے دو صاحبزادے ہوے بڑے کو افضل حسن اور چھوٹے کو ظہور حسن اور دو صاحبزادیان ایک والدہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ زوجۂ مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق اور دوسری زوجۂ مولوی محمد قاسم بن ملا مہدی بن مفتی محمد یوسف پیدا ہوئین بڑے کو افضل حسن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ ملا ظہور علی صاحب کے حفظ قرآن کا واقعہ مین نے ثقات سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک مین حافظ احمد علی صاحب مشہور حافظ نے مسجد ملا مبین واقع بیرون فرنگی محل مین قرآن شریف تراویح مین پڑھنا شروع کیا دو یا ۳ شب کو اتفاقا کسی جگہ اُنھون نے اعراب کی غلطی کی تو مولانا ظہور علی صاحب نے لقمہ دیا۔ ختم تراویح کے بعد حافظ صاحب نے دریافت کیا کہ کیا آپ حافظ ہین آپنے فرمایا کہ مین حافظ تو نہین ہون مگر چونکہ جو آپنے پڑھا تھا وہ نحوی قاعدہ سے صاف طور پر غلط تھا اسلیے مین نے لقمہ دیا حافظ صاحب نے فرمایا کہ پھر کل سے آپ ہی نحو کے قواعد کے مطابق قرآن شریف پڑھیگا اور دوسرے دن سے حافظ صاحب نے آنا موقوف کر دیا۔ مولانا ظہور علی صاحب نے خود روزانہ قرآن شریف یاد کر کے پڑھنا شروع کر دیا اور اُسی رمضان مین پورا قرآن حفظ کر لیا۔ آپ کو سرکار نظام سے عمدۃ العلما کا خطاب بھی ملا تھا مولوی ظہور علی کے بڑے صاحبزادے مولوی ظہور حسن تھے مولوی ظہور حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر۔ آپنے تحصیل علم اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے کیا اور بعد فراغت افتا و تدریس مین مشغول ہوے اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اُنکے قائم مقام ہوے جاگیر اور منصب سرکاری مقرر کیا گیا۔ اور نجم العلما کا خطاب منجانب سرکار نظام عطا ہوا۔ مولانا کا احترام اہل حیدر آباد مین بہت زیادہ تھا مولانا اظہار امر حق اور انکار غیر مشروع مین کسی سے خوف نہین کرتے تھے ایک اسی قسم کے واقعہ کے باعث آپ کو حیدر آباد کا قیام ترک کرنا پڑا۔ اور زیارت و حج کے قصد سے حجاز تشریف لیگئے۔ اور مدینہ منورہ پہونچکر آپنے ۱۴ شعبان ۱۳۰۹ھ مین انتقال کیا۔ اور جنت البقیع مین پائین حضرت سبط اکبر رضی اللہ عنہ مدفون ہوے۔ آپ کا عقد امراے حیدر آباد مین نواب نصیر جنگ بہادر کی لڑکی سے ہوا جنسے دو صاحبزادے اول

[عہ] مولوی ظہور علی صاحب کی دوسری زوجہ کی وفات حیدر آباد مین ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو ہوئی۔

اور ایک صاحبزادی زوجۂ نواب رفعت یار جنگ بہادر پیدا ہوئے یہ صاحبزادی صاحب اولاد
ہین۔ دونون صاحبزادون کے نام مولوی ظہور علی اور ظہور اللہ ہین۔ ملا ظہور حسن کی زوجہ نے
بھی مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کرلی تھی اور وہین ۱۳۲۲ھ مین انتقال ہوا اور جنت البقیع
مین دفن ہوئین۔

مولوی ظہور علی بن ملا ظہور حسن مذکور عالم شباب مین ناکتخدا مدینہ منورہ مین
انتقال کر گئے یہ مولوی ظہور حسن کے بڑے فرزند تھے۔

مولوی ظہور اللہ المخاطب بہ نواب نصیر جنگ بن ملا ظہور حسین مذکور نے کتب متوسطہ
تک ملا عبد الباقی بن ملا علی محمد سے پڑھا۔ اپنے والد کے منصب جاگیر کے علاوہ اپنے
نانا کے منصب و جاگیر کے بھی مالک ہوے۔ اور نانا کا خطاب بہ نواب نصیر جنگ بھی حاصل
کیا۔ امرائے حیدرآباد مین شمار ہوتا ہے اعزاز و احترام سے بسر کر رہے ہین۔ عقد انکا
نواب کور الصدیق بن ملا حیدر کی نواسی سے ہوا جنسے خدا کے فضل سے پانچ لڑکے اور چار
لڑکیان موجود ہین۔ دو لڑکیان خرد سال ہین اور بڑی دو لڑکیان حیدرآباد کے
رؤسا کے یہان کتخدا ہین۔ ایک افسر جنگ بہادر کے خاندان مین اور دوسری سلطان ملک کے
خاندان مین یعنے (شمشیر نواز جنگ کے خاندان مین) لڑکون کے نام حسب ذیل ہین۔
بڑے انوار الدین انوار اللہ عرف چاند بادشاہ۔ دوسرے ظہور حسن عرف مدنی نواب۔
تیسرے سراج الحق عرف چنو نواب۔ چوتھے ذینو نواب۔ پانچوین صدیق نواب۔
انمین سے چاند بادشاہ کا ذکر گذر چکا۔ چنو نواب اور مدنی نواب کا ذکر آگے آتا ہے
باقی خرد سال ہین۔

ظہور حسن عرف مدنی نواب بن مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بہادر بن ملا ظہور حسن
نجم العلما بن ملا ظہور علی عمدۃ العلما بن ملا حیدر ملک العلما۔ مولوی ظہور اللہ صاحب کی
تمام اولاد مین سب سے لائق سمجھدار اور ذہین یہ ہونہار بچہ تھا۔ انگریزی کی تعلیم مسلم یونیورسٹی
مین حاصل کی تکمیل تعلیم کیلیے ولایت جانے کیواسطے تیاری کر رہے تھے۔ لکھنؤ اپنے مرشد
اور چچا یعنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اعزہ سے ملنے کے واسطے آئے اور

یہان سے اجمیر شریف حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند قطب عالم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار مین آخری حاضری دینے کے واسطے گئے۔ صاحبزادہ والا تبار حضرت میان محمد حنیف صاحب کے یہان بالاخانہ پر قیام کیا شب کو کھانے کے بعد کمرے کے باہر جانے لگے لوٹا ہاتھ مین تھا بجائے صحیح راستہ کے دوسرے دروازہ کی جانب جو صحن مکان کی جانب کھلتا تھا پانون رکھا اور صحن مین آرہے اور بیہوش ہوگئے۔ ہرچند کوشش ہوش مین لانے کی کیگئی مگر حکم خداوندی سے چارہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر مین انتقال کیا۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اعزہ فرنگی محل کو اس بچے سے بہت محبت تھی۔ اور اُسنے اپنی سعادت سے ہر عزیز کو خوش رکھا تھا۔ مرحوم کا نکاح اُنکی پھوپھی زاد بہن دختر نواب نعمت جنگ بہادر کے ساتھ ہوا تھا جس سے ایک خرد سال بچہ موجود ہے۔ بیوی عالم بیوگی مین اپنی والدین کے یہان مقیم ہے۔ خدا اس خرد سال بچہ کو اپنے نامور اجداد کا صحیح قائم مقام کرے مولوی ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور اپنے نانا مولانا بحر العلوم سے تمام کین۔ حافظ قرآن و عالم جید تھے۔ تدریس کی جانب زیادہ توجہ نہ تھی عبادت کا بہت شوق تھا اکثر اوقات قرأۃ قرآن مین صرف کرتے جو وقت اس سے بچتا کتب حدیث کے مطالعہ مین صرف فرماتے۔ اول مین حصول معاش کیلیے سفر کلکتہ اور مدراس کیا مگر جب کامیابی نہوئی تو خانہ نشین ہوگئے۔ باوجود سخت عسرت کے غیر خالق کے سامنے دست سوال دراز نہین فرمایا۔ مسجد خانہ بنوائی تھی تمام عمر اُسی مین بسر فرمادی۔ ایک مرتبہ لڑکیون اور بیوی پر متعدد فاقے گذر گئے تھے بیوی نے مسجد مین جاکر کہا کہ بنیے کا ۱۰۰ قرض ہوگیا ہے وہ غلہ نہین دیتا ہے لڑکیان کئی وقت سے بھوکی ہین اُنکی تکلیف مجھ سے دیکھی نہین جاتی ہے۔ آپنے فرمایا کہ پھر مین کیا کرون۔ بیوی نے کہا کہ آغا میر وزیر سب علما کی خدمت کرتا ہے تم بھی جاؤ تمھاری بھی خدمت کریگا آپنے فرمایا اچھا ڈولی منگا دو۔ ڈولی منگوائی گئی اور آپ سوار ہوکر آغا میر کے یہان پہونچے آغا میر کو اطلاع ہوئی دروازے تک لینے آیا اور آنیکا سبب دریافت کیا۔ آپنے پورا واقعہ جو بیوی سے پیش آیا تھا وہ بیان کردیا۔ آغا میر نے کہا فی الواقع مین علما کی خدمت

باعث افتخار سمجھتا ہون۔ آپ کو جب ضرورت ہو اطلاع کرا دیا کیجیے مین بھیج دیا کرونگا۔
ایک ہزار روپیہ منگا کر نذر کیا آپ نے اُسمین سے صرف ۲۵۰ روپیے لیے آغا میر نے
کہا کہ سب لیتے جائیے آپنے فرمایا کہ بس اتنا ہی قرض ہے زیادہ کیا کرونگا اتنا ہی بیوی
نے کہا تھا۔ باوجود آغا میر کے اصرار کے آپنے زائد نہ لی گھر واپس آکر بیوی کو روپیہ
حوالہ کر دیا۔ بیوی کو تعجب ہوا اور اُنھون نے دریافت کیا کہ آخر آغا میر کو کیسے معلوم ہو گیا
کہ اتنا ہی قرض ہوا ہے جو اُسنے اُسیقدر روپیہ دیا۔ آپنے فرمایا کہ وہ تو زائد دیتا تھا
مگر مین نے نہین لیا۔ بیوی اسپر ناراض ہوئین آپنے بیوی سے فرمایا کہ اب اگر تمکو میرے
ساتھ رہنا ہو تو پھر کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی زحمت نہ دینا اسکے بعد
مسجد مین جا کر تین دن تک گریان رہے۔ اور اُسکے بعد سے مسجد سے باہر نکلنا سوائے
حاجت ضروری کے بالکل موقوف کر دیا مگر اُسکے بعد سے پھر کبھی زحمت بھی نہین ہوئی
اور بمصداق ویرزقہ من حیث لا یحتسب ہمیشہ اسطرح پر سامان ہو جاتا تھا۔ کہ
لوگ متحیر ہو جاتے تھے۔ ھکذا سمعت عن اخی المولوی ھدایت اللہ والیہ
اشارۃ فی الاغصان۔ آپ کا نکاح اولاً دختر مولانا انوار الحق قدس سرہ سے ہوا جو
لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا نکاح حضرت مخدوم شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان
مین ہوا اُنسے دو صاحبزادیان زوجہ ملا خادم احمد اور زوجہ مولوی محمد علی متوفیہ
۱۲۷۴ھ پسران ملا حید ریادگار چھوڑین اولاد نرینہ زندہ نہین رہی۔

حرف العین

(اولاد ملا اسعد)

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ تحصیل علم استاد الہند
سے کر کے فارغ التحصیل ہوے عالم شباب مین اپنے والد کے ساتھ شہید ہوے نکاح کی نوبت
نہین آئی تھی۔ قصۂ شہادت آپکے والد ماجد کے تذکرہ مین آئیگا آپ اپنے بھائیون مین سب سے بڑے تھے
مولوی عزیز اللہ بن ملا ولی بن ملا قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ولادت
آپ کی ۱۴ شعبان ۱۲۱۶ھ کو ہوئی تحصیل علم سے والد ماجد کی خدمت مین فراغت حاصل کی

لیکن آپ پر کیفیت باطنی کا غلبہ ہوا مجاہدہ و ریاضت شروع فرمائی اسوجہ سے نوبت تدریس نہین آئی باراداۂ سفر حرمین گھر سے تشریف لیچلے اور سورت مین مولانا خیرالدین سورتی سے علم حدیث حاصل فرمایا اور شاہ حفیظ اللہ سورتی کے ہاتھ پر بیعت کی اس عرصہ مین مرض اسہال شروع ہوگیا اور رہیں عین جوانی مین ۲۸ رجمادی الاولے ۱۲۹۱ھ یوم جمعہ کو وفات پائی مولانا نہایت متقی و پرہیزگار پابند شریعت بزرگ تھے آپ کا عقد مولانا بحرالعلوم کی صاحبزادی سے ہوا جو جوانی مین بیوہ ہوگئین اور لاولد انتقال فرماگئین۔

مولوی عبداللہ و مولوی عبدالرزاق ابناے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ

مذکورۂ بالا۔ ملا حسن کی لکھنوی و بیرونی زوجہ سے تھے یہ دونون صاحبزادے تھے جنمین سے عبدالرزاق لاولد اپنے والد ماجد کے سامنے فوت ہوگئے اور مولوی عبداللہ نے اپنے والد ماجد سے علوم حاصل کیے اور رامپور اپنے والد ماجد کے ساتھ چلے گئے وہان انکا عقد ہوا جس سے اولاد کثیرہ ہوئین زیادہ حالات کا علم نہوسکا۔

مولوی عیسےٰ بن مولوی قطب الدین بن غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن

ملا حسن مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ تمام کین اور تجوید مکۂ معظمہ مین حاصل کی اسکے بعد طب لکھنؤ مین حاصل کی۔ مولوی قطب الدین صاحب کی دوسری بیوی جو بیرون فرنگی محل کی تھین انکی اولاد کے تفصیلی حالات بوجہ انکے قیام ناںہال کے مجھکو معلوم نہین ہوسکے۔

مولوی محمد عمر بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد

مذکورۂ بالا۔ آپنے ابتدائی کتب پڑھکر انگریزی حاصل کی اور بالفعل گونڈہ مین مقیم ہین۔

واللہ اعلم۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد

مذکورۂ بالا۔ چونکہ ناںہال انکا قصبۂ جگور مین تھا اسلیے وہان ہی سکونت اختیار فرمائی ایک صاحبزادی آپ کی ابتک حیات ہین اور صاحب اولاد ہین باقی حالات کا مجھکو علم نہوسکا

مولوی عبدالغفور بن مولوی غلام نبی مذکورۂ بالا۔ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ناںہال جگور مین سکونت پذیر رہے۔

مولوی محمد عظمت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ مذکورۂ بالا۔ ولادت آپ کی ۱۲۹۲ھ مین ہوئی آپکے جو حالات آپکے برادر خرد مولوی محمد برکت اللہ نے رسالۂ نعمت مین تحریر فرمائے ہین وہ حسب ذیل ہین کتب درسیہ اپنے چچا ملا محمد فضل اللہ اور ملا محمد قیام اللہ رحمہما اللہ اور مولوی عبد الحمید سلمہ اور مولوی فاروق چریاکوٹی سے حاصل کیے آپنے اکثر فنون درس نظامی سے زائد حاصل کیے ہین مثلاً اقلیدس کے کل مقالہ آپنے پڑھے ہین اپنے معاصرین مین یکتا اور با وقار ہین آپنے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ہے جس سال آپنے امتحان دیا ہے اُس سال سب سے اول نمبر پاس ہوے تھے۔ آپکو صرف نحو معقولات مین خاص ملکہ ہے نفحۃ الیمن پر آپنے حاشیہ لکھا ہے جسکا نام ازالۃ المحن ہے علاوہ اسکے اکثر کتب مطولہ مثلاً ملا حسن مقامات حریری وغیرہ پر آپکے حواشی ہین آپ کو درس دینے کا شوق ہے یہی وجہ ہے کہ آپکے تلامذہ بیحد اور تصانیف کم ہین (انتہٰے احوالہ ماخوذ)، مین نے بھی مولانا سے شرح جامی، حمد اللہ اور میر زاہد ملا جلال پڑھا ہے مولانا نے تین سال کے قریب تک مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین افسر مدرسی کے خدمات نہایت خوبی سے انجام دیے ہین۔ جہانتک مجھے علم ہے مولوی صاحب ممدوح نے زیادہ تر کتب مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد اور جناب میلانا عین القضاۃ سے پڑھی ہین۔ پہلا عقد آپ کا مولوی عبد الاحد بن مولوی عبد الرحیم کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ اور ایک صاحبزادہ مولوی عزت اللہ کو چھوڑ کر شب بست شعبان ۱۳۲۲ھ کو انتقال فرما گئین۔ دوسرا عقد مولانا نے شیخ اعظم حسین مینائی کی دختر سے کیا جنسے اسوقت ایک صاحبزادہ نعمت اللہ عرف رحمت اللہ اور ایک ناکتخدا صاحبزادی موجود ہین۔ راحت اللہ حفظ قرآن شریف سے فراغت کے بعد تحصیل علم مین مشغول ہین۔ مولانا عظمت اللہ صاحب بعہدۂ مدرسی عربی ملازم سرکار ہین۔ اور اسی سلسلہ مین غازی پور مین مع والدہ صاحبہ اور اہل و عیال کے مقیم ہین۔

مولوی عزت اللہ بن مولوی عظمت اللہ بن مولوی احمد اللہ مذکورۂ بالا۔ ولادت

آپ کی ۲۵ر شعبان ۱۳۱۷ھ کو ہوئی۔ آپنے کتب درسیہ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر سند مولوی اور مولانا حاصل کی اور غازیپور جاکر مدرسۂ چشمۂ رحمت سے ملا اور فاضل کے امتحانات دیکر سرکاری اسناد حاصل کیے اسکے بعد ایک مدت تک مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین درس دیتے رہے۔ پھر اپنے نانا مولوی عبد الاحد بن مولوی عبد الرحیم کے انتقال کے بعد چشمۂ رحمت کالج غازیپور کے پرنسپل مقرر ہوے اور ابتک غازیپور ہی مین مقیم ہین اور چشمۂ رحمت کالج کے پرنسپل ہین جہان درس بھی دیتے ہین۔ ذکی اور قابل و ہوشیار ہین۔ تالیف و تصنیف کا بھی شوق ہے تصریح کا حاشیہ لکھا ہے اور سُنا ہے کہ بزبان اردو نحو مین ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے جو الہ آباد کے امتحان مولوی مین داخل نصاب ہوگیا ہے۔ آپ کا عقد آپ کی خالہ زاد بہن دختر مولوی محمد بقا عبد السلام بن مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم سے ہوا جنسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی خورد سال اسوقت موجود ہین لڑکے کا نام عصمت اللہ ہے خدا زندہ و سلامت رکھے اور صاحب علم و عمل کرے۔ اس سال ایک اور لڑکا تولد ہوا ہے جسکا نام عزت اللہ ہے۔ ۱۳۴۳ھ

اولاد ملا سعید

مولوی احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ کا ذکر حرف الف مین گذر چکا

مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ پڑھنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ ضعف دماغ لاحق ہوگیا۔ عقد آپ کا مولانا ظہور الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو صاحبزادیان تولد ہوئین آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ انتقال آپ کا ۲۲ رجب ۱۲۸۳ھ کو ہوا۔ آپ کی ایک دختر یعنی زوجۂ مولوی فخر الدین صاحب کا لاولد ۱۲۹۷ھ مین انتقال ہوا اور دوسری دختر یعنی زوجۂ مولوی عبد الوہاب بن ملا عبد الرحیم کا ۱۲۸۷ھ مین ایک صاحبزادی چھوڑکر انتقال ہوگیا۔

مولوی علی محمد بن ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولوی خادم احمد بن ملک العلما ملا حیدر سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے فقہ مین زبردست قوت علمیہ تھی ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل مین وعظ فرماتے تھے نہایت

محتاط اور متقی و پرہیز گار تھے غیر طیب مال پر کبھی توجہ نہ فرماتے میرے والد ماجد اپنا چشم دید
واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ علی محمد بھائی پر تین فاقہ ہو چکے تھے اور کھانے کو کچھ نہیں
ملا تھا بھائی صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے دروازہ پر آواز دی مین باہر نکلکر گیا
ایک صاحب دروازہ پر موجود تھے اُنھون نے مجھ سے کہا کہ مولانا علی محمد صاحب کو بھیجدو
مین نے اندر جا کر بعد ختم نماز عرض کیا مولانا باہر آئے مین بھی ہمراہ تھا اُس شخص نے پانچروپیے
نذر کیے۔ مولانا نے شکریہ ادا کرکے رکھ لیے جب اندر واپس جانے لگے دفعتاً کچھ خیال آیا پھر
واپس آکر نذر دینے والے صاحب کو آواز دیکر واپس بلایا اور اُنسے کہا کہ بھائی معاف
کرنا مجھے یاد نہیں رہا تھا یہ پوچھنا بھول گیا کہ یہ روپیہ تمھارے مشکوک مال سے تو نہیں ہے
(یہ صاحب سود کا بھی کاروبار کرتے تھے اور عام طور پر لوگ انکو جانتے تھے) اُنھون نے
عرض کیا کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو مین عرض بھی نہ کرتا سچ یہ ہے کہ روپیہ جہانتک مجھکو خیال
ہے میرے مشکوک ہی مال مین سے ہے مولانا نے بعد معذرت کے ساتھ روپیہ اُنکو
واپس کیا اور شکر کے طور پر فوراً سجدہ مین گر پڑے اور گو مجھکو ایسی حاجت کے وقت مین
اُنکے روپیہ نہ لینے سے تکلیف ہوئی مگر خود مولانا پر اسکا اثر نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ
صاحب واپس آئے اور پھر آواز دی مولانا باہر آئے تو اُنھون نے دس روپیہ نذر کیے
اور عرض کیا کہ مین قرض لیکر آیا ہون اور ادائے قرض بھی اپنے غیر مشکوک مال سے کرونگا
یہ آپکی نذر ہے یہ صاحب زار وقطار روتے تھے اور خود مولانا پر بھی رقت طاری تھی اُسکے
بعد سے اُن صاحب نے سود کا کاروبار ترک کر دیا مولانا کو جب عسرت نے بہت تنگ
کر دیا تو کلکتہ تشریف لیگئے وہان سیٹھ محمد زکریا اور حاجی وحد نانے بہت عزت کی اور
مولانا کی عسرت پر نظر کرکے اُنھون نے مولانا کو آمادہ کیا کہ آپ بڑی مسجد مین اس جمعہ کو
وعظ فرمائین مولانا نے اسکو منظور کیا کلکتہ مین میمن قوم کا دستور تھا اور شاید اب بھی عیدین
مین دستور ہے کہ بعد وعظ تمام سیٹھ بقدر حیثیت واعظ کی خدمت کیا کرتے ہین اس ذریعہ سے
حاجی زکریا کا خیال ہوا کہ مولانا کو تین چار ہزار روپیہ ملجائیگا اور اسکے لیے حاجی زکریا
نے اپنی قوم کے لوگون کو خاص طور پر آمادہ بھی کیا تھا مولانا جب وعظ کہنے کیلیے ممبر پر گئے

تو دفعتاً حاجی زکریا کو کچھ خیال ہوا اور انھون نے مولانا سے کان مین کہا کہ آپ سود کے
متعلق کچھ بیان نہ فرمائیے گا کیونکہ یہان کے بڑے بڑے سیٹھ سودی کاروبار کرتے ہین وہ
ناراض ہوجائینگے ۔ مولانا نے وعظ شروع فرمایا اور اول سے لیکر آخر تک سود خوار و نکے
متعلق وعیدین اور سود خواری کی برائی بیان کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر سیٹھ اٹھکر چلے گئے
اور عوام ہی کا مجمع باقی رہگیا اور مولانا کو دو تین صاحبون کے سوا اور کسی سے کچھ نہ ملا
جاے قیام کی واپسی پر حاجی زکریا نے بطور شکایت کہا کہ آپنے خوب میرے کہنے کا خیال
کیا مولانا نے کہا کہ جسوقت مین ممبر پر گیا ہون میرے حاشیۂ خیال مین بھی سود کے متعلق
بیان کرنا نہ تھا مگر جب آپنے مجھسے کہا تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا میرے واسطے یہ جائز ہو سکتا
ہے کہ مسلمانون کو ایک امر حرام مین مبتلا پاؤن اور محض اپنی منفعت دنیاوی کیلیے تلقین حق
نہ کرون میرے دل نے اسکو گوارہ نہین کیا غرض مولانا وہان سے واپس آکر وطن مین اپنے
مشاغل علمیہ مین بدستور مصروف ہوگئے یہانتک کہ ۲۰ رمضان شریف ۱۲۸۸ھ مین
بروز چہارشنبہ بمرض ہیضہ وفات پائی آپ کی تصانیف مین علاوہ کتب درسیہ پر تعلیقات کے
چشمہ فیض اور ہدایت النسوان دو رسالہ یادگار ہین ۔ عقد آپ کا مولوی غضنفر بن ملک العلما
ملا حیدر کی صاحبزادی سے ہوا تین صاحبزادے چھوڑکر ۲ شعبان ۱۲۸۸ھ مین انکی بیوی
صاحبہ نے بھی وفات پائی ۔ صاحبزادون کے نام یہ ہین اول مولوی محمد ابراہیم صاحب
جنکا ذکر اوپر ہوچکا دوسرے مولوی عبد الباقی صاحب تیسرے مولوی عبد الہادی صاحب
مولوی محمد عبد الباقی بن مولانا علی محمد مذکورہ بالا ۔ فرنگی محل کے خاندان مین اسوقت
سب سے بڑا اور عالی سند رکھنے والا یگانۂ دہر عالم شرف کیلیے یہ کیا کم ہے کہ ۲۶ سال سے
آرامگاہ آقاے دو عالم مین افضل الکتب بعد کتاب اللہ بخاری کا درس دیتے ہین
ہزارون باشندگان ہند و عرب و عجم سلسلۂ تلمذ مین داخل ہوے اور داخل ہوتے ہین ۔
باوجود سخت تہی دستی دیار محبوب سے فراق گوارہ نہین ۔ آپ ۸ ارجب ۱۲۸۶ھ کو پیدا
ہوے والد ماجد اس دریتیم کو ۲ سال کی عمر مین چھوڑکر وفات پاگئے اور چار سال کی عمر
مین والدۂ ماجدہ بھی وفات پاگئین بڑے بھائی مولوی ابراہیم صاحب کے سایۂ عاطفت مین

پرورش شروع ہوئی۔ حافظ جعفر علی (المتوفی ۱۶ رجادی الاول ۱۲۹۹ھ یوم شنبہ) سے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا ۱۱ رسال کی عمر مین اتمام کو پہونچایا کتب درسیہ کا کچھ حصہ مولانا عبدالوہابؒ بن مولانا عبدالرزاق صاحبؒ سے پڑھا اور شرح وقایہ اور رشیدیہ اور سراجیہ و شریفیہ اور قطبی مع میر شرح تہذیب اور بعض دیگر کتابین حضرت مولانا عبدالحیؒ سے پڑھین اور معقولات کا زیادہ حصہ اور کچھ کتب منقول مولانا فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور اکثر منقولات اور بقیہ معقولات استاذ الاساتذہ مولانا محمد عین القضاۃؒ سے پڑھین اور بیضاوی اور ہدایہ مولانا محمد نعیم بن مولانا عبدالحکیم سے پڑھا اور کتب حدیث حضرت مولانا عبدالرزاق رح سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ مولانا ہی سے صفر ۱۳۰۷ھ مین چند یوم مولانا کی وفات سے پیشتر پڑھا مولانا نے اجازہ بھی تحریر فرماکر عنایت فرمایا رجب ۱۳۱۰ھ مین سفر حج فرمایا اور علماے حرمین سے حدیث پڑھکے سند حدیث حاصل کی پھر ۱۳۱۲ھ مین سفر حج فرمایا آخر بار ۱۳۲۱ھ مین سفر حج فرمایا اور بعد حج مدینہ المنورہ مین قیام کرلیا جہان ابتک خدمت علم فرما رہے ہین۔ وطن مین جبتک قیام رہا سلسلہ تدریس و تالیف جاری رہا کثرت سے لوگ آپ کے تلامذہ مین داخل ہوے حضرت استاذ رح نے اکثر حصہ کتب کا آپ سے پڑھا۔ مین نے بھی بعض ابتدائی کتب نحو وصرف و منطق مولانا سے پڑھی ہین۔ مولانا کے تصانیف بہت ہین جنمین سے بعض ناتمام ہین اب مدینہ منورہ مین بھی سلسلہ تالیف جاری ہے حاشیۂ توضیح تلویح ناتمام ہے تکملہ خیر العمل حسرۃ الفحول بوفاۃ نائب الرسول والارشاد فی الاوراد ان کتب سے مین نے بھی نفع حاصل کیا ہے حاشیہ توضیح تلویح بیمثال اور نہایت مفید ہے حاشیۂ نور الایضاح یہ حاشیہ اُس زمانہ مین تالیف کیا تھا جب مولانا عبدالحیؒ سے شرح وقایہ پڑھ رہے تھے التعلیق المحمود حاشیۂ سنن ابی داؤد یہ ناتمام ہے زبدۃ الخصائل شرح عمدۃ الوسائل سلوک مین نور العینین فی تقبیل الابہامین عند ذکر الشہادتین فک الوہم والشک عن صوم یوم الشک اور رسالہ حلیہ شریف رسالہ ذکر شہادت سبط اصغر رضی اللہ عنہ الجواہر العبقریہ لزیارۃ المصطفویہ اور شرح رسالہ غوثیہ اور رسالہ فی صلوۃ الجنائز فی المسجد رسالہ فی جواز السماع رسالہ فی مسئلۂ علم الغیب رسالہ فی سدل الثوب رسالہ فی تحقیق

بیعت مولانا انوار الحق قدس سرہ ان تصانیف کا حال مجھکو معلوم ہے مدینہ منورہ مین جو تالیفات
کا سلسلہ ہے اُسکی مجھکو خبر نہین ہے ایک کتاب تصوف مین چھپوا کر آپنے فرنگی محل بھجوائی
تھی جسکا نام المنح المدنیہ ہے آپ کا خط بھی نہایت پاکیزہ ہے نسخ و نستعلیق بہت خوب
تحریر فرماتے ہین۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق سے ہوا اور اجازت ارشاد
بھی پیر و مرشد سے حاصل ہے اور صاحبزادگان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ نے بھی حاضری
بغداد شریف کے وقت اجازت عطا فرمائی ہے۔ عقد آپ کا حضرت مولانا عبد الوہاب
صاحب کی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی بیوی صاحبہ فرنگی محل مین
ہین۔ سُنا ہے کہ مولانا نے دوسرا اور تیسرا عقد مدینہ منورہ مین کیا ہے اُنسے اولاد ہوئی تھی
مگر زندہ نہ رہی۔ خداوند تعالے آپ کے سایۂ عاطفت کو ہم سبھونکے سر پر تا دیر قائم رکھے۔

مولوی عبد الهادی بن مولوی علی محمد مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ اپنے بڑے
بھائی مولانا عبد الباقی اور ملا فضل اللہ صاحب اور ملا انعام اللہ صاحب اور مولانا
عین القضاۃ صاحب سے پڑھین۔ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین ایک زمانہ تک سلسلہ تدریس
جاری فرمایا متعدد بار حج و زیارت سے شرف اندوز ہوے شیوخ حرمین سے اجازت حدیث
حاصل فرمائی۔ عرصہ دو سال کا ہوا کہ سہ بارہ حج و زیارت کیلیے تشریف لیگئے اور دو سال
تک مدینہ منورہ مین اپنے بھائی صاحب کے پاس مقیم رہے اور وہان شیخ سنوسی اور دیگر
کبار سے سند حدیث و اجازت سلاسل حاصل کی سال گذشتہ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مین
وطن واپس تشریف لائے اور فیض رسانی خلق مین مصروف ہین۔ بیعت آپ کو حضرت
مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تجدید بیعت اور اجازت حضرت مولانا عبد الوہاب
رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آپکے تصانیف حسب ذیل ہین۔ احسن العمل بتراجم علماے
فرنگی محل۔ رسالہ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ موسوم بفصل الخطاب والالم۔ مجربات عثمانیہ
اعمال مین۔ وظائف قادریہ اوراد مین۔ فضائل غوثیہ ذکر حضرت غوثیت قدس اللہ سرہ
مین۔ رسالہ موسوم بہ التوسل در انشراح الصدر باسامی اہل بدر۔ رسالہ ذکر معراج شریف
حواشی شرح جامی۔ حواشی اخوان الصفا۔ حواشی مختصر المعانی وغیر ذالک۔ عقد آپ کا محلہ

[illegible] وفات پائی [illegible]

ودوگا دان مین سید احمد حسن بجنوری کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی محمد حمید عبد اللہ
اور تین صاحبزادیان بقضا یہ موجود ہین بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نور اللہ بن مولوی محب اللہ
بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد رفیع الدین بن شیخ
قیام الدین بجنوری الاصل سے ہوا تیسری لڑکی خرد سالہ ہے۔

مولوی محمد حمید عبد القدیر بن مولوی عبد الهادی صاحب بن مولوی علی محمد مذکورۂ
بالا۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم کیجانب قدم اُٹھایا ہی تھا کہ اپنے والد کے ساتھ سفر حج مین چلے
گئے اور دو سال تک اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ مین اپنے چچا کے پاس مقیم رہے
واپس آکر عـه تحصیل علم مین مصروف ہین۔ اس سال آپ کا عقد آپ کی ماموں زاد بہن دختر
سید ذاکر حسین بجنوری کے ساتھ ہوا ہے۔

مولوی محمد عظیم عرف مولوی بشیر بن مولوی ابراہیم بن مولوی علی محمد مذکورۂ بالا
کتب درسیہ آپنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور چچا اور دیگر اساتذہ سے
پڑھین۔ حدیث کی اجازت علمائے حرمین سے حاصل کی نہایت خوش لہجہ قاری ہین قرأت
آپنے مکہ معظمہ مین حاصل کی ایک عرصہ تک مقیم وطن رہے اسکے بعد کلکتہ کی بڑی مسجد مین
امام مقرر ہوے دو سال تک وہان قیام کیا اب حیدرآباد مین مقیم ہین اور سرکار نظام سے
تنخواہ مقرر ہوگئی ہے بالطبع فیاض واقع ہوے ہین روایات قدیمہ کے حامل ہین۔ عقد
آپ کا تمبور ضلع سیتاپور مین شیخ باقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ
مولوی محمد مقیم موجود ہین جو اپنی والدہ کے ساتھ تمبور مین رہتے تھے اب بمبئی چلے گئے ہین
انکا ذکر آگے آویگا۔

مولوی علیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید
بن قطب شہید۔ تحصیل علم آپنے غالبًا اپنے چچا ملا مبین سے اور اپنے بڑے بھائی مولانا
ولی اللہ سے کی اور فارغ التحصیل ہوے عالم و فاضل ذکی ذہین تھے۔ تدریس کا سلسلہ
شروع فرمایا۔ کچھ زمانہ تک اپنے بڑے بھائی کے ساتھ باندہ کے اطراف مین رہے کہ
کہ ناگاہ عالم شباب مین مرض دق مین مبتلا ہوگئے بند لکھنڈ سے مریض واپس ہوے ہر چند

عـه [illegible]

معالجہ کیا گیا مگر سود مند نہوا بالآخر لاولد انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولانا نورالحق بن مولانا انوارالحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنکی وفات شوہر کی وفات کے عرصہ کے بعد ۱۳۰۸ھ مین ہوئی۔

مولوی عتیق اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ

مذکورۂ بالا۔ ولادت آپ کی ۲۲ صفر ۱۲۷۰ھ مین ہوئی کتب درسیہ پڑھنا شروع کیے تھے کہ فکر ملازمت لاحق ہوئی اور حیدرآباد تشریف لیگئے اور وہان ۱۳۰۱ھ مین بمرض ہیضہ اپنے عقد سے صرف دو ہفتہ کے بعد وفات پائی آپ کا عقد جگور مین دختر شیخ برکت علی صاحب قدوائی سے ہوا تھا۔ بیوہ لاولد اب تک حیات ہین۔

مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورۂ بالا۔ آپنے اپنے بھائی اور والد ماجد سے کتب درسیہ پڑھے نوبت تدریس نہیں آئی تحصیل معاش کیجانب توجہ فرمائی اور رسٹرا ضلع غازیپور مین بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے وہان ہی ۱۱ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ کو انتقال کیا۔ عقد آپ کا آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ کیساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی فصیح اللہ جنکا ذکر آگے آویگا اور چار صاحبزادیان یادگار باقی رہین۔ انہین سے ایک صاحبزادی کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی عبد اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جنسے اولادین ہوئین مگر زندہ نہین رہین ان صاحبزادی کا لاولد انتقال ہو گیا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد میرے چچا مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا یہ بھی ۱۳۱۳ھ ہجری مین لاولد انتقال کر گئین تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی عبادالحق بن مولوی نظام الحق نبیرۂ مولانا نورالحق کے ساتھ ہوا جو ۱۳۱۹ھ مین وفات پا گئین۔ چوتھی صاحبزادی کا عقد مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا جو بفضلہ حیات ہین یہ دونون صاحب اولاد ہین جیسا کہ انکے شوہرونکے حالات مین مذکور ہے۔

مولوی عبد اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورۂ بالا

کتب درسیہ جناب مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور دیگر علما سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے تھوڑے عرصہ تک وطن مین سلسلہ تدریس جاری رکھا اسکے بعد مونگیر مین مدرس مقرر ہوئے

وہان عرصہ تک خدمت علم فرماتے رہے اور وہین ۱۳۰۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا پہلا عقد وطن مین آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی عظیم اللہ مذکورۂ بالا سے ہوا جو لاولد شوہر کی وفات کے چند دن بعد ۱۳۰۵ھ مین وفات پا گئین۔ دوسرا عقد آپ نے مونگیر مین کیا جس سے دو صاحبزادے اسداللہ اور برکت اللہ اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین دونون صاحبزادیان لاولد فوت ہوئین صاحبزادے بقید حیات مونگیر مین مقیم ہین اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین انکے زیادہ حالات کا مجھکو علم نہین ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب نے تیسرا عقد بھی مونگیر مین کیا تھا جو لاولد فوت ہوئین۔

مولوی عیسےٰ بن مولوی محمد یوسف بن مولوی اسحاق بن ملا محب اللہ بن ملا عبدالحق تحصیل علوم اپنے جد امجد ملا اسحاق سے کرکے فارغ التحصیل ہوے جیسا کہ مولانا اسحاق صاحب کے حالات مین ذکر ہو چکا ہے جب آخر عمر مین مولانا معذور ہو گئے تو مولوی عیسےٰ ہی اپنے دادا کیطرف سے فتوے تحریر فرمایا کرتے تھے اپنے دادا کی حیات ہی مین انکے قائم مقام عدالت دیوانی مین مقرر ہو گئے آخر عالم شباب مین ایک صاحبزادہ مولوی محمد یعقوب اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی محمد امین بن ملا معین بن ملا مبین چھوڑکر بمرض ہیضہ ۳ ربیع الثانی ۱۲۴۹ھ مین وفات پائی۔ آپ کا عقد اولاً سید مرتضےٰ بجنوری کی صاحبزادی سے ہوا جو صاحب اولاد ہوئین بعد انکی وفات کے دوسرا عقد مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد فوت ہوئین۔ مولوی عیسےٰ صاحب، صاحب تدریس تھے۔ نہایت خوش خلق اور منکسر المزاج تھے جو آپ سے ملتا وہ خوش ہوتا۔ اپنا وقت تدریس و مطالعۂ کتب مین صرف فرماتے۔ علم طب بھی حاصل کیا تھا۔ آپ کے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق بن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید۔ بعد حفظ قرآن آپ نے کتب درسیہ کی تحصیل ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہم سے کی بعد ختم کتب نوبت تدریس تعین آئی تھی کہ عالم شباب مین ۲۸ صفر ۱۲۹۲ھ کو انتقال ہو گیا۔

آپ کا عقد مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادے مولوی نصیر الحق چھوڑ کر اپنے شوہر کے روبرو ۱۲۹۱ھ میں وفات پاگئیں۔ مولوی نصیر الحق صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی عبد الحق بن مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق مذکورہ بالا۔ حفظ قرآن کر رہے تھے کہ بخار میں مبتلا ہوے جسنے لزوم اختیار کر لیا آخر اسی مرض میں اپنے والد کے روبرو قریب جوانی میں انتقال کیا۔

مولوی علاؤ الدین احمد بن مولانا انوار الحق بن حضرت مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ مولانا انوار الحق صاحب کی پہلی بیوی سے دوسرے صاحبزادے تھے۔ تحصیل کتب والد ماجد اور اپنے چچا ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق سے کی۔ اور پھر اپنے چچا کے ہمراہ بوہار جاکر ختم کتب بحر العلوم مولانا عبد العلی سے کیا علامۂ روزگار فاضل یگانہ ہوے بعد فراغت کتب درسیہ وطن واپس ہوے اور والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی اور اذکار و اشغال کی بھی اپنے والد ماجد سے تعلیم پائی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا کچھ دنوں کے بعد تلاش معاش کے سلسلہ میں بنگالہ ہوتے ہوے مدراس تشریف لیگئے اور اپنے استاد اور خسر مولانا بحر العلوم کے پاس قیام کیا۔ اور سلسلۂ درس و تدریس شروع کیا۔ مولانا بحر العلوم اپنے شاگرد اور داماد سے بہت زائد خوش ہوے اور اجازت سلاسل مرحمت فرمائی۔ مولانا کی حیات تک مولانا اور علم کی خدمتگذاری میں مصروف رہے۔ بعد وفات مولانا بحر العلوم نواب مدراس نے مولانا علاؤ الدین کو مولانا بحر العلوم کا قائم مقام کرکے مدرسہ میں مقرر کر دیا اور مولانا بحر العلوم کا سرکاری خطاب ملک العلما بھی مولانا علاؤ الدین کو عطا کیا نہایت اعزاز اور احترام سے مولانا نے مدراس میں بسر کی بالآخر ۸ رشوال ۱۲۴۲ھ میں مدراس ہی میں وفات پائی اور مولانا بحر العلوم کے پہلو میں دفن ہوے۔ آپ کی تصانیف میں مشہور شرح فصول اکبری کی اور حواشی پر میر زاہد شرح مواقف موجود ہیں۔ آپ کا عقد دختر حضرت بحر العلوم سے ہوا۔ تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے مولانا جمال الدین صاحب

یادگار چھوڑے۔ مولانا علاؤالدین کی ایک صاحبزادی مفتی محمد صغیر بن مفتی احمد ابوالرحم بن مفتی یعقوب صاحب کو منسوب تھین یعنے والدۂ مفتی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسری صاحبزادی مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کو منسوب ہوئین۔ جنسے صرف ایک لڑکی یادگار ہیں تیسری صاحبزادی ملا عبدالواجد بن ملا عبدالاعلی بن مولانا بحرالعلوم کو منسوب ہوئین۔ ان سب کے اولاد ہین جنکا ذکر اپنے اپنے موقع پر آ ہوا ہے مولانا جمال الدین کے حالات مین اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آپکے ایک ہی صاحبزادے مولانا عبدالرزاق تھے۔

حضرت مولوی عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین بن مولانا علاؤالدین مذکورۂ بالا۔ ولادت شریف ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ مین مولانا انوار الحق کے انتقال سے چار ماہ بعد ہوئی۔ اسم گرامی حضرت مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق نے محمد رکھا۔ مولانا نور کریم دریابادی مرید حضرت مولانا انوار الحق نے حضرت سید السادات قدس سرہٗ کو خواب مین دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ میان جمال کے لڑکا ہوا ہے تم جاکر وہان کہو کہ اسکا نام میرے نام پر رکھین۔ اسوقت سے اسم گرامی عبدالرزاق قرار پایا۔ تسمیہ حضرت مولانا محمد احمد نے پڑھایا۔ ابتدائی کتب مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا نور کریم دریابادی سے پڑھین پھر متوسطات سے کتب درسیہ اپنے پھوپھا مفتی محمد اصغر بن مفتی ابوالرحم سے پڑھین تکمیل و فاتحۃ الفراغ پھوپھی زاد بھائی مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی محمد اصغر سے کیا۔ آپ اور مولانا عبدالحی صاحب کے والد ماجد ہمدرس تھے بعد تکمیل آپ کو اپنے والد ماجد مولانا جمال الدین کے پاس مدراس جانا پڑا۔ اور وہان عرصہ چار سال تک قیام کیا اور اپنے والد اور شاہ محمد تمر مدراسی رحمۃ اللہ علیہ سے سلاسل چشتیہ اور سلاسل بحرالعلوم کی اجازت حاصل ہوئی۔ یہ اجازت بلا آپکے طلب کے شاہ محمد تمر مدراسی نے حضرت بحرالعلوم کے رویا مین حکم کیوجہ سے عطا کی۔ وطن کی واپسی پر آپنے اپنے ماموں حضرت مولانا عبدالوالی بن مولانا ابوالکرم نواسہ و خلیفہ حضرت مولانا انوار الحق کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت و خلافت مرشد سے

مرحمت ہوئی۔ اور کتب تصوف وسلوک پیر ومرشد ہی سے پڑھیں۔ علم حدیث مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد ملیح آبادی شاگردان حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وشاگرد مفتی ظہور اللہ اور شیخ ملا محسن بن بدر مدنی سے حاصل کیا۔ بعد تکمیل سلسلۂ تدریس و تالیف میں مصروف ہوئے۔ بعد بیعت زیادہ تر علوم شرعیہ کا درس فرماتے اور خاصکر فقہ و حدیث کی جانب خاص توجہ عالی تھی۔ ملکہ حفظ بہت زائد تھا۔ آپ کے تصانیف اکثر بغیر مراجعت کتاب صرف یاد و حفظ پر ہوتے اور سوائے شاذ و نادر سہو کے کہیں پر سہو نہوتا۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ عمدۃ الرعایہ میں مولانا کا حال تحریر فرمایا ہے:۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بچپنے سے تقوے وطہارت زہد وعبادت کے اسقدر واقعات خود میں نے ثقات کی زبان سے سنے ہیں کہ انکا قدر مشترک متواتر ہے۔ انہیں سے وہ لوگ بھی تھے جو حضرت مولانا کے سلسلۂ ارادت میں نہ تھے۔ بلکہ بعض تو ایسے لوگ بھی تھے جو مولانا سے رنجش رکھتے تھے۔ میرے بڑے بھائی جو مولانا سے بیعت رکھتے تھے بہت کثرت سے حضرت کا ذکر فرماتے تھے۔ میرے والدین میں سے کوئی بھی حضرت کے سلسلۂ ارادت میں داخل نہ تھے اور میری دادی جو اپنے جد امجد کی مرید تھیں اور حضرت مولانا سے عمر میں بڑی تھیں یہ سب کے سب حضرت مولانا کے مداح اور انکے زہد و تقوے کے بیحد معترف تھے۔ میں یہاں پر وہ چند واقعات مولانا کے حالات کے متعلق لکھتا ہوں جو خود میں نے معتبر لوگوں سے سنے ہیں اور جنکی صحت کا مجھکو یقین ہے۔ اور غالباً انہیں سے اکثر ملفوظات میں ہونگے۔ میری دادی صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ بھیا عبدالرزاق بچپنے سے اسقدر بزرگ تھے کہ ہم لوگونکو جمع کرتے اور کہتے کہ ہم وعظ کہینگے تم سب سنو اور کوئی چیز ممبر کیطرح لاکر اسپر کپڑا بچھاتے اور فرماتے کہ اللہ فرماتا ہے کہ نماز پڑھو وغیرہ وغیرہ کبھی بھی میں نے انکو ایسے کھیلوں کے سوا دوسرے کھیلوں میں مصروف نہیں دیکھا۔ فرماتی تھیں کہ اکثر اوقات جمال چچا (مولانا جمال الدین) کے یہاں سے خرچ نہ آتا اور کھانے پینے کی سخت تکلیف ہوتی مگر بھائی عبدالرزاق باوجود صغر سنی کے کبھی خرچ کیلیے ضد نہ کرتے اور باوجود فاقہ ہملوگوں سے چھپاتے۔ میری

والدہ جو فتحپور کی تھین اور حضرت حافظ شاہ محمد سلطہ خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتی
تھین۔ حضرت مولانا سے اسقدر اعتقاد رکھتی تھین کہ جب کبھی مشکلات مین مبتلا ہوتین
حضرت سے حل مشکل کی التجا کرتین اور مشکل حل ہو جاتی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ
سخت علیل ہوے اور کوئی مرض اطبا کی سمجھ مین نہین آتا تھا۔ برابر ضعف بدن مین بڑھ
رہا تھا بظاہر غفلت ہر وقت طاری رہتی تھی غذا و دوا حلق سے نہین اترتی تھی چالیس دن
تک یہی کیفیت رہی ہر شخص آپ کی حیات سے مایوس تھا ہزارون اشخاص غنیمت سمجھکر
بیعت مین داخل ہورہے تھے۔ میری والدہ اُس زمانہ مین فیض آباد مین میرے والد ماجد کے
پاس مقیم تھین۔ جب حضرت مولانا کی حالت اُنکو مسموع ہوئی میرے بڑے بھائی کو لیکر
حاضر خدمت ہوئین اور بڑے بھائی صاحب موصوف کو حضرت کی بیعت مین داخل
کرایا۔ ایک مرتبہ میری والدہ فیض آباد مین علیل ہوئین وہان کافی علاج ہوا کسیطرح
فائدہ نہ ہوا لکھنؤ حضرت کی خدمت مین علاج کی غرض سے حاضر ہوئین حضرت نے پہلے دیگر
اطبا کیطرف رجوع کرنے کو ارشاد فرمایا جب ہرطرح مایوسی ہوئی تب حضرت سے عرض
کیا کہ آپ ہی علاج فرمادین۔ مین کسی دوسرے کا علاج نہ کرونگی۔ سب اطبانے دق
تجویز کی تھی آپنے فرمایا کہ اچھا اُس سے کہو کہ وہ بیسنی روٹی جسقدر گھی لگاکر ہوسکے
بالائی کے ساتھ کھایا کرے۔ چند ہی یوم مین فائدہ معتد بہ حاصل ہوا اور مہینہ بھر مین صحت
کلی حاصل ہوگئی۔ میرے والد اکثر مولانا کے واقعات جنمین کرامات نہین ہوتے تھے
بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ مین ممانی کے پاس (حضرت کی زوجہ) بیٹھا
تھا کہ اُس اثنا مین نماز کیلیے حضرت کوٹھے پر سے نیچے تشریف لائے ممانی صاحبہ نے
مجھ سے فرمایا کہ اپنے مامون سے کہو کہ خرچ بالکل نہین ہے بنیے کا پانچ روپیہ قرض ہوگیا
ہے اب آیندہ شاید وہ جنس نہ دیوے اور میرے پاس ڈوپٹہ بھی نہین ہے دس روپیہ
ہون تو قرضہ ادا ہوا ور جنس آئے اور میرے کپڑے بنجائین۔ حضرت مولانا سے جب
مین نے عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کہان ہی خدا سے کہو۔ ممانی صاحبہ نے
فرمایا کہ مین کیون کہون خدانے تو مجھکو تمھارے حوالہ کیا ہے تم کہو۔ حضرت مولانا سنکر

ساکت ہوگئے باہر تشریف لیگئے مین نماز کی غرض سے پیچھے پیچھے ساتھ ہولیا کمرۂ حضرت
مولانا انوار الحق تک گیا تھا کہ ناگاہ ایک صاحب سامنے آئے اور حضرت مولانا سے سلام
کرکے مصافحہ کیا اور کچھ روپیہ نذر کیا اور بغیر کوئی بات کہے ہوے اُلٹے پیر واپس ہوے
حضرت مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ یہ روپیہ لو اور اپنی حمائی کو دیدو اور کہو کہ دیکھو میرے
خدا نے بھیجدیے مین نے گنے تو پورے دس روپیہ تھے دینے والے صاحب کو مین بالکل
نہین پہچانتا تھا اور مجھکو یقین تھا کہ مولانا سے بھی اُنسے سابق کا تعارف نہ تھا۔ مولوی
عبدالعزیز صاحب جو حضرت مولانا کے مرید و خلیفہ تھے اُنکے سامنے ایک دن ایک
صاحب حضرت مولانا کے کرامات عجیبہ مجھ سے بیان کررہے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو مولوی
عبدالعزیز صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان سب باتون کو صحیح سمجھتے ہو مین نے
کہا کہ نہین پھر مولوی عبدالعزیز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم تو مولانا کی خدمت مین بہت
کثرت سے حاضر رہے مگر ہم نے کبھی ایسی عجیب باتین نہین دیکھین ہم نے جو دیکھا وہ ان سب
کرامتون سے بہت بڑھی ہوئی کرامتین ہین جب مولانا بیمار تھے (جس بیماری کا اوپر ذکر
ہوچکا ہے) تو دن بھر غفلت رہتی تھی دن کو نماز کے واسطے جب ہم لوگ ہوشیار کرتے
تو بمشکل ہوشیار ہوتے اور نماز ادا فرماکر پھر غافل ہوجاتے۔ شب کو مین اور جناب مولوی
احمد سعید صاحب مرحوم اور مولوی ابراہیم صاحب خدمت کیلیے حاضر رہتے۔ حضرت
کو غافل پاکر پلنگ کے پاس سب سو رہتے۔ جب نصف شب گذرجاتی دفعتہ حضرت مولانا
خودبخود جاگتے اور نام لیکر ہم مین سے کسی کو پکارتے ہم سب جاگ جاتے فرماتے کہ وضو
کراؤ۔ ہم وضو کراتے حضرت نماز تہجد پڑھتے اور اُسکے بعد لیٹ کر تادم صبح برابر ذکر و شغل
مین مصروف رہتے۔ چالیس دن تک یہی دیکھا تاکید تھی کہ تیمم نہ کرانا وضو کرایا کرو اسی اثنا
مین ایک مرتبہ مولوی عبدالوہاب صاحب آپکے فرزند اور مولوی احمد سعید صاحب وضو
کراتے تھے ہم سب قریب حاضر تھے اتفاقاً پاؤن دھلاتے وقت کسیکو خیال نہین رہا اور
تخلیل اصابع کی سنت سہو ہوگئی فوراً مولوی عبدالوہاب صاحب سے فرمایا کہ ابھی تو زندہ
ہون تم سنت سے مجھکو کیون محروم کرتے ہو۔ مولوی احمد اللہ صاحب بن مولانا نعمت اللہ صاحب نے

تخلیل الاصابع سنۃ عند الفقہاء [illegible]

ایک مرتبہ جبکہ میری عمر بیس سال کی تھی مین نے دریافت کیا کہ آپنے مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے وہ ولی اللہ تھے یا نہین مولوی احمد اللہ صاحب کچھ نوش فرما رہے تھے میرے استفسار پر گردن نیچی کرلی اور تھوڑی دیر ساکت رہے اسکے بعد سر اُٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ مین قطب اور غوث تو جانتا نہین البتہ اتنی بات مین جانتا ہون کہ اُس شخص نے (مولانا کیطرف اشارہ کر کے) باوجود سخت ابتلا اور آزمائش کے بچپن سے لیکر مرتے دم تک کبھی کسی حرام امر کا ارتکاب نہین کیا۔ بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ آزمائش یہ تھی کہ مولانا عنفوان شباب مین ایک مرتبہ سخت علیل ہوے اطبانے تجویز کیا کہ نکاح کے سوا اسکا کوئی علاج ممکن نہین ہے مولانا کی نسبت ملا حیدر کی صاحبزادی سے ہوئی تھی وہ لوگ فوراً نکاح پر آمادہ نہ ہوے آپکے دوستون نے آپ کی والدہ کے اصرار پر آپسے اصرار کیا کہ گھر کی لونڈی سے آپ سردست خفیہ نکاح کرلین تا آنکہ آپ کا عقد ہو جائے اُسکے بعد آپ اُسکو طلاق دیدین۔ آپنے فرمایا کہ طلاق دینے کی نیت سے نکاح کو بعض فقہا و محدثین نے مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ مین کبھی نہ کرونگا والدہ سے جاکر عرض کیا کہ آپکے حکم کی اطاعت فرض ہے مگر اس حکم کی اطاعت سے معاف رکھا جاؤن یہ ممکن ہے کہ مدت العمر کیلیے شادی اُس لونڈی سے کرلون اسکو والدہ نے منظور نہین کیا اور آخر کار پھر مرض نے اسقدر اشتداد کیا کہ لوگ مایوس ہو گئے اسکے بعد مجبوراً آپ کی سسرال والون کو راضی کیا گیا اور نکاح ہوگیا اسکے بعد اللہ نے صحت عطا کی۔ مولانا کے ملفوظات بزبان فارسی مولوی انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ صاحب نے تحریر کیے ہین جسکا نام غنیمۃ النجاۃ ہے اور محب اکرم مولانا الطاف الرحمن صاحب قدوائی نے حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق اردو مین ملفوظ لکھا ہے جسکا نام انوار رزاقیہ ہے جو طبع ہو چکا ہے۔ جسکو حضرت کے مفصل حالات معلوم کرنیکا شوق ہو وہ ان دونون کتابون کو دیکھے۔ حضرت مولانا کو آخر عمر مین نقرس کا مرض بلینے جد امجد مولانا انوار الحق کی اتباع سنت مین لاحق ہوگیا جسکی وجہ سے چلنے پھرنے کھڑے ہونیسے بالکلیہ معذور ہو گئے تھے جہان تشریف لیجانا ہوتا میانہ پر تشریف لیجاتے تھے مسجد و محلہ مین کھٹولہ پر تشریف لیجاتے۔ مولانا کو مختلف سلاسل مین اجازت

عامہ مختلف بزرگان سلسلہ سے تھی۔ جنکا مفصل ذکر حضرت کی مصنفہ کتاب عمدۃ الوسائل و حسن الخصائل
مین ہے۔ حضرت کی وفات شریف بھی عجیب طرح واقع ہوئی۔ اکثر پہلی بیماری کے بعد فرمایا
کرتے تھے کہ اب تمام شدائد نزع روح کے گذر گئے صرف موت ہی باقی ہے۔ ایک دن
تشریف فرما تھے اور ردولی شریف کے ایک صاحبزادے سے حیات النبی کے مسئلہ پر بحث
فرما رہے تھے وہ صاحبزادے کسی طرح قائل نہوتے تھے کہ دفعتہً حضرت نے فرمایا کہ اچھا اب
تشریف لیجائیے مین ذرا اپنے خدا سے نپٹ لون اُسکے بعد طبیعت خراب ہوئی اور تھوڑی
دیر کے بعد وصال ہو گیا۔ وصال ۲۵ صفر ۱۳۰۴ھ دوشنبہ کو دوپہر کے قبل واقع ہوا دفن مغرب کے
بعد اپنے دونون اجداد مولانا انوار و مولانا عبد الحق کے مزارون کے درمیان واقع ہوا
آپ کی بڑی یادگار علاوہ تصنیف اور اولاد کے اذکار میلاد شریف ہین مولانا کے
قبل بہت کم جگہ محافل میلاد شریف ہوتے تھے آپ کے فیض برکت و شغف محبت نبوی نے
اسقدر ان محافل کو ترقی دی کہ اب ہر ہر محلہ مین تقریباً محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے
مولانا جبتک معذور نہ ہوئے ربیع الاول مین شب و روز خود بیان ولادت شریف کرتے۔ ۱۲ ربیع الاول
کو خاص سرور و مسرت ہوتی نئے کپڑے پہننے کی کبھی فرمائش نہ کرتے مگر ربیع الاول کیلیے
مکان کی صفائی کرلتے اور ۱۲ ربیع الاول کیلیے خاص اہتمام سے نئے کپڑے سلواتے اور
۱۲ کو فجر کے وقت غسل کرکے پہنتے مولانا کی اتباع مین اُنکے مکان مین ابتک ربیع الاول کے
مہینہ بھر میلاد شریف اور ربیع الثانی کے گیارہ دن ذکر حضور غوثیت اور محرم کے دس
دن اذکار خلفا و سبطین اور ایام وفات خلفا پر اذکار خلفا ہوتے ہین رضی اللہ تعالے
عنہم اجمعین۔ معرکہ مولانا سید امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ حدیقۃ الشہدا مین مفصل
ذکر ہے مین نے ابتدائے عمر مین یہ کتاب دیکھی تھی اب اُسکے مضامین پورے یاد نہین
ہین جسقدر یاد ہے اُسکا مختصر تذکرہ اس کتاب مین لکھتا ہون۔ بمقام اجودھیا ہنومان
گڈھی مین کوئی مسجد قدیم تھی جسکو اہل ہنود نے کھود ڈالا مسلمانون نے جب شورش کی
تو ہندؤن نے مسلمانون کو شہید کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر جب لکھنؤ پہونچی تو مسلمانون کو
سخت کرب بےچینی ہوئی اور ارادہ جہاد کیا۔ حضرات فرنگی محل مین سے حضرت مولانا عبد الرزاق

اور مولانا المعان الحق اور مولانا حسام الحق اور کسی نام مجھکو یاد نہین (اس مین شریک تھے۔ مولانا امیر علی امیٹھوی شاگرد ملا اسد اللہ بن مولانا نور اللہ رحمہم اللہ علیہم کو امام جہاد مقرر کیا اور اُنکے دست مبارک پر سب حضرات نے بیعت جہاد کی لشکر مرتب ہوکر روانہ ہوا۔ بادشاہ اودھ کیجانب سے بجاے اسکے کہ مسلمانون کی امداد کیجاتی اور ہنودونکو اُنکی بے راہ روی کی سزا دیجاتی رشوت خوار حکام نے اُسلٹے مسلمانون ہی کو ملزوم قرار دیا غرض ایک شورش شدید دیہاتون تک پیدا ہوگئی۔ وزیر مملکت نے کچھ علما و رؤسا کو اسلیے مقرر کیا کہ لشکر کے لوگون کو اور خاصکر علماے لشکر کو سمجھا کر ہم تک ایسا دین ہم تدارک اس واقعہ ہائلہ اجودھیا کا خود کرینگے رعایا کو تکلیف کرنیکی ضرورت نہین ہے جب یہ حضرات لشکر مجاہدین مین پہونچے اور علما سے گفتگو ہوئی۔ مولانا امیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جانب سے مولانا عبد الرزاق اور دیگر علماے فرنگی محل اور بعض دوسرے معززین کو بادشاہ اودھ کے پاس بطور سفارت گفتگو کیلیے روانہ کیا اور خود مہالی یا بانسہ شریف مین قیام کیا یہ حضرات لکھنؤ آے اور علی نقی خان وزیر المما لک سے حضرت مولانا سے گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اولاً وہ عرضی جو مولانا امیر علیصاحب نے بادشاہ کے نام منظوم لکھی تھی پیش کی جسکے جستہ جستہ اشعار مجھکو یاد تھے ایک شعر جو حسب حال ہوگیا ہے حسب ذیل ہے ابتداے عرضی مین بادشاہ کو حضرت سبط اصغر سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کے واقعہ کی یاد دلائی گئی تھی اور یزید علیہ ما یستحقہ کی انجام کار کا حوالہ دیا گیا تھا اُسی ضمن مین یہ شعر مکتوب تھا ؎

میان سال نہ وہ جاہ و احترام رہا ۔۔۔ نہ ملک اُسکا رہا اور نہ شاہ شام رہا

مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت سخت گفتگو ہوئی۔ مولانا نے وزیر سے فرمایا کہ اب لکھنؤ کوفہ ہوگیا ہے۔ وزیر نے کہا تو کیا مین یزید ہون آپ نے فرمایا کہ یزید تو بادشاہ تھا اور آپ وزیر ہی ہین۔ غرضکہ اس سفارت کے نتیجہ مین وزیر نے وعدہ کیا کہ آپ چند دن قیام فرمائین مین بادشاہ سے حکم لیکر فوراً تدارک کرتا ہون اور حیلہ و حوالہ مین ٹالنا شروع کیا۔ شہر کی ناکہ بندی کرا دیگئی تاکہ کوئی شخص نکلنے نہ پاے۔ اور

لشکر شاہی مع انگریزی فوج کے مجاہدین سے لڑنے کیلیے بھیجدیا گیا۔ جسنے ردو دلی شریف کے قریب لشکر مجاہدین سے قتال کیا اور مولانا امیر علی اور انکے ساتھی ۱۲۷۲ھ مین شہید ہوگئے۔ سفارت والے حضرات نے لشکر مجاہدین سے ملنے کی کوشش کی اور لکھنؤ سے چھپکر سندیلہ ہوتے ہوے لشکر مجاہدین سے ملجانے کیلیے روانہ ہوے مگر راستہ مین تھے کہ شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ اور راستے ہر طرف سے بند پاے۔ مجبوراً واپس مکان ہوے۔ حضرت مولانا کی خصوصیات مین سے تھا کہ مدت العمر کبھی برف یا مشین کی بنی ہوئی شکر استعمال نہین کی اور ریل پر کبھی سوار نہین ہوے۔ فرماتے تھے کہ اپنے اختیار سے خود کو کفار کی قید مین دینا کون عقلمندی ہے۔ ایک مرتبہ چیف کمشنر اودھ نے ملنے کی خواہش کی مولانا کے انکار پر جب اصرار شدید ہوا تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ مین نے غدر کے بعد سے کسی کافر حربی کی صورت نہین دیکھی ہے اگر وہ یہان آیا تو مین تبر سے اُسکا سر توڑ دونگا۔ مولانا کے ایک مخلص مرید کی کوشش سے شمس العلما کا خطاب گورنمنٹ سے ملا تھا جسدن اسکی اطلاع آپ کو ملی نہایت سخت غیظ و غصہ تھا یہ معلوم ہوکر کہ فلان مرید کیوجہ سے ایسا ہوا اُنپر شدید عتاب ہوا اور فرمایا کہ وہ مجھکو مُنھ نہ دکھاے مین نے اُسکو بیعت سے خارج کیا۔ بعد کو اُن صاحب نے آکر معذرت کی اور حضرت نے دوبارہ بیعت مین داخل کیا۔ اُسوقت دستور تھا کہ خطاب یافتہ کو تمغہ کے علاوہ عبا بھی ملتی تھی مولانا کے واسطے جب یہ چیزین آئین تو صاحبزادے کو حکم دیا کہ ابھی واپس کرا دُ اُسوقت کے لوگون نے صاحبزادے صاحب سے کہا کہ گورنمنٹ اسکو اپنی اہانت سمجھیگی آپ چھپاکر اسکو رکھ لیجیے ہم مولانا کو حاضری دربار سے مستثنے کرا دینگے اسوقت تک وہ تمغہ موجود ہے مولانا کو اُسکی اطلاع ہونے نہین پائی مدت العمر کسی انگریز سے ملاقات نہین کی۔ مولانا کے تصانیف حسب ذیل ہین۔ حاشیہ شرح وقایہ ناتمام۔ منہج الرضوان فی قیام رمضان۔ کشف الغطا عن امور الاموات۔ رسالہ مقامات صوفیہ کے بیان مین۔ انوار غیبیہ۔ رسالہ سعد بخش۔ رسالہ آداب مطالعہ۔ عمدۃ الوسائل تصوف مین۔ اور اُس کی شرح۔

احسن الخصائل ۱۲ رسائل ذکر ولادت حضرت رسالت مین۔ ایک رسالہ میلاد نبی کا تنشیط العشاق فی احوال النبی المشتاق۔ گیارہ رسائل احوال و سیر حضرت غوثیت مین اور ایک علیحدہ رسالہ حضرت کے ذکر مین۔ چھ رسائل اذکار خلفا و سبطین مین۔ دو رسالے اوقات نماز مین بحساب اصول جدید ریاضی اور مقدمۃ التفسیر اور دو رسالے شرح اسماے حسنیٰ مین۔ ان کے علاوہ اور بھی رسائل ہین جو مرتب نہین ہین ان کتابون کے علاوہ مولانا کا ایک رسالہ حکم طعام نصاریٰ کتب خانہ مین مین نے مرتب دیکھا ہے۔ مولانا کا سلسلہ ارادت بہت وسیع ہوا۔ ہزارون آدمی سلسلہ ارادت مین داخل ہوے فرنگی محل کے اکثر حضرات کو آپ سے بیعت تھی۔ فرنگی محل کے حضرات مین سے اپنی اولاد کے سوا مولوی ابراہیم صاحب اور مولوی عبد الباقی صاحب ابناے مولوی علی محمد صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحب بن مولوی عبد الرحیم صاحب کو اجازت و خلافت بھی مرحمت ہوئی اور ملبوس خاص بھی عنایت فرمایا اور مولوی صمصام الحق کو بھی اجازت عطا فرمائی تھی۔

مولانا کا نکاح مولانا حیدر ملک العلما بن ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے دو صاحبزادیان اور تین صاحبزادے مولانا محمد جنید عبد الباسط مولانا عبد الوہاب مولوی محمد عابد عبد الشکور تولد ہوے۔ ان سب کی وفات عالم شباب مین والدین کے روبرو ہو گئی۔ صرف مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے بعد حیات رہے۔ مولانا کی زوجہ کا انتقال ۷ شعبان یوم دوشنبہ ۱۲۹۶ھ مین ہوا۔ مولانا کی بڑی صاحبزادی مولوی نظام الدین بن مولوی فخر الدین کو منسوب ہوئین جو ایک صاحبزادے کو چھوڑ کر وفات پا گئین اور لڑکے کا بھی چند روز کے بعد انتقال ہو گیا۔ چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی محبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور انھون نے بھی لاولد انتقال کیا۔

مولوی عبد الشکور محمد عابد بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ مذکورۂ بالا نے قرآن شریف حفظ کیا مگر عمر نے وفا نہ کی جوانی کے قریب انتقال ہو گیا۔ یہ مولانا عبد الرزاق کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

مولوی عبدالباسط محمد جنید بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مولانا کے
فرزند اکبر تھے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے پڑھکر فراغت
حاصل کی عالم فاضل ہوے۔ مدت تک سلسلۂ تدریس وطن مین جاری رکھا تنگی
معیشت کیوجہ سے تلاش معاش مین حیدرآباد تشریف لیگئے اور خدمت معتمدی مجلس
وضع قوانین بمشاہرہ چارسو روپیہ ماہوار سپرد ہوئی ایک زمانہ تک وہان قیام کیا اسکے
بعد مبتلاے تپ ہوے مرض نے طول کھینچا وطن واپس ہوے اور اُسی مرض مین شب
۲۱ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ مین انتقال ہوا ولادت بھی ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۵۶ھ یوم چہارشنبہ کو ہوئی تھی
آپکے والد ماجد نے اجازت سلاسل عطا فرمائی تھی۔ آپ کا عقد دختر مولوی خادم احمد
بن ملا حمید سے ذی الحجہ مین ہوا تھا دو صاحبزادیان اُنسے تولد ہوئین ایک نے اپنے والد کے
بعد ناکتخدا انتقال کیا دوسری کا عقد مولوی حبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ
اُنکی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد ہوا جنسے متعدد اولادین ہوئین مگر زندہ نہ بچین۔ بعد کو
اُن صاحبزادی نے بھی شباب مین لاولد انتقال کیا۔ مولانا کے تصانیف مرتب نہین
ہو سکے ایک رسالہ رد اصول نیاچرہ مین اور مختلف تحریرات موجود ہین۔ آپنے اپنا
مجموعۂ فتاوے بھی مرتب کیا تھا۔ میرے والد ماجد بیان کرتے تھے کہ جب مولانا اکرم بن
مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور مین تعطیل مین وطن آیا تو مولانا نعیم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعزیت کیلیے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپنے بڑا صبر فرمایا
مولانا نعیم صاحب نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ بھائی مین نے کیا صبر کیا صبر تو عبدالرزاق
بھائی نے فرمایا کہ سب اولادین جوان وصالح ہوکر مرین اور آپنے صبر ایسا فرمایا
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مولوی عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ حضرت
مولانا کے منجھلے صاحبزادے تھے اسوجہ سے فرنگی محل کی بیبیان آپکو منجھلے میان
کہتی تھین حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپنے من اولہ الیٰ آخرہ اپنے والد ماجد سے
تمام کئے اور اشتغال اوراد و تصوف کی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے پائی والد ماجد ہی کے

حیات مین باعتبار زہد و اتقا و فراست تمام لوگون مین خاص عزت حاصل کر لی تھی سلسلہ تدریس
تالیف بھی جاری رکھا فرنگی محل کے لوگون کے علاوہ دوسرے تلامذہ بھی تھے - مولانا
سیاست علیخانصاحب شاہجہانپوری آپکے تلمیذ رشید اسوقت تک بقید حیات ہین - والد
ماجد کے انتقال کے بعد انکے جانشین ہوئے سلسلہ تدریس اسکے بعد موقوف کر دیا سلسلہ
رشد و ہدایت آخر تک جاری رہا مریدین ابتک کثرت سے زندہ ہین حضرت مولانا عبدالحی
رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد ماجد سے علاوہ قرابت تعلقات محبت اور دوستی بہت زائد
تھے - مین نے بزرگان فرنگی محل مین اسقدر سمجھدار اور صلاح ذات البین کرانیوالا اور اعزا
واقربا کے ساتھ خفیہ احسانات کرنیوالا آپکے زمانہ مین کسی کو نہین دیکھا نہایت متواضع
اور منکسر المزاج تھے - ہر ایک کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آتے - باوجود کثرت خلق کے
رعب و ہیبت اسقدر تھی کہ میرے بڑے بھائی کہتے تھے کہ مین اپنے پیر و مرشد سے
بے تکلف تھا اور اسقدر ڈرتا نہ تھا جسقدر چچا صاحب قبلہ (مولانا عبدالوہاب صاحب)
سے ڈرتا تھا جہان ہم مین سے کسی کو آواز دی بس یہ معلوم ہوا کہ شیر کے سامنے جانا ہے
مین نے خود بھی اسقدر ہیبت و رعب والا کسیکو نہین دیکھا - آپکے تصانیف حسب ذیل ہین
رسالہ جواز فاتحہ مین رسالہ ذکر حضرت غوثیت مین حواشی میر قطبی حواشی توضیح تلویح -
حواشی مثنوی شریف اور ہدایت المؤمنین اور اصاحبہ الضالین (ہر دو ساتھ مین)
بیعت اور اجازت آپکو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی پھر اپنے
والد ماجد کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور اجازت و خلافت حاصل کی اپنے والد ماجد کے
انتقال کے بعد حج و زیارت سے مشرف ہوئے - اور حرمین کے شیوخ حدیث سے اجازت
حدیث حاصل فرمائی - انتقال آپکا ۲ محرم ۱۳۲۳ھ یوم چہارشنبہ کو بوقت پونے چار بجے
بعد ظہر بمرض طاعون واقع ہوا - عرس آپکا آپکے والد ماجد کے عرس کے ساتھ ۲۶ صفر
کو ہوتا ہے یوم انتقال مین گھر پر فاتحہ ہوتا ہے - آپ کا نکاح آپ کی ماموں زاد بہن دختر
مولانا ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادیان اور دو صاحبزادے
مولانا عبدالمرزق اور حضرت استاذ مولانا عبدالباری رحمہما اللہ تعالے پیدا ہوئے -

بڑی صاحبزادی عالم شباب مین جبکہ شادی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور چند ہی دن کے بعد نکاح ہونیوالا تھا بمرض ہیضہ سنہ ۱۳۰۱ھ مین انتقال فرما گئین۔ چھوٹی صاحبزادی کا نکاح مولانا عبدالباقی بن مولانا علی محمد کے ساتھ ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی یہ صاحبزادی نہایت ہوشیار و منتظم اور فرنگی محل کی بیبیوں مین بہت زائد عقل و فراست رکھتی ہین اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا نظام اُنھین کی ذات سے نہایت خوبی کے ساتھ قائم ہے اپنے والد ماجد کی حیات سے لیکر اسوقت تک تمام انتظامات خانہ داری ہمیشہ اُنھین کے متعلق رہے۔ اللہ اُنکو ہم سب کے سر پر تا دیر قائم رکھے۔ مولانا کی زوجۂ محترمہ اپنے زمانہ کی تمام بیبیون سے زائد پڑھی لکھی تھین۔ اُنکے حالات حضرت استاذ نے آثار الاول کے آخر مین تحریر فرمائے ہین۔ اُنکی ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۲ھ کو وفات ہوئی مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ بنام حسرۃ المسترشد بوفاۃ المرشد مین لکھے ہین جسکو دیکھنا ہو اُسکو دیکھے۔

مولوی عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔

کتب درسیہ آپنے مولانا افہام اللہ بن مولوی انعام اللہ اور مولانا فضل اللہ بن مولانا نعمت اللہ اور مولانا عبدالباقی بن مولانا علی محمد سے پڑھین۔ نوبت تدریس نہین آئی پہلی مرتبہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوے اور اجازت حدیث حاصل کی بعد انتقال والد ماجد سنہ ۱۳۲۲ھ مین دوبارہ اہل و عیال اور والدہ معظمہ کے ساتھ زیارت و حج سے مشرف ہوے اور بغداد شریف و کاظمین مین بھی حاضر ہوے۔ اس سفر مین بھی اجازت سلاسل صاحبزادگان بغداد شریف سے اور اجازت حدیث شیوخ حرمین سے حاصل ہوئی۔ اسی سفر مین مکہ شریف سے مرض اسہال و ضعف معدہ شروع ہوا جو باوجود کوشش دفع نہین ہوا۔ یہانتک کہ شعبان سنہ ۱۳۲۳ھ مین علیل وطن واپس ہوے اور رمضان شریف لکھنؤ مین بسر کیا شوال کے شروع مین حضرت سید السادات قدس سرہ کے عرس شریف مین شرکت کی غرض سے بانسہ شریف حاضر ہوے۔ اور وہان ایک مہینہ ۷ یوم قیام کیا باوجود ہر طریقہ کی کوششون کے مرض

بڑھتا ہی رہا۔ یہانتک کہ بانسہ شریف ہی مین ۹ رذیقعدہ ۱۳۲۲ھ یوم دوشنبہ کو بوقت ۸ بجے صبح اپنی والدہ کے دو برد انتقال کیا نعش لکھنؤ لاکر دفن کیگئی۔ بیعت واجازت آپ کو اپنے جدامجد سے تھی تجدید بیعت واخذ خلافت والد ماجد سے کی تھی انتقال فرماتے وقت اپنے صاحبزادے کو تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کا مولفہ ایک ناتمام رسالہ فوائد عظمےٰ موجود ہے۔ آپ کا عقد میری ہمشیرہ یعنی دختر مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ سے ہوا تھا۔ اولاد بہت ہوئی۔ مگر زندہ دو ہی بچے ایک لڑکی زوجہ مولوی محمد ایوب بن مولانا محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم جو ماشاء اللہ صاحب اولاد ہین۔ اور ایک صاحبزادہ مولانا قطب الدین عبدالوالی عرف قطب میانصاحب۔ میری ہمشیر خدا کے فضل سے ابتک حیات ہین محلہ کی لڑکیون کو قرآن پاک ومسائل شرعیہ کی کتابین اور فارسی اور کتابت کی تعلیم دیتی ہین۔ ابتدائی فارسی انھون نے میرے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ سے بقیہ فارسی اور ابتدائی کتب عربی مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم سے پڑھی ہین۔ اپنا وقت تعلیم مین صرف کرتی ہین۔ فرنگی محل کی اکثر لڑکیان انھین کے زیر تعلیم و تربیت ہین سال گذشتہ کوٹھے پر سے نیچے گر پڑی تھین جس سے تمام بدن پر ضرب آگئی صحت اسوقت خراب ہوگئی ہے۔ خداے تعالےٰ اُنکی صحت کو درست کردے اور اُنکو زندہ قائم رکھے

مولوی عبدالوالی محمد قطب الدین عرف قطب میان بن مولانا عبدالرزاق

بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ حفظ قرآن شریف کے بعد کتب درسیہ اپنے نامور چچا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین ابتدا سے لیکر انتہا تک پڑھین۔ اور فراغت تحصیل کے بعد سند مولانا ۱۳۳۱ھ مین حاصل کی اسکے بعد سے برابر تدریس اور خدمت علم مین مصروف ہیں جب سے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے امور خلافت مین سعی وکوشش فرمائی تھی قطب میان صاحب اپنے چچا کے دست وبازو ثابت ہوے اور علماے حقانی کیطرح اعلاے کلمۃ اللہ مین کوشش وسعی شروع کی اور ادہ خلافت کانفرنس کے استقبالی کمیٹی کے صدر

منتخب ہوے اور پرجوش خطبہ صدارت ارشاد فرمایا مختلف مقامات کے دورہ کیے جمعیۃ العلما
مدراس کے جلسہ مین اپنے محترم چچا کے قائم مقامی مین صدارت کی اور ملک کے مختلف مقامات
مین تبلیغ حق فرمائی۔ آخر مین خلافت کمیٹی اودہ کے صدر مقرر ہوے جب جمعیۃ خدام الحرمین
قائم ہوئی تو خلافت کمیٹی سے اختلاف خیال کی وجہ سے استعفا دیدیا۔ اور انجمن
خدام الحرمین کی خدمت کرنا شروع کی بعد انتقال حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ انجمن
خدام الحرمین کے خادم الخدام (صدر) باتفاق علمائے فریقین مقرر ہوے اسپنے نامور
چچا کی قائم مقامی مین خدمت اسلام مین مصروف ہین۔ بیعت واجازت وخلافت اپنے
محترم چچا سے ہے گو اپنے والد سے بھی اجازت ہے عم محترم نے اپنا قائم مقام وجانشین
انکو مقرر کیا ہے۔ اپنے اجداد اخیار کے سجادہ نشین ہین خداے تعالے اپنے فضل وکرم
سے اپنے اجداد کرام سے زائد باقبال کرے اور ترقی مراتب عطا فرماے۔

قطب میاں صاحب کا اولاً نکاح اپنی چچازاد بہن دختر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے
ساتھ ہوا یہ صاحبزادی حسن صورت وسیرت شرم وحیا مین اپنی ہی نظیر تھین عین عالم
شباب مین ۲۲ سال کی عمر مین ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ کو بوقت ۱۰ بجے شب اپنے
والدین کے روبرو انتقال کیا اور دفن شب ہی کو واقع ہوا۔ دو فرزند خرد سال یادگار
چھوڑے۔ ایک محمد سعید عبدالرزاق عرف محمد میان دوسرے محمد نور عبدالعلی عرف
نور میان۔ دونون صاحبزادے حفظ قرآن سے اس سال فراغت حاصل کر چکے ہین
اور تحصیل کتب درسیہ اس سال شروع کی ہے۔ نور میان ذکاوت اور تیزی شرم وحیا
شوق علم مین اپنے نامور محترم نانا کے نقش قدم پر چلتے ہوے معلوم ہوتے ہین۔
خدا دونون کو اپنے نامور اجداد کا صحیح جانشین کرے۔ قطب میان صاحب کا
دوسرا عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بھتیجی یعنی دختر مولانا سلامت اللہ
صاحب کے کمر دیا جن سے ایک لڑکا اور ایک خرد سال لڑکی تولد ہوئی۔ لڑکے
کا انتقال ہو گیا لڑکی بفضلہ تعالے موجود ہے۔ ۱۴ محرم ۱۳۴۵ھ کو ایک فرزند تولد ہوے۔
جنکا نام جلال الدین عبد المتین ہے۔

قیام الملۃ والدین مولوی عبد الباری بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہم

مذکورہ بالا حضرت امام الوقت حافظ قوانین الشریعۃ حامی شعار الملۃ الناطق بالحق عند سلطان جائر المتکلم بالصواب عند اختلاف الاکابر سحاب الجود والشجاعۃ غیث المعرفۃ والبراعۃ صاحب الذہن الثاقب وسیع النظر فی العلوم العقلیہ کبیر الباع فی الفنون الدینیۃ الحکمیۃ ملک العلماء بحر العلوم حقیق بان یقال فی حقہ ؎

لا یدرک الواصف المطری خصائصہ   وان یک سابقا فی کل ما سبق

اسم گرامی قیام الدین محمد عبد الباری تھا آپ کی والدہ ماجدہ ملک العلما مولانا حیدر کی پوتی تھیں۔ آپ در استاذ الاساتذہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آخری دور میں یہ دونوں خالہ زاد بھائی عزت و شہرت علم و کمال کے چاند اور سورج تھے بحر العلوم کے بعد ارباب فرنگی محل میں کسی کو ایسی شہرت کہ جو ہندوستان کے عوام و خواص علما و امرا شہروں دیہاتوں سے گزر کر بیرون ہند عرب و عجم تک پہونچی ہو ان دونوں بھائیوں کے سوا اور کسی کو نہیں حاصل ہوئی اور اس امر میں تو حضرت استاذ اپنے تمام اسلاف پر سبقت لیگئے تھے کہ انکی شہرت دنیائے اسلام سے گزر کر یورپ کے قصور سلاطین و ارباب سیاست تک پہونچگئی تھی مولانا کی مفصل سوانح زندگی مجلس اشاعت العلوم کی جانب سے مرتب ہو رہے ہیں اور عنقریب دو جلدوں میں شائع ہونگے میں نے مولانا کے حالات مختصراً ایک رسالہ میں تحریر کیے ہیں جو اس تذکرہ کے ساتھ انشاء اللہ طبع ہوگا اس تذکرہ میں نہایت اجمال کے ساتھ مولانا کے حالات قلمبند کرتا ہوں۔

اس آفتاب عزت و کمال کا طلوع ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ یوم یکشنبہ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۷۸ء کو ملک العلما ملا حیدر کی محلسرا کے ڈیرہ سے ہوا۔ حسب معمول ساتویں دن عقیقہ ہوا اور جد امجد نے قیام الدین محمد عبد الباری اسم گرامی تجویز کیا۔ سچ ہے الاسماء تنزل من السماء خدا نے اس نام کی برکت سے مولانا کو واقعی قیام الملۃ والدین بنا دیا جب عمر مبارک پانچ سال کی ہوئی جد امجد کی خدمت میں رسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی

اور قرآن شریف حافظ حاتم علی صاحب اور بعد کو حافظ عبدالوہاب صاحب نبیرۂ نواب
ظہیر الدولہ مرحوم سے حفظ کیا اور فارسی و حساب وغیرہ کی تعلیم متفرق اساتذہ سے حاصل کی اسکے بعد
کتب درسیہ کی تحصیل شروع فرمائی ۱۳۰۸ھ مین ختم درس فرمایا۔ جس وقت سے کتب درسیہ کی تحصیل
شروع کی ایکدن بھی سبق ناغہ نہین ہوا ہمیشہ درس مین قاری ہوتے پابندی کا یہ عالم تھا کہ
آپ کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا اُسدن بھی دفن کے بعد حضرت استاذ الوقت کی خدمت مین
درس کیلیے حاضر ہوے مگر حضرت استاذ فضائل واجر صبر بیان فرماتے رہے اور سبق موقوف
رکھا میزان سے لیکر متوسطات تک اکثر کتب حضرت مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی سے پڑھین
اُس زمانہ مین جبکہ مولانا عبدالباقی صاحب حج کو تشریف لیگئے تھے قطبی مع حاشیہ سید میبذی
خلاصۃ الحساب، اقلیدس، تفسیر جلالین اور نفحۃ الیمن مولانا غلام احمد پنجابی سے پڑھین مطولات
مین سے اکثر معقولات مثلاً شرح سلم ملا حمد اللہ سندیلوی، ملا قاضی مبارک، حواشی میر زاہد
بر ملا جلال و بر امور عامہ شرح مواقف، شرح ہدایۃ الحکمۃ للشیرازی، شمس بازغہ، شرح ملخص
للعلامۃ الجغمینی، بست باب اصطرلاب، حاشیہ خیالی بر شرح عقائد نسفی اور اصول فقہ مین
مسلم الثبوت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور میر زاہد رسالہ مع حاشیہ
مولانا غلام یحییٰ و دیگر منقولات مطولات مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھین اور ہدایہ و
صحیح بخاری باوجودیکہ مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھی تھین استاذ الوقت کے فرمانے کے
مطابق دوبارہ استاذ الوقت سے پڑھین ختم کتب کے بعد مولانا عبدالباقی صاحب نے اپنے
روایات کی مع مسلسلات وغیرہ کے اپنے سامنے پڑھوا کر اجازت عنایت فرمائی۔ مولانا
جب اپنے والدین کے ہمراہ ۱۳۰۹ھ مین مدینہ منورہ حاضر ہوے تھے تو سید علی بن سید
ظاہر وتری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے والد ماجد کو جو اجازۂ حدیث عطا فرمایا تھا اُس مین
مولانا اور آپ کے بڑے بھائی کو بھی اجازت حدیث مرحمت فرمائی تھی، مولانا کے والد ماجد نے
سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس بچے نے تو ابھی تک عربی شروع بھی نہین کی
ہے محدث موصوف نے جواباً فرمایا کہ مین نے انکو تفاولاً اسیطرح سند دی ہے جسطرح حافظ
ابن حجر عسقلانی نے حافظ سیوطی (رحمہما اللہ) کو اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اس سفر مین

مولانا کو سید امین رضوان اور سید محمد باشلی حریری سے بھی اجازت کتب حدیث اور دلائل حاصل
ہوئی تھی ختم کتب کے بعد مولانا کو اپنے نانا جد نانا نور الحسنین بن ملک العلما مولانا حیدر سے اجازت
حدیث بسلسلہ سید عابد سندھی اور سید احمد دحلان حاصل ہوئی، زمانہ تحصیل ہی سے مولانا نے
تدریس کا سلسلہ جاری فرمادیا تھا لوگوں کے اسباق اس زمانے میں ہوتے تھے جب مولانا
حمد اللہ اور شمس بازغہ پڑھتے تھے اسی زمانے میں ملا حسن اور دیگر کتب مطولہ کا بھی مولانا درس
دیتے تھے، ایک مرتبہ استاذ الوقت نے آپ کے پاس ایک طالب علم کو صدرا پڑھانے کو بھیجا مولانا
نے اس وقت تک صدرا شروع نہیں کیا تھا مولانا کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ کل سے آئیے گا اس دن
سبق کے وقت جو عصر کے بعد ہوتا تھا مولانا نے اپنے استاذ سے عرض کیا کہ آپ نے صدرا پڑھانے کے
واسطے میرے پاس ایک طالب علم کو بھیجا ہے میں نے تو ابھی صدرا پڑھا بھی نہیں استاذ الوقت نے
ارشاد فرمایا کہ ہاں مجھکو معلوم ہے مگر تم پڑھاؤ انشاء اللہ اچھی طور سے پڑھاؤ گے تکمیل کے بعد
اسباق کی بہت کثرت ہوگئی تھی نماز فجر سے لیکر دس بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور
اکثر اوقات شب کو بھی تدریس کا سلسلہ ہوتا تھا بعض بعض زمانے میں پندرہ اسباق روزانہ کی
نوبت آجاتی تھی، مولانا کی عادت تھی کہ شب کو تدریس کی کتابوں کا مطالعہ ضرور فرماتے تھے
کتابیں مطالعہ فرمانے میں اس درجہ مستغرق ہوتے کہ بعض اوقات دو اور تین بھی رات کے
بج جاتے اور مولانا کتاب دیکھا کرتے ایک پلنگ لکڑی کا بنوایا تھا اسپر چمڑے کا نہایت
سخت تکیہ رکھکر بلا بچھونے کے لیٹتے اور سرہانے روشنی رکھکر کتاب دیکھنا شروع کرتے اکثر
فرماتے کہ اس طریقے سے نیند کم آتی ہے اور اگر آنکھ لگ جاتی ہے تو جلد کھل جاتی ہے اس
زمانے میں دوپہر کو کبھی قیلولہ نہیں فرماتے بلکہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے اور استفتوں کے
جواب تحریر فرماتے والد ماجد کی تاکید تھی کہ بغیر کتاب دیکھے ہوئے معمولی سے معمولی فتوے بھی
تحریر نہ کرو مولانا فرماتے تھے کہ میری عادت تھی کہ جواب لکھتے وقت کتابوں کے مقامات
بالاستیعاب دیکھتا تھا اور حتی الامکان اس باب کے سب مسائل پر نظر ڈالجاتا تھا، والد ماجد کے
انتقال محرم ۱۳۲۱ھ کے بعد مولانا نے اپنی والدہ اور بھائی اور استاذ کے ہمراہ حرمین اور عراق کا
سفر فرمایا، ۳ رجب ۱۳۲۱ھ کو وطن سے مع اہل و عیال کے روانہ ہوئے پاسپورٹ نہ ملنے کی وجہ سے

ایک ماہ بمبئی مین قیام کیا اور آخر شعبان ۱۳۲۱ھ مین بمبئی سے بصرہ روانہ ہوے اور رمضان شریف مین بغداد شریف پہونچے بصرہ اور بغداد شریف کے تمام متبرک مقامات کی زیارت سے مشرف ہوے بغداد شریف کے صاحبزادے بیحد عزت و احترام اور اخلاق سے پیش آئے اور حضرت نقیب الاشراف سید عبدالرحمٰن گیلانی زاد رحمۃ اللہ علیہ نے سلاسل کے علاوہ سند حدیث بھی مرحمت فرمائی بغداد شریف کی حاضری کے بعد کربلا اور نجف اشرف کی بھی حاضری کا ارادہ تھا مگر بوجہ شدت وبا وہان جانیکی اجازت نہین ملی اسلیے مجبوراً حج کیلیے روانہ ہوے اور شروع ذی الحجہ مین مکہ شریف پہونچے اور ینبوع سے مدینہ منورہ وسط محرم مین پہونچے پورے سات ماہ وہان حاضری رہی اس اثنا مین سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ سے کتب حدیث اور ادب پورے طریقہ پر پڑھے اور انسے اور دیگر علما سے اجازت اور اسناد حاصل کیے نیز دوران حاضری مدینہ شریف مین بعض اہل مدینہ کو سبق بھی پڑھاتے رہے شعبان ۱۳۲۲ھ کی وسط مین بعد شب برات کے مدینہ شریف سے روانہ ہو کر یکم رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ کو وطن واپس ہوے، چونکہ مولانا کے بڑے بھائی کی علالت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اس سلسلہ مین مولانا موصوف کے انتقال تک بانسہ شریف مین مقیم رہے بھائی کے انتقال کے بعد مولانا کی ذمہ داریان بہت بڑھ گئی تھین اپنی محترم والدہ اور بیوہ بھاوج کی خدمت کے علاوہ اپنے یتیم بھتیجے کی تعلیم و تربیت کے فرائض بھی مولانا کے ذمہ عائد ہو گئے تھے اسکے علاوہ بڑے بھائی کی موجودگی مین سجادگی کے فرائض سے مولانا ایک حد تک سبکدوش تھے مگر بھائی کے انتقال کرتے ہی یہ سب بوجھ مولانا کی تنہا ذات پر آپڑا اور حق یہ ہے کہ ان تمام امور کو بمثل خوبی اور انتہائی کمال سے جسطرح مولانا نے انجام دیا وہ آپ اپنی نظیر ہی، یہ واقعہ چشم دید ہے کہ انتہائی غیض و غضب مین بھی جبکہ کسی کو ہمت اور جرأت بات کرنیکی بھی نہین ہوتی مولانا کی بھاوج جو کو رشتے مین مولانا سے بڑی تھین مگر عمر مین چھوٹی تھین اگر ڈانٹ بھی دیتی تھین تو سوا چپ ہو جانیکے کوئی جواب بھی نہ دیتے تھے جب بھاوج کے ساتھ یہ رواداری تھی تو محترم والدہ کی تعظیم اور توقیر کا کیا ذکر، الغرض سفر حج سے واپسی پر جب مولانا کو فرصت ہوئی تو پھر مشاغل خاندانی کیطرف توجہ فرمائی

واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین علم ظاہری و باطنی مین مہارت رکھنے والی کوئی ایسی ممتاز ہستی موجود نہ تھی جس پر طبقۂ علما اور متصوفین کا بھروسہ ہوسکے مولانا نعیم اور مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہما کے بعد عام طور پر یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ اب فرنگی محل علم اور سلوک دونوں اعتبار سے تہیدست ہے اسلیے مولانا کو دونوں جانب اپنی توجہ کو اور اپنے اوقات کو صرف کرنا پڑا اگر شب کو وہ زاہد شب زندہ دار تھے تو صبح کو اپنے محترم خالہ زاد بھائی حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین جانشین، مولانا نے فرنگی محل کے اطفال کیلیے خاصکر اور نیز عامۂ اہل اسلام کی تعلیم کے لیے مدرسۂ نظامیہ ۹ رجمادی الاول ۱۳۲۳ھ کو (یوم وفات حضرت استاذ الہند) جاری فرمایا اور اسمین جدید طریقۂ تعلیم کو رائج فرمایا یہ مدرسہ خدا کے فضل سے ابتک جاری ہے اور موجودہ زمانہ مین اُسکے تمام مدرسین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ہین۔ میرے سوا قطب میان صاحب مولانا عبدالقادر صاحب مولانا صبغت اللہ صاحب مولانا محمد شفیع صاحب مولانا عنایت اللہ صاحب مولوی روح اللہ صاحب خواجہ لطیف الدین صاحب (مولانا)، مولوی صمصام علی صاحب (مولانا) یہ سب مولانا رحمۃ اللہ ہی کے تلامذہ اور انھین کے علم سے فیض پائے ہوئے ہین۔ موجودہ زمانہ کے فرنگی محل کے تمام فارغ التحصیل علما جو مولانا ـــــ سے چھوٹے ہین وہ سب مولانا کے تلامذہ ہین۔ اس مدرسے مین اول سے لیکر آخر تک مولانا خود بھی درس دیتے رہے ابتدائی اور انتہائی سب کتابین وقتاً فوقتاً مولانا نے اس مدرسہ مین پڑھائی ہین یہانتک کہ گلستان کا بھی درس دیا ہے۔ مولانا کا ایک زمانہ تک مرکز توجہ صرف مدرسہ ہی رہا جب مولانا کو مدرسہ کی جانب سے بہت بڑی حد تک اطمینان ہوگیا اور اتفاق سے جنگ بلقان اسکے بعد مسجد کانپور کا واقعہ پھر ترکون کے ساتھ لائڈ جارج کے شرمناک ظلم کے پے درپے ایسے واقعات پیش آئے جنھون نے عالم اسلامی مین تلاطم پیدا کردیا اور یہ صاف نظر آنے لگا کہ یورپ کے اقتدار پسند اور اسلام کے دشمن مسلمانون کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر تلے ہوئے ہین تب مولانا علمائے حقانی کے طور پر دلیرانہ اور مجاہدانہ طور پر سیاسیات مذہبی مین کمال سرگرمی اور جانفروشی سے منہمک ہوگئے اور خدام کعبہ خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلما کا

بالترتیب سنگ بنیاد رکھا اور یہ ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ جمعیۃ العلما اور خدام کعبہ کے بانی
اور موسس حضرت اُستاذ ہی تھے اور مجلس خلافت کو ہندوستان کے تمام اہل اسلام کی
عام تحریک اشاعت کرنے مین مولانا ہی کا قدم سب سے آگے تھا۔ اور اسکے ابتدائی انتظامات
و مصارف قیام آپ ہی کے مبارک ہاتھون انجام پائے۔ بہرحال ان تمام تحریکات مین
مولانا نے دامے درمے سخنے قدمے جو جو کوششین کی ہین وہ اخبار بین حضرات خوب
جانتے ہین جسقدر ذاتی روپیہ مولانا نے ان تحریکات پر صرف کیا ہے اُسکی مجموعی مقدار
کسی طرح چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم نہین۔ علما مین سے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی
عملی کوشش مولانا ہی کے جانب سے ہوئی اور اُسنے اس حدتک ترقی کی کہ بارہا گاندھی جی
اور اُنکے دیگر غیر مسلم شرکا "محلسرا" مین مولانا ہی کے مہمان رہے اور کئی مرتبہ محلسرا مین تمام
غیر مسلم لیڈرونکی فیاضانہ مہمانداری کیگئی۔ جب ابن سعود نے حرمین پر قبضہ کرکے اپنے
بدعات وہابیہ کو رائج کیا اور خدا کی اور اُسکے رسول کے مقرر کی ہوئی حرم اور
جاے امن کو قتل گاہ اہل اسلام بنالیا تو مولانا سے اور سیاسی لیڈرون سے اختلاف
پیدا ہوگیا جسنے بہت طول پکڑا مولانا نے اُسوقت کوشش بلیغ سے خدام الحرمین کی
بناڈالی جو آجتک قائم ہے۔ ان کامون مین مولانا کا اسقدر انہاک شدید تھا کہ اکثر دن بھر
اور رات کے دو ثلث حصو نمین انھین امور پر عملی توجہ مبذول رہتی خلافت کمیٹی کی امداد کے
سلسلے مین مولانا نے اپنے ذاتی مصارف سے تمام ہندوستان کا یا تو خود سفر فرمایا یا اپنے
بھائیون اور بھتیجون کو بھیجا خود تقریباً ہر دوسرے مہینہ بمبئی کا سفر فرماتے۔ بہرحال عمر
کا آخری حصہ مولانا نے اسی جہاد مین بسر فرمایا۔ باوجود ان مشاغل کے عبادت و
ریاضت اور خدمت علم مین کبھی کوتاہی نہین فرمائی مدت العمر سفر و حضر مین کبھی بھی
جماعت کے ساتھ نماز ناغہ نہین ہوئی ہمیشہ سفر مین محض ضرورت جماعت کیلیے دو آدمی
ہمراہ لیجاتے رمضان المبارک مین شب و روز مین کبھی دو اور کبھی کچھ کم و بیش قرآن
شریف ختم فرماتے۔ اور سوا دو تین گھنٹونکے بالکل آرام نہ فرماتے وفات سے
چندسال پیشتر مولانا کو زہر استعمال کرادیا گیا تھا جسکا اثر فوراً معلوم ہونے پر مداوا

کیا گیا مگر فائدہ نہین ہوا اسکے بعد سے مولانا کے مزاج مین حدت بہت پیدا ہو گئی تھی اور گرمی
اور گرم اشیا کا تحمل جسم ظاہری کو باقی نہین رہا تھا اور تقریباً سات آٹھ سال کے عرصے سے سوائے
ٹھنڈی چیزون کے گرم اشیا کا استعمال بالکل نہین فرماتے تھے۔ شدید جاڑون مین بھی انار سنگترہ
امرود میٹھا نیبو استعمال فرماتے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغم جسم مبارک مین برابر بڑھتا جاتا تھا
یہانتک کہ ۱۰ر رجب سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۷ر جنوری سنہ ۱۹۲۶ء روز یکشنبہ کو تقریباً پونے چار بجے
سہ پہر کو جبکہ مولانا نماز عصر کیلیے تہیہ فرما رہے تھے دفعتاً داہنے جانب فالج کا شدید حملہ ہوا
جس نے ہوش و احساس ظاہری کو زائل کر دیا فوراً علاج شروع ہوا اور حکیم کمال الدین صاحب
اور حکیم عبد الحسیب صاحب نے تدابیر معمولہ کیے مغرب کے بعد سے ڈاکٹری علاج شروع ہوا اور
ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبد الحمید صاحب نے اپنی انتہائی قابلیت اور محنت و
توجہ سے علاج کیا اور دوران علاج مین ہنٹر صاحب سول سرجن کو بھی ان دونون صاحبون
نے لاکر دکھایا مگر افسوس کہ کچھ فائدہ نہوا۔ قطب میانصاحب کو چار دن قبل اجمیر شریف
شرکت عرس کی غرض سے آپنے بھیجا تھا اور خود بھی ۱۰ر رجب کو روانہ ہونیوالے تھے
قطب میانصاحب کو آپ کی حالت کی بذریعہ تار اطلاع دیگئی فوراً قطب میانصاحب
روانہ ہوے اور وفات سے چند گھنٹے قبل پہونچے مولانا کے حواس ظاہری پر گو فالج کا کامل
اثر تھا مگر اسپر بھی نماز کے اوقات مین آخر وقت تک قبلہ رُخ ہو کر بایان ہاتھ اٹھا کر
نماز مین مشغول ہو جاتے قطب میانصاحب کے آنے پر صاحبزادہ والاتبار حضرت مولانا
سید شاہ ممتاز احمد صاحب سلمہ نے پکار کر فرمایا کہ قطب میانصاحب آگئے ہین قطب میان
صاحب کو سینے لگا کر پیٹھ پر دو تین مرتبہ تھپ تھپایا۔ آخر مین مولانا کی ہمشیرہ کے اصرار
پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر مفصلہ ذیل لوگون نے بیعت کی کلمات مقررہ
حضرت میانصاحب قبلہ ممدوح ادا کراتے تھے مین نے سب کے آخر مین اسیطرح تجدید
بیعت کر لی۔ جمال میانصاحب۔ محمد میان۔ نور میان۔ محمد ہاشم بن مولوی صبغت اللہ
محمد رضا بن مولوی سخاوت اللہ۔ محمد حیات بن مولوی محمد بقا صاحب۔ اور میرے
بڑے لڑکے محمد حامد ان سب نے بیعت کی۔ تقریباً سوا گیارہ بجے شب کو ۱۰ر رجب المرجب

مطابق ۱۹ر جنوری ۱۹۲۶ء روز سہ شنبہ رشب چہارشنبہ، کو حضرت نے رحلت فرمائی۔ شہر بھر مین ایک
تہلکہ اور کہرام تھا صبح کو بعد فجر سے غسل شروع ہوا اور ۱۰ بجے کے قریب جنازہ تیار ہوا
اول مزار مبارک حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ پر لیگئے اور وہان حضرت قطب میانصاحب نے
نماز جنازہ پڑھائی اُسکے بعد باغ حضرت مولانا انوار الحق کے متصل سڑک پر دوبارہ جناب
حکیم مولوی منہاج الحق صاحب نے نماز پڑھائی جن لوگون نے نماز مین شرکت کی اُنکی تخمینی تعداد
۲۵-۳۰ ہزار سے زائد تھی اُسدن عام اہل اسلام کی دوکانین اور تمام مدارس اسلامیہ سرکاری
منڈی سب بند تھین تقریبًا ۱۲ بجے دفن واقع ہوا اور چار بجے کے قریب ہملوگ واپس ہوئے
مٹی دینے کا سلسلہ دوسرے دن تک جاری رہا دوسرے دن سے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع
ہوا اور ہندوستان کے اکثر مدارس اسلامی مین قرآن خوانی ہوئی ندوۃ العلما اور مدرسۂ
فرقانیہ کے علاوہ دیوبند کا مشہور مدرسہ بھی انتقال کی خبر پاتے ہی بند کردیا گیا اور وہان
ختم قرآن اور ختم بخاری شریف کیا گیا۔ گاندھی جی اور دیگر تمام لیڈرون نے تعزیت کے
تار بھیجے اور بعض خود بھی تعزیت کے واسطے آئے مولانا محمد علی صاحب دوسرے ہی دن
آگئے تھے تین دن تک مقیم رہے اعلیحضرت ہز ہائنس نواب صاحب رامپور بالقابہ
خلد اللہ ملکہ نے تار بھی بھیجا اور خود بھی تعزیت کے واسطے فرنگی محل تشریف لائے اور مولانا کی
یادگار کے سلسلے مین پانچہزار روپیہ بھی مرحمت فرمایا۔ ایک آفتاب علم و عمل تھا کہ چھپ گیا
مولانا کی ایسی جامع ہستی جسنے ہندوستان کے علما اور صوفیا لیڈرا اور عوام شیعہ اور سُنّی
ہندو اور مسلمان سب مین ہردلعزیزی اور شہرت اور اقتدار کامل حاصل کرلیا ہو ہمارے
خاندان کیا علماے ہند مین کوئی دوسری نہین گزری ہے اور نہ موجودہ نسل مین امید ہے
ہندوستان کے تمام اسلامی اور قومی اخبارات نے مولانا کے انتقال پر تعزیتی مضامین لکھے
اور اسیطرح شعرا نے کثرت سے مرثیہ اور تاریخین تالیف کین ہمین ختم حالات پر ہم معارف
اعظمگڈھ سے جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا مضمون درج کرتے ہین اور آخر مین
مولوی روح اللہ صاحب فرنگی محلی کی دو تاریخین درج کرتے ہین۔ مفصل حالات جاننے
کیلیے مولانا کی سوانحعمری کا انتظار کرنا چاہیے۔ مولانا کے شاگردون کی مکمل فہرست

[illegible]

(علاوہ طلبائے مدرسہ نظامیہ) مجھکو دستیاب نہیں ہوئی اور نہ مولانا نے خود کبھی مریدین اور تلامذہ کی فہرست مرتب کرنیکا خیال کیا یہ یقینی ہے کہ انکی تعداد سیکڑوں سے گزر کر ہزاروں تک پہونچگئی تھی۔ مولانا کی تصانیف کی بھی مکمل فہرست میں باوجود کوشش کے تیار نہ کر سکا بہر حال جو فہرست میں نے ترتیب دی ہے وہ ہی درج کیجاتی ہے اسمیں یادداشت اور مضامین مکتوبہ مولانا شامل نہیں ہیں ان یادداشتوں اور مضامین کی آٹھ ضخیم جلدیں مرتب موجود ہیں جو اگر شائع ہوئیں تو بہت سے سیاسی رازہائے سربستہ کا انکشاف ہوجائیگا معارف کا مضمون حسب ذیل ہے۔

فرنگی محل کی آخری شمع بجھ گئی

آہ! مولانا عبدالباری!!

وما کان قیس ہلکہ ہلک واحد ولکنہ بنیان قوم تہدما

قیس کا مرنا صرف ایک آدمی کا مرنا نہیں ہے بلکہ پوری قوم کی بنیاد کا گر جانا ہے

دریغا! کہ آج قلم کو اُس مجسمۂ علم و اخلاق کا ماتم کرنا ہے جسکے وصف و مدح کا فرض اُسکو بارہا ادا کرنا پڑا ہے، دارالعلم و عمل کی کہنہ عمارتوں میں فضل و کمال، اخلاق و ایمان اور زہد و ورع کی جو آخری شمع جل رہی تھی وہ ۱۹-۲۰ کی درمیانی شب میں ہمیشہ کیلیے بجھ گئی، فرنگی محل کے متاخرین میں حضرت استاذ الاساتذہ مولانا عبدالحی کے بعد مولانا عبدالباری کی ذات نمایاں ہوئی تھی جو بزرگان اجداد کی بہت سی روایات کی حامل تھی۔ ارشاد و ہدایت، وعظ و نصیحت، درس و تدریس، تلاش و مطالعہ، تحریر و تالیف انکے روزانہ مشاغل تھے، ان دینی و علمی مناقب کے ساتھ دین و ملت کی راہ میں انکا جانفروشانہ جذبہ اور مجاہدانہ اخلاص ہمرنگ شہدا تھا، ذاتی اخلاق، جود و سخا، تواضع و انکسار، علم کی عزت، صداقت، حق گوئی انکے اوصاف گرانمایہ تھے، وہ بیکسوں کے ملجا، مسافروں کے ماویٰ اور تنگدستوں کے دستگیر تھے، عبادت گذار شب زندہ دار اور حق کے طلبگار تھے، ہندوستان میں انکی ذات ذی اقتدار علما کی حیثیت سے اسوقت فرد تھی، جدید تعلیم یافتوں کی سیاسی جد و جہد کو مذہبی تحریک بنا دینا یقیناً انہیں کا

کارنامہ شمار کیا جائیگا اسلیے انکی یہ غیر متوقع موت صرف فرنگی محل نہین بلکہ اسلام کا سانحہ ہے،
اور بنا برین انکی جوانا مرگی ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام کا ایک دردناک واقعہ شمار ہوگا، شمع بجھ گئی
مگر اسکے دھوین کی سیاہی سے جریدۂ عالم پر یہ ہمیشہ لکھا نظر آئیگا۔ ؎

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد　　من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم

مولانا مرحوم کا سن غالبًا سینتالیس کے قریب ہوگا، مولانا عبد الحی صاحب کے شاگرد خاص
مولانا عین القضاۃ صاحب سے لکھنؤ مین تحصیل کی، پھر حجاز گئے وہان حدیث کی سند لی، ملک شام کا
سفر کیا علما سے فیض اٹھایا، مدینہ منورہ سے ہندوستان واپس آئے اور خدام کعبہ مین پر جوش
شرکت کی پھر مجلس خلافت اور جمعیۃ العلما کی تاسیس مین حصہ لیا، ترک موالات کے علمبردار بنے،
دوسری طرف فرنگی محل مین مدرسہ نظامیہ کے نام سے ایک باقاعدہ مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی اور
اسکو ایک باقاعدہ مدرسہ بنایا جس سے متعدد اصحاب فکر اور اہل قلم پیدا ہوے۔ انھون نے اپنے
بعد اپنی تالیفات و تصنیفات کی فہرست یادگار چھوڑی ہے، وہ فقہ حنفیہ کے پر جوش حامی
تھے اور انکی قلمی و علمی کوششین زیادہ تر اسی کے متعلق صرف ہوتی رہین، انکی چھوٹی بڑی
تصنیفات و رسائل کی فہرست ایک سو کے قریب ہوگی جنمین سب سے زیادہ مفید و کارآمد انکی
اردو تفسیر تھی جو افسوس کہ ناتمام رہی، امام محمدؒ کی سیر کبیر کا کام بھی انکے پیش نظر تھا، علم حدیث
مین بھی انکے ایک دو رسالے ہین، افسوس کہ یہ چشمۂ فیض ہمیشہ کیلیے خشک ہوگیا۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون ۵　　(معارف نمبر ۱ جلد ۱۷ بابت جنوری ۱۹۲۶ء)

مولوی محمد روح اللہ صاحب ادیب لکھنوی فرنگی محلی کی موقلفات جو حسب ذیل ہین۔

عبد باری مرشد و مولائے من　　روح پاکش شد بجنات النعیم
طالب حق بود و اصل شد بحق　　گفت ہاتف ذٰلک الفوز العظیم
۱۹۲۶

دیگر

قیام الملۃ والدین امام الوقت مولانا　　محمد عبد باری ناگہان رحلت نمود از عالم
دل محزون من پرسید چون تاریخ ترحیلش　　نگین خاتم دین محمد بود یمن گفتم
۱۳۴۴

مولانا کے تصانیف کی نامکمل فہرست حسب ذیل ہے۔

علم صرف تحفۃ الاخوان، ہدیۃ الخلان، المنتخب، سلسلۃ الذہب، تسہیل الصرف، جامع الفوائد، ارتقاء الشرف، مقدمۃ الصرف، شرح ہدایۃ الصرف، شرح فصول اکبری۔

علم نحو۔ نور المصباح شرح المصباح۔ ہدیۃ الطلبہ، شرح ہدایۃ النحو۔ حاشیۃ الغنیہ۔

حکمت تحفۃ الاصحاب، مبین الصواب، حاشیہ النافعہ علے طفرۃ الزاویہ، رسالہ فی الہیئۃ القدیمہ والجدیدہ۔

منطق اعتصام الاذہان، شرح ایساغوجی، تقریب الاذہان۔

فقہ الانصاف فی الاوقاف، الدرۃ الفاخرہ للذریۃ الطاہرہ، العمل المغفور رحمۃ الغفور، خیر الزاد، الفیض الرحمانی، قرۃ العین، حیات اولی الالباب، الحظر، رسالہ فی تحقیق الجزیہ، احقاق السماع، احسن القربات، رجم الشیطان، غایۃ المامول، القول المؤید، کشف الحال عن السنان، التعلیق المنار، رسالہ فی مسائل الطہارۃ، ذب الطاعنین، خیر الدعا، الحرز المصون، رحمۃ الامۃ، صرع الجان، فتاوی قیام الملۃ والدین، تعلیق الازہار، البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم۔ العمل الماجور بترجمۃ المبرور فی رد القول المنصور، النجح المغفور بترجمۃ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور، محاسن جمیلہ (مشہور تحسین جمیلہ) سوق الایمان، رسائل متعلق بجیلفر الاصلاح،

فرائض کتاب الفرائض، حاشیۃ سراجیہ، الاظہار فی توریث الارحام والاصہار۔

کلام غایۃ الکلام، زبدۃ الفرائد، کتاب العقائد، سائنس و کلام۔

اصول فقہ ملہم الملکوت شرح مسلم الثبوت، نہایۃ الانکشاف فی درایۃ الاختلاف، اعجاز الاصابہ شرح المنار۔

حدیث الآثار المحمدیہ۔ الآثار المتصلہ، الدرۃ الباہرہ فی الاحادیث المتواترہ، شفاء الصدور راحۃ الفواد، الارشاد فی الاسناد، الباقیات الصالحات، الشمائل النبویہ شمائل النبویہ اربعین حدیث (۳ عدد) آثار الامامۃ، الاربعین الزاہرہ فی الحوادث الحاضرہ،

المذہب المویدبا ذہب ابیہ احمد، ہدیۃ الطیبہ لصلۃ ابن ابی شیبہ، الذب عن ابی حنیفہ با طعن یہ ابن قتیبہ،

تفسیر فیض القادر تفسیر آیۃ الغافر، بیان القرآن، تفسیر الطاف الرحمن۔

سیر تنویر الصحیفہ، شہادۃ الحسین، تنشیط المحبین، رسالہ فی الوفات، رسالہ المعراج مختصر التاریخ، اصول التاریخ، الآثار الاول، تحفۃ الاخلاد، جلاء الابصار، الہدیۃ المنیفہ، الرحلۃ الوافیہ، الرحلۃ الحجازیہ، حیرۃ المسترشد لوصال المرشد، عرش حضرت بانسہ، ملفوظ حضرت سید السادات، مقدمۃ التعلیق المختار علی کتاب الآثار، تسہیل المنہج سے اسمار رجال کتاب الحج، مقدمہ حاشیہ سیر صغیر و سیر کبیر،

تصوف و سلوک افضل الشمائل، سبیل الرشاد، رسالۃ النصیحۃ، رسالۃ التوبۃ، نظم الفرائد محاسن یوسفی، حاشیہ فصوص الحکم، رسالہ اذکار و اشغال۔

ادب حاشیہ حماسہ، شرح قصیدہ بردہ۔

ان تصانیف کے علاوہ مختلف کتب درسیہ پر حواشی ہیں جیسے حاشیہ شرح سلم قاضی حاشیہ میرزاہد رسالہ حاشیہ علے حاشیہ غلام یحییٰ، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ، حاشیہ شمس بازغہ حاشیہ نور الانوار، حاشیہ اصول البزودی، حاشیہ شرح مشکوٰۃ اور رسالہ سائنس و کلام جسکی چونتیس جلدین ہین اور انھین سے صرف ایک جلد شائع ہوئی ہے۔

مولانا قدس سرہ کے دو نکاح ہوے پہلا نکاح کاکوری مین منشی بہاؤ الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر کی صاحبزادی سے ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ کو ہوا (ان صاحبزادی کی والدہ اور حضرت کی والدہ چچازاد بہنین تھین، مولوی احمد حسن بن ملک العلما ملا حیدر کے حالات دیکھو) انسے ایک صاحبزادہ محمد حافظ عبد الکافی پیدا ہوے ان صاحبزادے کے پیدا ہونے کے بعد ہی ۳ جمادی الاخرے ۱۳۱۰ھ کو ان بیوی کا انتقال ہوگیا اور یہ صاحبزادے بھی چند دن کے بعد ۵ رجب ۱۳۱۰ھ کو وفات پاگئے پھر دو سال کے بعد دختر سید محفوظ حسین صاحب نقوی لکھنوی ساکن دگانوان سے نکاح ہوا جنسے کثرت سے اولاد ہوئی مگر چند دن کے بعد سب کا انتقال ہوگیا۔ ایک صاحبزادی اول مین زندہ رہی تھین اور ایک صاحبزادی ۱۳۱۵ھ

مین پیدا ہوئین جنکا عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۷ر جمادی الاخری
سنہ ۱۳۴۲ھ کو مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم وہاج الحق بن مولوی لمعان الحق بن
مولوی برہان الحق کے ساتھ ہوا۔ بڑی صاحبزادی کا عقد جیساکہ اوپر مذکور ہوا اپنے
چچازاد بھائی جناب قطب میانصاحب کے ساتھ ہوا اور وہ دو صاحبزادے چھوڑکر ۱۸ر ذی الحجہ
سنہ [illegible]ھ کو انتقال کرگئین۔ آخر عمر مین حضرت کے ایک صاحبزادے پیدا ہوے جنکی ولادت کی
سب عزہ کو بیحد مسرت ہوئی صاحبزادے کی پیدائش ۱۲ر ربیع الاول یوم جمعہ سنہ ۱۳۳۶ھ کو
بوقت فجر ہوئی اسوقت یہ صاحبزادے حفظ قرآن شریف کررہے ہین جنپر آثار رشد و نجابت
و کرم و اخلاق آبا رکرام ظاہر ہے نہایت درجہ قوی الحفظ ذہین اور صاحب حیا ہین خدا تعالی
عمر و علم مین ترقی عطا فرماے اور وارث علوم انبیا و اجداد کرام کرے۔ ان صاحبزادے
کا نام جمال الدین محمد عبد الوہاب ہے اور جمال میان کہلاتے ہین

مولوی عبد الصمد بن مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہ۔ آپ اپنے والد ماجد کے سب سے
چھوٹے صاحبزادے تھے نوبت درس و تدریس کی نہین آئی سن شباب مین عوارض دماغی
مین مبتلا ہوگئے اور ایک جذبی حالت طاری ہوگئی جو مدت العمر باقی رہی آپ کا عقد
شیوخ بجنور مین ہوا تھا جنسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جنکا عقد اُنکے چچازاد بھائی
مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہ کے ساتھ ہوا جن کا ذکر
گزرچکا ہے۔

مولوی عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ تحصیل علم اپنے چچا ملا نظام الدین استاذ الہند
سے کی اور بعد فراغت و اتمام چچا ہی کے ارشاد کے مطابق بیعت حضرت میر سید اسماعیل بلگرامی
خلیفہ حضرت سید السادات سے کی لیکن اذکار و اشغال کی تعلیم استاذ الہند سے پائی علم ظاہری و
باطنی دونون مین کمال حاصل فرمایا عبادات و ریاضات اور ترک دنیا مین وحید زمانہ تھے
بیس برس تک رات بھر آرام نہین فرمایا تمام شب عبادت مین مصروف رہتے اور بچھونا
خالی پڑا رہتا صبح کو تھوڑی دیر اُسپر لیٹ جاتے تاکہ لوگون کو شب بیداری کی حالت معلوم

ہونے پائے۔ آپ کا نکاح مفتی مراد لکھنوی کی اکلوتی دختر سے ہوا تھا جو نہایت دولتمند تھے
بہت کچھ اسباب جہیز مین اُنھون نے اپنی لڑکی کو دیا تھا مولانا نے ذرہ تولاس مال سے اور نہ اپنے
سسرال والونکی دولتمندی سے ذرا بھی فائدہ حاصل کیا۔ استاذ الہند نے آپ کو امام مسجد
فرنگی محل مقرر کیا تھا اور خود اقتدا کرتے مولانا نے عذر کیا کہ آپ کی موجودگی مین مجھکو امامت
مناسب نہین ہے استاذ الہند نے ارشاد فرمایا کہ تم نے دنیا پاکر ترک دنیا کیا مجھکو دنیا
ملی ہی نہین میرا ترک دنیا اُسقدر کمال نہین ہی جسقدر تمھارا دنیا کا ترک کرنا کمال ہے اس اعتبار
سے تم مجھ سے افضل ہو" غرضکہ مولانا نے نہایت ریاضت و عبادت مین عمر بسر فرمائی آخر
عمر مین ایک مرتبہ آپکے صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب سخت علیل ہوے صاحبزادے
اپنے نانا کے گھر مین جو سوٹھا ٹولہ مین تھا دیہ محلہ لکھنؤ مین فرنگی محل سے ایک میل کے فاصلہ پر
تھا تشریف رکھتے تھے مولانا عبد العزیز صاحب صاحبزادے کی عیادت کو گئے مریض کی حالت
نازک تھی سب بہت پریشان تھے مفتی مراد نے کہا کہ مشہور ہی کہ سید عبد الرزاق بانسوی حضرت
سید السادات کسی بچے سے محبت رکھتے تھے ایکمرتبہ وہ لڑکا بیمار ہوا اور باوجود علاج صحت
نہین ہوتی تھی ایکدن حضرت کے سامنے اُس لڑکے کے باپنے کہا کہ عجیب بات ہے کہ
دعویدار محبت ہین مگر کوئی اتنی بھی طاقت نہین رکھتا کہ سلب مرض کرلے فوراً حضرت
سید السادات نے توجہ فرمائی اور لڑکا اچھا ہوگیا۔ آپ کا تو یہ اکلوتا لڑکا ہی آپ کو اسپر
رحم نہین آتا آپنے فرمایا کہ بندگان خدا کے سامنے یہ کونسی بڑی بات نہین ہے فوراً
توجہ فرمائی صاحبزادہ صحت پانے لگے مگر مزاج مبارک ناساز ہوگیا جسقدر صاحبزادے کی
صحت ترقی کرتی آپ کا مرض ترقی کرتا یہانتک کہ مرض حد سے متجاوز ہوگیا آپنے اپنے
بھتیجے ملا محب اللہ سے فرمایا کہ مجھکو شہر کے باہر لیچلو یہان عورتین جزع فزع کرینگی۔ ملا محب اللہ
کاکوری اسی حالت مین لیگئے اور وہان ہی وفات ہوئی جنازہ لکھنؤ لایا گیا جسوقت جنازہ
فرنگی محل پہونچا مولانا احمد عبد الحق آپکے بڑے بھائی دروازہ پر متحیر جنازہ کی طرف دیکھنے لگے
اور فرمایا سبحان اللہ عبد العزیز کے جنازہ کو فرشتے اُٹھائے ہوے ہین وفات شریف ۹ ر
ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ مین واقع ہوئی مزار شریف اندرون مقبرہ مشرقی دیوار سے متصل آپ کی

والدہ کے پاس ہے آپ کی کرامات عمدۃ الوسائل میں تفصیل سے مذکور ہیں۔
(تنبیہ) خیر العمل اور آثار الاول اور احوال علماے فرنگی محل میں حضرت کا اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کرنا لکھا ہی جو غالباً صاحب خیر العمل کے قلم سے سہواً نکلگیا ہے اور اُسی کی اقتدا میں حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحریر فرما دیا رسالہ قطبیہ اور عمدۃ الوسائل اور غصان الانساب میں صرف استاذ الہند سے علم حاصل کرنا تحریر ہے اور ان شہادتوں کے ہوتے ہوئے صرف صاحب خیر العمل کا لکھنا سہو ہی پر محمول ہوگا صاحب عمدۃ الوسائل کے جد مولانا عبد العزیز صاحب پرنانا تھے اور مصنف عمدۃ الوسائل نے اپنے نانا سے سنکر حالات لکھے ہیں جو زائد قابل اعتبار ہیں اور مولف رسالہ قطبیہ مولانا عبد العزیز کے زمانہ میں خود موجود تھے البتہ یہ ممکن ہے کہ کچھ ابتدائی کتابیں اسے اپنے والد ماجد سے بھی پڑھی ہوں واللہ اعلم۔ مولانا عبد العزیز کا عقد مفتی مراد بن شیخ ضیاء الاسلام مفتی صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب یادگار چھوڑے صاحبزادی ناکتخدا وفات پاگئیں۔
مفتی یعقوب صاحب کا تذکرہ حرف یا میں ہوگا مولانا عبد العزیز کو سلسلۂ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے اجازت تھی۔

مولوی عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز مذکورۂ بالا۔ آپ مفتی محمد یعقوب کے سب سے بڑے فرزند تھے والد ماجد کو خاصکر آپ کی تعلیم پر توجہ تھی بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد اور ملا حسن سے پڑھیں اور ملا غلام یحییٰ بہاری سے تعلیم مناظرہ پائی۔ عالم کامل جامع معقول و منقول ہوئے حلقۂ تدریس والد ماجد کی حیات ہی میں بہت وسیع ہو گیا تھا آپ کے والد نے آپ کے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم آپ ہی سے متعلق رکھی اکثر علما کا سلسلۂ تلمذ آپ تک منتہی ہوتا ہے۔ باوجود معقولات میں غلو کے حسب سنت علماے حنفیہ بزرگان دین سے بہت اعتقاد تھا حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنؤ قدس سرہ کے مزار پر اکثر حاضر ہو کر مراقبہ فرماتے اور فیوض حاصل کرتے والد ماجد کے حکم سے آپ نے بیعت مولانا غلام یحییٰ بہاری محشی میر زاہد رسالہ کی عہد نواب سعادت علیخان میں عہدۂ افتا آپ کو سپرد کیا جانا تجویز ہوا آپ مزار حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور حضرت کی روحانیت سے طلب اجازت کی ممانعت ہوئی آپ نے انکار فرما دیا اسکے بعد باوجودیکہ نہایت عسرت سے

بسر ہوئی مگر حصول دنیا کیطرف کبھی توجہ نہ فرمائی اور مشغولانہ زندگی بسر فرمائی اسی برس سے زائد
عمر پائی اور ہمیشہ تدریس و تالیف مین متوجہ تھے آپ نہایت خوشخط تھے آپکے ہاتھ کی لکھی ہوئی
متعدد کتابین مثل مسلم و شرح سلم ملاحسن و شرح چغمنی میرے پاس موجود ہین جو نہایت خوشخط
لکھی ہوئی ہین۔ اول عقد آپ کا شیخ روح اللہ بلخی لکھنوی کی دختر سے ہوا جس سے ایک صاحبزادہ مولوی
مولوی عبدالسلام اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین ایک صاحبزادی کا عقد مولانا محمد احمد بن ملا انوار الحق
قدس سرہ سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حسن بلخی ابن شیخ ہدایت اللہ لکھنوی سے ہوا
جو صاحب اولاد تھین۔ مولانا عبدالقدوس کی دوسری بیوی صفی پور کی تھین جو لاولد فوت ہوئین

مولوی عبدالسلام بن ملا عبدالقدوس بن مفتی یعقوب مذکورۂ بالا۔ مولوی صاحب نے
کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر ختم درس بتمامہ کیا نہایت ذکی و صاحب استعداد اور نہایت
خوشخط تھے مگر جوانی ہی مین جذبانی کیفیت کا غلبہ ہوا اور ضعف دماغ کا مرض لاحق ہو گیا اسی
حالت مین گھر سے نکلگئے والد ماجد نے تلاش کیا تھوڑی مدت کے بعد پھر وطن واپس آئے مگر
قلیل عرصے کے بعد پھر وطن سے چلے گئے اور مفقود الخبر ہو گئے آپکے والد ماجد کو نہایت صدمہ ہوا
مگر صبر کیا تاریخ انتقال معلوم نہوسکی عقد آپکا آپکی چچازاد بہن دختر مولوی ابو رحم کے ساتھ
ہوا جس سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ مولوی عبدالرحیم پیدا ہوئے صاحبزادی نا کتخدا
انتقال کر گئین۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ فرماتی تھین کہ حیدرآباد دکن
مین ایک بیوی سے ملاقات ہوئی جو اپنے کو فرنگی محل کے ایک صاحب کی لڑکی ظاہر کرتی تھین
اور کہتی تھین کہ میرے والد فرنگی محل سے آئے اور یہان نکاح کیا اور میری پیدائش سے چند ماہ
بعد انکا انتقال ہو گیا۔ جو حالات ان بیوی نے بیان کیے وہ مولوی عبدالسلام صاحب پر
منطبق ہوتے تھے واللہ اعلم۔

مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام بن مولوی عبدالقدوس۔ کتب درسیہ آپ نے
اپنے جد امجد سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ بھی انھین سے پڑھا عالم و فاضل ہوئے جد امجد کے
انتقال کے بعد علم و فضل و تدریس مین اُنکے قائم مقام ہوئے مگر جوانی مین آپ کی بھی وہی
کیفیت ہو گئی جو آپکے والد ماجد کی تھی مگر ریاضت و عبادت مین کوتاہی نہ فرماتے۔

نوشش سے سکونی حالت پیدا ہوگئی تھی غدر ۱۸۵۷ء مین جب سب لوگ شہر خالی کرکے خوف جان سے بھاگ گئے آپ سوتھائی کی مسجد مین ہتھیار لگا کر بیٹھ گئے اور قرآن شریف سامنے رکھکر پڑھنے لگے گورہ فوج نے باغی سمجھکر آپ کو بھی شہید کر دیا۔ عقد آپ کا اولاً اپنے ماموں مفتی محمد اصغر بن مفتی ابو رحم کی صاحبزادی سے ہوا جنسے اولاد بھی ہوئی مگر وہ سب خورد سالی مین انتقال کر گئی اور بیوی نے لاولد انتقال کیا دوسرا نکاح آپ کا شیوخ گدیا ضلع بارہ بنکی مین ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی عبدالوہاب اور مولوی عبدالاحد اور مولوی عبدالعزیز یادگار ہوے یہ تینون صاحبزادے اپنے والد ماجد کے بعد عالم بیکسی اور یتیمی مین مبتلا ہوگئے اور فلاح و بہبود کی امید نہ تھی لیکن خداوند تعالے کے فضل و کرم نے سب کو توفیق خیر و صلاحیت دینی و علمی عطا فرمایا کذا فی خیر العمل۔

مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام مذکور۔ مالا کتب علمیہ آپنے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد صاحب سے پڑھین مگر بوجہ عسرت فکر معاش کرنا پڑی اور سند وکالت حاصل کرکے بانسی ضلع بستی مین وکالت شروع کی آخر عمر مین قرآن شریف بھی حفظ کرلیا تھا آپ اپنی دیانت اور سچائی اور سچائی اور تقوی کیوجہ سے حکام عدالت کی نظر و نمین ذی ہبت عزت تھی نہایت عزت و حرمت سے بسر فرمائی بالآخر بانسی مین مرض وجع القلب مین ۱۳۲۰ھ مین انتقال کیا۔ بیعت آپ کو مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کا پہلا عقد مولوی محمد علی بن ملا حید ر ملک العلما کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی فضل الحق بن مولوی امان الحق چھوڑ کر فوت ہوگئین دوسرا عقد مولوی عبدالوہاب صاحب کا دختر مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق سے ہوا یہ لاولد اپنے شوہر کے بعد ۱۳۴۰ھ مین انتقال کر گئین۔

مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم مذکورۃ الصدر۔ آپکی ولادت ۳ ماہ صفر ۱۲۶۶ھ روز سہ شنبہ کو ہوئی۔ کتب درسیہ آپنے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ سے پڑھین اور ادب مولانا محمد فاروق چریا کوٹی تلمیذ مولانا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی سے پڑھا اور فاتحۃ الفراغ مولانا رحمت اللہ بن مولانا نور اللہ سے

غازیپور مین پڑھا اثنائے درس عربی مین آپ کو فارسی کا شوق ہوا اور تمام کتب فارسی درسیہ مولوی عبد الغفور نواسہ مفتی اصغر صاحب سے پڑھین۔ بعد ختم کتب شاعری کا ذوق ہوا آفتاب الدولہ قلق اور حضرت مولانا عبد العلیم آسی غازیپوری تلمیذ مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ اور سید محمد جعفر حسین کاشف سے فن شاعری حاصل کیا تمنا تخلص فرماتے تھے بعد کو اسکے جانب توجہ بہت زائد ہوگئی اور تدریس عربی کیجانب توجہ کامل نہین رہی مولانا رحمت اللہ کے انتقال کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور کے آپ ٹیچر مقرر ہوے اور مولانا رحمت اللہ کے جانشین قرار پائے پھر سلسلہ تدریس جاری کیا اور مشغلہ شاعری بھی موقوف نہین کیا تین دیوان مطبوعہ یادگار ہین علاوہ انکے حاشیہ حدائق النعم اور کنوز الاسرار اور حاشیہ حدائق البلاغۃ آپکے تالیفات مین سے ہین۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اپنی اولاد کے انتقال کیوجہ سے آپ کو صدمات عظیمہ پہونچے مگر آپنے کمال صبر فرمایا جس سے صحت پر اثر پڑگیا آخر مین علیل ہوکر وطن واپس آئے اور ۵ ذیقعدہ یوم پنجشنبہ ۱۳۳۵ھ کو انتقال فرمایا اور باغ مولوی انوار صاحب مین دفن ہوے۔ عقد آپ کا ۲ رجب ۱۲۹۱ھ کو دختر مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ سے ہوا جنسے دو صاحبزادیان ایک ۸ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ کو اور دوسری ۵ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ کو پیدا ہوئین یہ دونون صاحبزادیان نہایت قابل اور کتب عربی و فارسی پڑھی ہوئی اور پابند مذہب تھین انمین سے بڑی کا عقد مولوی عظمت اللہ صاحب بن مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اور دوسری کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی محمد بقا عبد السلام بن مولوی عبد العزیز بن ملا عبد الرحیم کے ساتھ ہوا دونون صاحب اولاد ہوئین مگر دونون کا انتقال اپنے والد ماجد کے سامنے ہو گیا مولوی عبد الاحد صاحب کی ان بیوی سے متعدد لڑکے بھی ہوے مگر سب صغرسنی مین انتقال کرگئے ان بیوی کا انتقال ۹ رجب ۱۳۱۹ھ مین ہوا اور بڑی لڑکی کا انتقال شب ۲۰ شعبان ۱۳۲۲ھ کو اور دوسری کا انتقال ۱۲ رمضان ۱۳۳۰ھ کو ہوا پھر عقد مولوی عبد الاحد صاحب نے غازیپور مین ان جنسے [illegible] کیا جنسے ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوڑکر مولوی عبد الاحد صاحب نے انتقال کیا لڑکی کا عقد موضع بارہ بنکی مین شیخ قادر بخش کے ساتھ ہوا جنکی متعدد اولاد ہین لڑکے کا نام عبد الادن ہے

بھکو اُنکے حالات معلوم نہین غازیپور مین مقیم ہین واللہ اعلم۔

مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام۔ تمام کتب درسیہ آپنے مولانا فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے عـہ اور کتب فارسی بھی ابتدا سے لیکر انتہا تک پڑھے بعد فراغت و ختم کتب درسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ کی کتب درسیہ فقہیہ پر نظر بہت وسیع تھی عالم کامل زاہد و عابد شب زندہ دار تھے بیعت و اجازت آپکو حضرت مولانا عبدالرزاق سے تھی عین شباب مین کسب معیشت کی جانب توجہ کرنا پڑی ایک زمانہ تک اضلاع فیض آباد و گونڈہ مین ملازمت کی اسکے بعد وطن مین قیام کیا اور کاکوری اسکول مین مدرس دینیات مقرر ہوگئے جس پر آخر عمر تک مقرر رہے۔ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین بھی کتب مطولات کا درس آپکے متعلق رہا اور آخر عمر تک مدرسہ مین اعزازاً درس دیتے رہے۔ آپکے تالیفات حسب ذیل ہین تتمہ عمدۃ الرعایہ موسوم بہ حسن الدرایہ حاشیہ کنز حاشیہ موجز یہ کتب طبع ہوگئے ہین حاشیہ میر قطبی آپنے طب بھی حکیم مظفر حسین خان سے حاصل کی تھی جسمین آپکو خاص مہارت تھی گو باقاعدہ مطب کبھی نہین کیا مگر اعزۂ فرنگی محل کا علاج ہمیشہ آپ ہی کرتے تھے۔ مین نے بھی قطبی اور شرح وقایہ اور کتب فارسی و بعض کتب نحو وصرف آپسے پڑھی ہین۔ آپ ۱۳۳۷ھ کے آخر مین بمرض استسقا بیمار ہوے اور ۲۵ صفر ۱۳۳۸ھ کو پیر و مرشد کے وصال کے دن انتقال فرمایا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پیر و مرشد کے مکان مین پڑھائی اور دفن مولوی انوار صاحب کے باغ مین میرے والد کے سرہانے مغربی دیوار سے متصل واقع ہوا۔ عقد آپ کا میری پھوپھی زاد ہمشیرہ دختر مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق سے ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ کو ہوا جنکا انتقال اپنے شوہر کے دو سال کے بعد ۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو ہوا تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑے صاحبزادی کا عقد میرے منجھلے بھائی مولوی سلامت اللہ صاحب سے ہوا یہ صاحبزادی عابدہ زاہدہ شب بیدار ہین صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین ایک مولوی عبدالسلام محمد لقا دوسرے مولوی عبدالقیوم محمد قائم تیسرے مولوی عبدالقادر۔ مولوی عبدالعزیز ۱۳۱۰ھ مین حج و زیارت سے مشرف ہوے تھے

مولوی عبدالسلام عرف محمد لقا بن مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم مذکور۔

عـہ مولوی عبدالعزیز صاحب اور انکے تینون صاحبزادونکو حضرت سید علی ظاہر مدنی سے اجازت حدیث بھی حاصل تھی۔

ولادت آپ کی سہ شنبہ ۲۰ ذی الحجہ سنہ [illegible]ھ کو ہوئی آپ نے کتب درسیہ متوسطات تک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور مولوی عظمت اللہ ابن مولوی احمد اللہ سے پڑھے اور فارسی بھی حاصل کی اسکے بعد انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کیا اسکے بعد محکمۂ زراعت مین ملازمت کر لی اب بنارس مین ملازم سرکاری ہین نہایت نیک نرم دل و صلح جو ہین اور اوراد و اشغال کے پابند ہین بیعت انکو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی انکا پہلا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر خورد مولوی عبد الاحد مذکور سے ہوا جو ایک صاحبزادی چھوڑ کر رمضان سنہ [illegible]ھ مین وفات پا گئین دوسرا عقد کاکوری مین دختر مولوی سعید الدین سے ہوا جنسے اسوقت پانچ لڑکے ایک محمد حیات عبد الرحیم دوسرے عبد الرحمن تیسرے محمد شہاب چوتھے محمد مسعود پانچوین محمد نسیم[عه] عبد العزیز ہین محمد حیات مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین حفظ قرآن کر رہا ہے اور عبد الرحمن اپنے والد کے پاس انگریزی پڑھ رہا ہے بقیہ خورد سال ہین۔ مولوی محمد بقا صاحب کی صاحبزادی کا عقد مولوی عزت اللہ بن مولوی عظمت اللہ کے ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

مولوی عبد القیوم محمد قائم بن مولوی عبد العزیز صاحب مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ ابتدا سے لیکر انتہا تک میرے ساتھ پڑھے اور فاتحۃ الفراغ بھی میرے ساتھ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ علاوہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے جن اساتذہ سے پڑھا ہے انکا تذکرہ میرے حالات مین دیکھنا چاہیے نہایت ہوشیار اور سمجھدار تیز ذکی ہین اور امور دنیاوی کے انصرام کی بھی نہایت اچھی سمجھ رکھتے ہین بعد ختم کتب تدریس کیجانب توجہ کی ابتدا سے مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھانا شروع کیا مولوی عظمت اللہ صاحب کی ملازمت پر واپسی کے بعد مدرسہ کے افسر مدرس مقرر ہوے اور عرصہ تک خدمت انجام دیتے رہے جونپور سے میری واپسی پر مدرسہ حنفیہ جونپور مین افسر مدرس مقرر ہوے اور ابتک بعہدۂ افسر مدرسی وہان مامور ہین جونپور مین مولوی صاحب نے نہایت اچھی عزت حکام و رعایا اور نواب صاحب متولی مدرسہ کی نظر وہین پیدا کر لی ہے۔ نہایت عزت سے بسر کر رہے ہین اور تدریس و تالیف مین متوجہ ہین۔ آپ کی تالیفات

[عه] اس بچہ کا انتقال ہو گیا اور اب ایک اور لڑکا محمد محمود پیدا ہوا ہے ۱۲ منہ ذی الحجہ [illegible]ھ

حسب ذیل ہین۔ مختصر المعانی پر ایک حاشیہ لکھا ہے جو دو جلد مین ہے اور ابھی نا مکمل ہے اور صرف
مین فصول اکبری کے مشکل مقامات کا اردو مین حل کیا ہے اب ایک کتاب منطق مین میری مؤلفہ
کتاب ہدایۃ المنطق کے طرز پر تحریر کر رہے ہین[1]۔ خدا انکو زندہ و سلامت رکھے حضرت استاذ
رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و اجازت ارشاد ہے۔ مولوی صاحب کا عقد قصبہ سدہور ضلع بارہ بنکی
مین شیخ نثار احمد کی دختر سے ہوا تھا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر مین ان بیوی نے لا ولد
بمرض ہیضہ شوال ١٣٤٦ھ مین انتقال کیا مولانا نے اسکے بعد نکاح نہین کیا اور اب تک
ناکتخدا ہین۔

مولوی عبد القادر بن مولوی عبد العزیز مذکور۔ ولادت ٣ جمادی الاخری ١٣١٢ھ
کو ہوئی۔ مولوی عبد العزیز کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہین کتب درسیہ مدرسۂ عالیہ نظامیہ
مین پڑھین اور سند مولانا ١٣٣٢ھ مین حاصل کی حدیث حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی
فنون سپہگری بھی سیکھے ہین نہایت شجاع اور نیک دل ہین۔ بعد ختم کتب مدرسہ نظامیہ مین درس
دینا شروع کیا انکے والد ماجد نے اپنی حیات ہی مین کالون اسکول مین انکو اپنا قائم مقام
کر دیا تھا جسپر اسوقت تک قائم ہین مدرسہ عالیہ نظامیہ مین تکمیل کے بعد سے اسوقت تک
تدریس مین مصروف ہین نہایت توجہ سے سمجھا کر شفقت سے طلبہ کو پڑھاتے ہین۔ عہدۂ افتا
مدرسہ مین انھین سے متعلق ہے جزئیات فقہ پر نظر وسیع رکھتے ہین اعزہ کے کام مین دل سے
امداد کرتے ہین وعظ اور تالیف کے جانب خلاف معمول توجہ نہین ہے۔ عقد انکا مولوی
نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کی بڑی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی
مگر کوئی زندہ نہ رہی۔ اللہ عمر مین برکت کرے اور علم و عمل سے سرفراز کرے۔ بیعت و اجازت
انکو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے انکے والد ماجد نے بھی آخر وقت انکو داخل سلسلہ
کیا اور اجازت اخذ بیعت عطا کی۔ اور حضرت پیر سید ابراہیم سیف اللہ گیلانی زادہ جب
لکھنؤ تشریف لائے تو حسب حکم حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ مولوی عبد القادر اور مولوی
صبغت اللہ اور مولوی محمد شفیع اور جناب قطب میان صاحب نے حضرت موصوف سے بھی بیعت کی۔ اوراد
وظائف خاندانی کے مولوی عبد القادر صاحب پابندی کرتے ہین خدا مجھکو اور انکو توفیق

[1] [illegible] ١٢ صفر [illegible]

کامل خیر کی عطا فرمائے۔ مولوی عبد القادر صاحب نے کتب درسی فارسی ابتدا سے لیکر انتہا تک اپنے چچا مولوی عبد الاحد سے پڑھے ہین۔

حضرت مولانا عبد الوالی بن مولوی ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز

بن ملا سعید بن قطب شہید۔ حضرت والا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ اور آپکے خلیفہ مجاز تھے علاوہ اسکے دیگر سلاسل کی بھی اجازت آپ کو اپنے والد ماجد اور دیگر بزرگان دین سے تھی۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم آپ نے اپنے ماموں مولانا نور الحق بن ملا انوار الحق سے فرمائی اور بعد ختم کتب درسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ فرمائی متفرق کتب درسیہ پر آپکے حواشی ہین ایک مدت تک علم ظاہری کی خدمت مین مصروف رہے اسکے بعد علم باطنی کا آپ پر غلبہ ہوا اور اذکار اور اوراد و اشغال اور علم تصوف اپنے پیر و مرشد سے حاصل کیا اور تدریس کتب درسیہ ترک فرما کر مثنوی شریف کا درس دینا شروع کیا یہ حلقہ درس بہت وسیع ہوتا اور اسمین مثنوی شریف کے نکات عجیبہ و دقائق غریبہ بیان فرماتے۔ اوائل زمانہ مین نہایت عسرت و تنگی سے بسر ہوئی مگر کبھی آپ نے کسب معاش و حصول دنیا کے جانب توجہ نہ فرمائی بعض اوقات متعدد فاقہ کئی دنوں پر ہو جاتے مگر کسی سے تذکرہ نہ فرماتے۔ ارباب دولت کے سامنے کبھی اپنی حاجت لیکر نہین گئے۔ عمر شریف نوے سال کی ہوئی آخر عمر مین ضعف بصر لاحق ہو گیا تھا جسقدر عمر مین زیادتی ہوتی بصارت مین کمی اور بصیرت مین زیادتی ہوتی جاتی باوجود ضعف جسمانی اور آنکھوں سے معذوری مسجد فرنگی محل مین نماز باجماعت آخر زمانہ تک ادا فرمائے مولوی عبد الغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب جو آپکے مرید تھے اُنکے سپرد یہ خدمت تھی کہ حضرت کا ہاتھ پکڑ کر مسجد لیجاتے ایکدن نماز عشا کے وقت بارش شدید ہو رہی تھی مولوی عبد الغفار صاحب حضرت کی زحمت کے خیال سے حاضر خدمت نہوے اور خود مسجد مین نماز ادا کر لی حضرت نے انتظار فرمایا جب معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی تو اسقدر تکلیف قلب مبارک پر ہوئی کہ شب بھر زار و قطار گریان رہے جب مولوی عبد الغفار صاحب نے معذرت کی تو ارشاد فرمایا کہ تمہارا قصور نہین ہے قصور تو میرا ہے کہ مین نے تمہارا انتظار کیون کیا خود کیون

نہ چلا گیا زائد سے زائد گر پڑتا چوٹ آتی تھوڑے دن کے بعد اچھا ہو جاتا۔ حضرت سے سلسلہ رشد و ہدایت بہت وسیع ہوا ہزارہا آدمی آپکے سلسلہ مین داخل ہوے۔ فرنگی محل کے جلیل القدر اکثر علما کو حضرت ہی سے بیعت تھی سواے مولانا عبد الحکیم نبیرۂ بحر العلوم کے خاندان کے فرنگی محل کے اکثر حضرات آپکے سلسلۂ ارادت مین داخل تھے۔ آپکے نانا نے اپنی حیات مین امامت مسجد فرنگی محل آپ ہی کے متعلق کر دی تھی اور خود آپ کی اقتدا فرماتے تھے آخر عمر مین آپنے اسی سنت پر اپنے بھلنجے اور خلیفہ حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو امامت سپرد فرمائی تھی اور خود اقتدا مین نماز پڑھتے چنانچہ اس خاندان مین عموماً یہی دستور ہے کہ جسکو پیر و مرشد اپنا خلیفہ و قائم مقام بنانا چاہتا ہے اُسکے سپرد جمعہ کی امامت کر دیتا ہے حضرت کی وفات شریف شب ۲۲ رشعبان ۱۲۶۹ھ کو واقع ہوئی دفن مبارک ۲۲ رکی صبح کو واقع ہوا۔ مولوی عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق نے تاریخ انتقال "کنت کنزاً مخفیاً" سے نکالی ہے۔ مزار شریف آپ کا حضرت مولانا عبد الحق اور مولانا عبد العزیز رحمہما اللہ کے مزارونکے درمیان ہی پہلے قبر شریف خشتی تھی اور قبہ مزار مبارک پر نہ تھا حضرت کے خلیفہ برحق حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے مزار پر مع چادر اور مزارونکے نہایت خوبصورت قبہ بنوایا اور حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزارات سنگی بنوا دیے اور مقبرے کے متصل شرقی جانب حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار و نیز سہری حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بنوائی ہے۔ اب مزارات کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

مقبرہ — جنوب — سہری

مغرب	مزار حضرت مولانا محمد [illegible]	انوار [illegible]	مولانا عبد الرزاق	مولانا عبد الحق	مولانا عبد الوالی	مولانا عبد العزیز	والدہ ماجدہ مولانا عبد الحق صاحب	مولانا عبد الوہاب صاحب	مشرق

شمال

حضرت کا ملفوظ حضرت کے مرید مجاز مولوی عبد الغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب نے تحریر کیا ہے جسکا نام الاسرار العالیہ فی مناقب الوالیہ ہے۔

(تنبیہ) مزارات پر قبہ بنانے کے متعلق اختلاف بین العلما ہے حضرات اہل تصوف

اور ایک گروہ علماے ظاہرین متاخرین کا اُسکے جواز بلا کراہت کا قائل ہی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قبہ کے متعلق لکھا ہے " ولیتہا لم تبن" حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مکروہ تحریر فرمایا ذہو عندی اقرب الی الحق۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپکا عقد اولاً دختر مولانا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے ہوا جب اُنسے کوئی اولاد نہین ہوئی تو دوسرا عقد ضلع بارہ بنکی مین ہوا جنسے متعدد اولادین ہوئین مگر زندہ صرف تین صاحبزادیان رہین ایک صاحبزادی کا عقد مولوی لمعان الحق بن مولوی برہان الحق سے اور دوسری کا مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن غلام یحیٰے خان سے ہوا یہ دونون صاحبزادیان لاولد فوت ہوگئین۔ تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی غلام مرتضٰے بن ملا غلام زکریا سے ہوا جنسے اولاد ہے جنکا ذکر آگے آئیگا

مولانا عبدالحلیم بن مولانا امین اللہ۔ ولادت ۱۲ شعبان ۱۲۳۹ھ مین ہوئی بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی اور مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور مفتی محمد اصغر اور مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ سے پڑھین اور سولہ برس کے سن مین ختم کتب کیا مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث سے حدیث حاصل کی عمر بھر تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رہا پہلے وطن ہی مین پھر باندہ مین نواب ذوالفقار الدولہ کے مدرسہ مین ملازم ہوگئے وہان ۹ سال قیام کے بعد جونپور مین حاجی امام بخش کے مدرسہ مین چلے گئے اور تقریبًا دس سال وہان درس مین مصروف رہے اسکے بعد حیدرآباد دکن مین مدرسہ سرکاری مین مدرس مقرر ہوے ۱۲۷۹ھ مین اہل و عیال کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوے اور وہان شیوخ حدیث سے اجازت حدیث حاصل فرمائی وہانسے واپسی پر حیدرآباد مین عدالت عالیہ کے عہدہ پر تقرر ہوا امرا و رؤساے حیدرآباد مین نہایت اعزاز و احترام سے بسر فرمائی خواص و عوام سب آپکے گرویدہ تھے جمادی الآخر ۱۲۸۳ھ مین وطن تشریف لائے اور صاحبزادے کے عقد سے فراغت حاصل کی اعزاے وطن مصر ہوے کہ اب وطن مین قیام فرمائیے اور مولوی حیدر بخش بن مولوی حاجی امام بخش جونپوری کا اصرار تھا کہ آپ جونپور تشریف لیچلین مگر قضا و قدر نے کسی کی عرض معرض قبول مین آنے نہ دی سال بھر کے بعد حیدرآباد واپس ہوے اور چند ہی دنون کے بعد علالت شروع ہوئی بظاہر

اور سل کا مرض تھا مگر کسی مخالف کا سحر بھی باطن مین کام کر رہا تھا یہانتک کہ شعبان تک مرض ایسی حالت پر پہونچگیا کہ حیات سے نا امیدی ہوگئی اپنے صاحبزادے کو وصایا فرمائے اور اجازت حدیث عطا فرمائی اور بیعت لیکر داخل سلسلۂ قادریہ رزاقیہ کیا آخر ۲۹ شعبان یوم دوشنبہ ۱۲۸۵ھ بوقت صبح انتقال کیا تاریخ وفات "عالم باعمل نمود قضا" سے حیدرآباد ہی مین شاہ یوسف قادری کے پائین مزار دفن واقع ہوا بیعت و اجازت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی تلامذہ اسقدر کثرت سے تھے کہ سب کا شمار دشوار ہے جنمین سے اکثر خود صاحب تالیف و تصنیف ہوے۔ آپ کی تالیفات کثرت سے ہین جو نہایت مفید و نافع ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (منقول از عمدۃ الرعایہ) رسالہ فی الاشارۃ بالسبابۃ فی التشہد، حاشیۂ شرح العقائد الجلالی المسماۃ بحل المعاقد، نظم الدرر فی سلک شق القمر، اعمال النظر بعبارۃ شق القمر، التحلیۃ شرح التسویۃ، نور الایمان فی آثار حبیب الرحمٰن، الاملاء فی تحقیق الدعاء، ایقاد المصابیح فی التراویح، غایۃ الکلام فی بیان الحلال و الحرام، خیر الکلام فی مسائل الصیام، القول الحسن فیما یتعلق بالنوافل و السنن، عمدۃ التحریر فی مسائل اللون و اللباس و الحریر، السقایۃ شرح الہدایۃ، قمر الاقمار حاشیۂ نور الانوار، رسالۃ فی احوال رحلۃ الی الحرمین، التعلیق الفاضل فی مسئلۃ الطہر المتخلل، رسالہ فی تراجم علماء الہند، رسالہ فی جمع فتاوے، التحقیقات المرضیہ بحل حاشیۃ الزاہدیۃ علی الرسالۃ القطبیہ، القول الاسلم بحل شرح السلم، الاقوال الاربعۃ، کشف المکتوم بحل حاشیۃ بحر العلوم، القول المحیط فیما یتعلق بالجعل المولف و البسیط، معین الغائصین فی رد المغالطین، الایضاحات لمبحث المختلطات، کشف الاشتباہ بحل حمد اللہ، البیان العجیب فی شرح ضابطۃ التہذیب، کاشف الظلمۃ فی بیان اقسام الحکمۃ، العرفان، حاشیۃ النفیسی شرح موجز الطب، الحاشیہ علی الحاشیۃ القدیمۃ للدوانیہ، شرح شرح التجرید للقوشجی، حاشیۂ بدیع المیزان، حاشیۂ المعرج۔ یہ امر خاصکر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض درسی کتابونپر آپنے مختصر حواشی جو مابین السطور کے طور پر کہے جاسکتے ہین۔ تحریر فرمائے تھے اور خاصکر اختصار کو مدنظر رکھا تھا بعد کو وہ بصورت حاشیہ طبع ہوگئے اور اگرچہ طلبہ کیلیے وہ بھی نفع کثیر سے خالی نہین مگر مدرسین زمانہ خیال کرتے ہین کہ اسقدر اختصار مخل بالمقصود ہوگیا ہے اصلی وجہ اسکی معلوم ہونیسے غالبًا اعتراض باقی

نہین ہوگا۔ مولانا کے تالیفات اور مولانا کے مفصل حالات آپکے صاحبزادے نے مقدمہ سعایہ
وعمدۃ الرعایہ اور ایک خاص تصنیف حسرۃ العالم بوفاۃ مرجع العالم مین ذکر کیے ہین جسکو خواہش ہو
دیکھ لے۔ آپ کا عقد مولوی ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر کی بڑی صاحبزادی سے ہوا
جنسے صرف ایک نامور صاحبزادے جو امۃ واحدہ کہے جانیکے مستحق تھے یادگار رہے ان
صاحبزادے کا اسم گرامی مولوی عبد الحی تھا آیۃ اللہ فی العالمین وارث علوم سید المرسلین
فخر خلف یادگار سلف مجدد المائۃ الرابع عشرۃ مولانا واستاذ استاذنا مولوی حافظ ابو الحسنات
محمد عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ حق یہ ہے کہ ہمارے محلہ مین اس ذات گرامی کی کوئی نظیر سابق مین سوائے
بحر العلوم کے دوسری نہین ہوئی ہے اور اگر مولانا کو وہی عمر اور سن ہمارے محلہ کی خوش قسمتی
سے ملجاتا جو بحر العلوم کو ملگیا تو یقیناً یہ شہسوار میدان علم و عمل جامع علوم معقول و منقول و فقیہ
و منطقی و محدث و واعظ اپنے اکابر تو کیا سچ تو یہ ہے کہ ابن ہمام اور عینی ایک طرف صدر الشریعہ
اور تاج الشریعہ سے بازی لیجاتا مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور افسوس صد افسوس کہ یہ شمس
سمائے تحقیق یہ بدر فلک تدقیق صرف ۳۹ سال رونق عالم و ضیا بخش عالم رہا اور اسکے
بعد غروب ہوگیا۔ مگر غروب کے بعد بھی جو شفق دینی یادگار کے طور پر چھوڑ گیا ہے جبتک
علوم اسلامیہ کا دربار مسلمانون مین گرم ہے وہ ہمیشہ روشنائی بخش عالم رہیگی اور اہل علم
اُسکے احسان گرانبار سے اپنے سرونکو اٹھا نہین سکینگے۔ اس آفتاب علم کا طلوع بمقام باندہ
یوم سہ شنبہ ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۴ھ کو ہوا اور مولوی فصیح اللہ نے سنہ ۱۲۶۴ھ اور مصرع تاریخ
"مہر افلاک حشمت و اقبال" لکھا ہے۔ حفظ قرآن کے بعد ابتدائی کتاب کی تحصیل
مولوی خادم حسین سے کی اور بقیہ کتب درسیہ اپنے والد ماجد کے سوا کسی سے نہین پڑھے
صرف علوم ریاضیہ کے کتاب اپنے والد کے ماموں مولانا نعمت اللہ ابن مولانا نور اللہ سے والد
ماجد کے انتقال کے بعد پڑھے جسکے متعلق آپکے استاذ کا خیال یہ تھا کہ محض حصول تبرک کیلیے
پڑھتے ہین ورنہ ضرورت کا سوال نہین ہے۔ والد ماجد کے انتقال تک حیدرآباد مین
قیام رہا بعد انتقال والد ماجد ارکین سلطنت نے والد کا قائم مقام کرنا چاہا آپکے حیدرآبادی
اعزہ کا قبول پر اصرار تھا مگر اس عالی حوصلہ ذات نے خدمت علم مین حرج کے خیال سے عسرت مینا

بسر کرنا گوارا کیا اور عہدہ کے قبول سے انکار کر دیا اور وطن واپس آکر خدمت علم شروع کی دنیائے اسلام جانتی ہے کہ کیا اور کسقدر اور کتنی اہم خدمات علمی مولانا نے کیے خود مولانا نے جو اپنا تذکرہ مختلف کتب مین لکھا ہے اُسی کو دیکھکر معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر علمی روایات کی یہ ذات گرامی حامل تھی۔ آپکے بعد آپکے تلمیذ استاذی و استاذ استاذی مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد نے حسرۃ الفحول بوفات نائب الرسول کے نام سے آپ کا تذکرہ لکھا ہے اور مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم نے بھی آپ کا تذکرہ سراپا غم کے نام سے تحریر کیا ہے جسکو مفصل حالات اس بزرگ شمس کمال کے دیکھنا ہو ان کتابون کو دیکھے۔ وطن کی واپسی پر بدستور خدمت علمی مین محو ہو گئے کثرت محنت نے صحت خراب کر دی صرع کے دورے ہونے لگے باوجود ہر ممکن کوشش کے کسیطرح مرض دفع نہین ہوا پھر بھی تھوڑے افاقہ پر پھر محنت شروع ہو جاتی جو صحت کو اور زیادہ مضر ہو جاتی آخرالامر ۲۹ ربیع الاول کو ابتدا سے روز سے طبیعت کچھ خراب تھی مگر میرے والد کے یہان تقریب ذکر ولادت شریف مین ہشاش بشاش شریک ہوے اور کشادہ پیشانی سے مہانداری مین مصروف رہے شب کو گھر پر اعزہ سے حسب معمول باتین کرتے رہے اسکے بعد آرام فرمانے تشریف لیگئے نصف شب کے قریب دورہ صرع کا ہوا تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہو گیا دوبارہ پھر دورہ ہوا اور پھر افاقہ ہو گیا تیسرے دورہ نے کام تمام کر دیا اور فرنگی محل کی اس شمع روشن کو بجھا دیا اولاً سکتہ کا خیال ہوا ڈاکٹرون اور حکیمون نے دیکھکر بتا یا کہ آفتاب علم آمد در زوال ہے جسوقت یہ خبر فرنگی محل کے گھرون تک پہونچی یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرنگی محل کا ہر گھر ماتمکدہ بنگیا ہے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جد امجد حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو مین نے کبھی روتے ہوے نہین دیکھا سوا اُسدن کے جسکی شب کو حضرت اخی معظم مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ شہر مین جسوقت خبر ہوئی ہر مسلمان افتان و خیزان تباہ حال فرنگی محل پہونچا۔ اور اس خبر کی تصدیق سے خود سکتہ کے عالم مین ہو گیا، دوپہر کے قریب جنازہ تیار ہوا اور بعد زوال حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً نماز جنازہ پڑھائی دوسری نماز مزار حضرت مخدوم شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ مین مولانا عبد الوہاب بن حضرت مولانا عبد الرزاق

رحمہا اللہ نے پڑھائی اور تیسری نماز باغ مین مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحلیم نے ادا کی کفن مین حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے عمامہ اپنے دست مبارک سے باندھا، مزار احاطۂ باغ مولانا انوار مین مغربی دیوار سے متصل خام ہے۔ اُسکے گرد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ مرمر کی خوبصورت جالی لگوائی ہے۔ کثرت تلامذہ کی وجہ سے اُنکا شمار دشوار ہے۔ مولانا انوار اللہ استاذ اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کو بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے اول سے لیکر ختم کتب تک تلمذ رہا ہے۔ تالیفات کی فہرست خود مولانا نے اور آپکے تذکرہ نویسون نے لکھی ہے اور گو سوانح عمری مصنفۂ مولوی عبد الحمید صاحب مین بعض کتابون کے متعلق تشریحات مین نہایت افسوسناک تسامحات ہو گئے ہین تاہم مولانا کی تالیفات اور تلامذہ کا اس سے علم ہو سکتا ہے۔ مین پوری فہرست مولانا کے مولفات کی یہان درج کرتا ہون۔

تصانیف حضرت مولانا محمد عبد الحی قدس اللہ سرہٗ

تبیان۔ تکملۃ المیزان۔ شرح تکملۃ المیزان۔ امتحان الطلبہ فی الصیغ المشکلہ۔ چار گل۔ ازالۃ الجمد عن اعراب اکمل الحمد۔ خیر الکلام فی تصحیح کلام الملوک ملوک الکلام۔ الہدیۃ المختاریہ فی شرح الرسالۃ العضدیۃ۔ ہدایۃ الورے الی لواء الہدے۔ مصباح الدجے فی لواء الہدے۔ نور الہدے علم الہدے تکملۃ لواء الہدے۔ التعلیق العجیب لحل حاشیۃ الجلال علی التہذیب۔ حل المغلق فی بحث المجہول المطلق۔ حاشیۂ شرح تہذیب عبد اللہ یزدی۔ حاشیۂ میرزاہد رسالہ شرح رسالہ قطبیہ۔ حاشیۂ میرزاہد ملا جلال۔ حاشیۂ بدیع المیزان۔ حاشیۂ رسالہ قطبیہ۔ الکلام المتین فی تحریر البراہین۔ میسر العسیر فی بحث المثناۃ بالتکریر۔ الافادۃ الخطیرہ فی بحث سبع عرض شعیرہ۔ دفع الکلال عن طلاب تعلیقات الکمال۔ تعلیقات الحمائل علی حواشی الزاہد علی شرح الہیاکل۔ المعارف حاشیۂ شرح المواقف۔ حاشیۂ صدرا۔ حاشیۂ میبذی۔ حاشیۂ شمس بازغہ۔ حاشیۂ موجز۔ تکملۂ حاشیۂ نفیسی۔ الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ۔ التعلیقات السنیہ حاشیۂ للفوائد البہیہ۔ طرب الاماثل فی تذکرۃ الاوائل۔ النصیب الاوفر فی تراجم علماء المائۃ الثالثۃ عشر۔ خیر العمل فی تراجم علماء فرنگی محل۔ فرحۃ المدرسین بذکر المولفات والمولفین۔ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر۔ مزیلۃ الدرایۃ لمقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ السعایہ۔ مقدمۃ عمدۃ الرعایہ

مقدمۃ التعلیق الممجد۔ ابراز الغی الواقع فی شفاء العی۔ تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد۔ حسرۃ العالم بوفات مرجع العالم۔ طبقات الحنفیہ۔ تبصرۃ البصائر فی احوال الاواخر۔ القول المنثور فی ہلال خیر الشہور۔ القول المنثور علی القول المنشور۔ الفلک الدوار فیما یتعلق برؤیۃ الہلال بالنہار۔ الاجوبۃ الفاضلہ لاسئلۃ العشرۃ الکاملہ۔ الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل۔ تحفۃ النبلا فی جماعۃ النسا۔ الافصاح عن شہادۃ المرأۃ فی الارضاع۔ قوت المغتذین بفتح المقتدین۔ الفلک المشحون فی انتفاع الراہن والمرتہن بالمرہون۔ تحفۃ الطلبہ فی مسح الرقبہ۔ تحفۃ الکملہ۔ نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر۔ النفحۃ بتحشیۃ النزہۃ۔ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر۔ خیر الخبر فی اذان خیر البشر۔ الہسہسہ بنقض الوضوء بالقہقہہ۔ رفع الستر عن ادخال المیت وتوجیہہ الی القبلۃ فی القبر۔ غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال۔ ظفر الانفال حاشیہ غایۃ المقال۔ افادۃ الخیر فی الاستیاک بسواک الغیر۔ التحقیق العجیب فی التثویب۔ احکام القنطرۃ فی احکام البسملۃ۔ القول الاشرف فی الفتح عن المصحف۔ تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار۔ نخبۃ الانظار حاشیہ تحفۃ الاخیار۔ امام الکلام فی القرأۃ خلف الامام۔ غیث الغمام۔ زجر ارباب الریان عن شرب الدخان۔ ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان۔ ردع الاخوان عما احدثوہ فی جمعۃ آخر رمضان۔ آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس۔ الانصاف فی حکم الاعتکاف۔ اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعہ۔ تدویر الفلک فی حصول الجماعۃ بالجن والملک۔ القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم۔ ہدایۃ المعتدین فی فتح المقتدین۔ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل۔ نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل۔ حسن الولایہ۔ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ۔ السعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ۔ حاشیہ جامع صغیر۔ حاشیہ ہدایہ جلد اول۔ حاشیہ شریفیہ۔ حاشیہ توضیح تلویح۔ حاشیہ شرح عقائد نسفی۔ حاشیہ خیالی۔ التعلیق الممجد علی موطا امام محمد۔ الآثار المرفوعہ فی ذکر الاحادیث الموضوعہ۔ حاشیہ حصن حصین۔ ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی۔ الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات۔ اللطائف المستحسنۃ بجمع خطب شہور السنۃ۔ زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس۔ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس۔ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم۔

الکلام المبرور فی رد القول المنصور۔ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور۔ عمدۃ النصائح۔
زجر شبان و الشیبہ عن ارتکاب الغیبہ۔ جمع الغرر فی رد نثر الدرر۔ تحفۃ الثقات فی تفاصیل اللغات
ان تالیفات کے بارے مین صرف سقدر لکھنا چاہتا ہون کہ اگر مولانا کی کوئی اور تصنیف
نہوتی اور صرف چار کتابین آپ کی مولفہ ہمارے ہاتھ مین ہوتین تب بھی مولانا کی عظمت
شان اور مرتبہ علمی جاننے کیلیے کافی تھین یہ چار کتابین چار فنون مختلفہ کی ہین ایک مصابیح الدجی
یعنے حاشیہ غلام یحیی بر میر زاہد رسالہ کا مبسوط حاشیہ جو مولانا کی وسعت نظر اور قوت علمی
اور منطق مین بے مثل محقق ہونے کا گواہ ناطق ہے دوسرے سعایہ یعنی شرح وقایہ کا حامل المتن
حاشیہ امیر اتقانی نے اپنے حاشیہ ہدایہ کے متعلق جو کچھ اپنے قلم سے لکھا ہے وہ سب مولانا کی اس
کتاب کے متعلق کہا جاسکتا ہے اور صحیح طور پر کہا جاسکتا ہے اگر اس کتاب کو علامہ صدر الشریعہ
دیکھتے تو وہ مولانا کے ہاتھونکو محبت سے چوم لیتے۔ اگر یہ کتاب تمام ہو جاتی تو یقیناً علمائے زمانہ
بحر رائق اور فتح القدیر کو بھول جاتے۔ تیسرے موطا امام محمد کا مبسوط حاشیہ یعنے التعلیق الممجد
اس حاشیہ کی کیا تعریف کیجائے سوائے اسکے کہ علمائے متاخرین مین اسکی کوئی نظیر
عمدۃ القاری کے بعد نہین ہوئی۔ (بحث صرف محققانہ تحریر سے ہے) اور بے تعصبی اور الحق
احق بالاتباع کے اعتبار سے توکسی آخری دور کے عالم کا آپ سے مقابلہ ہی نہین کیا جا سکتا۔
چوتھے ظفر الامانی اصول حدیث مین بے مثل رسالہ ہے جو گو رسالہ سید شریف کی شرح ہے
مگر حق یہ ہے کہ وہ خود ایک مستقل تالیف ہے اور اسکے بعد مقدمہ ابن صلاح کی بھی ضرورت
طالبان علم کیلیے باقی نہین رہتی۔ اگر فرصت ہوئی توکسیوقت مولانا کے کتب پر تبصرہ
لکھونگا۔ مولانا کا عقد حسب بیان مولوی فصیح اللہ ۱۲۸۳ھ مین مولوی مہدی بن مفتی محمد یوسف کی
بڑی صاحبزادی سے ہوا جنسے اولاً کوئی اولاد نہین ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے تمنائے
اولاد مین آپ کو بانسہ شریف حاضر ہونے کی تاکید کی آپ حضرت سید السادات کے
مزار پاک پر حاضر ہوے اور چلہ باندھکر وطن واپس آئے خدا نے متعدد اولادین دین مگر
زندہ صرف ایک صاحبزادی رہین جو مولوی محمد یوسف بن مولوی قاسم صاحب بن مولوی
مہدی صاحب کو بیاہی گئین جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین اور بقید حیات ہین۔

جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب قبلہ پہلواروی نے بانسہ شریف حاضر ہونے کی دوسری وجہ
مجھ سے بیان فرمائی وہ ارشاد فرماتے ہین کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ایک زمانہ مین درد شکم کی
شکایت لاحق ہوئی جو باوجود ہر طرح کے معالجے کے کسیطرح دفع نہین ہوتی تھی مولانا کی والدہ
صاحبہ آپ کو ہمراہ لیکر بانسہ شریف حاضر ہوئین اور درگاہ شریف کے حجرہ مین قیام کیا تو
خود دوسری جگہ مقیم تھے صبح کو روزانہ درگاہ شریف حاضر ہوتے اور والدہ کو سلام کرنے جاتے
ایکدن حسب معمول والدہ صاحبہ کے پاس تشریف لیگئے والدہ صاحبہ نے پان دیا مولانا نے
نوش فرمالیا اسکے بعد دوبارہ والدہ صاحبہ نے پان دیا، در آپ نے نوش فرمالیا تھوڑی
دیر کے بعد والدہ صاحبہ نے دریافت کیا کہ تمکو پان کھانیسے کوئی تکلیف تو نہین ہوئی
آپنے متعجبانہ دریافت فرمایا کہ تکلیف کی کیا وجہ تھی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ دونون
پانون مین تمباکو تھی اور تمکو تمباکو کھانے سے فوراً استفراغ ہو جاتا ہے اور بہت تکلیف ہوتی
ہے مولانا نے فرمایا کہ اسوقت تو کچھ تکلیف نہین ہوئی آپ کی والدہ نے فرمایا کہ شب کو
مین نے حضرت سید السادات رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا کہ ایک پتی دست مبارک
مین ہے اور ارشاد فرماتے ہین کہ عبد الحی کو یہ کھلا یا کرو مین اُس پتی کو پہچان نہین سکی تھی
سوقت جب تم آئے تو اتفاقاً میرے پاس تمباکو کے ڈنٹھل رکھے تھے تمھین پان دیتے
وقت اُسپر نظر پڑی اور فوراً خیال آگیا کہ حضرت کے دست مبارک مین یہی تھے اسکے بعد
سے مولانا نے تمباکو کا استعمال کرنا شروع کیا اور دو ہی تین دن کے عرصہ مین اللہ تعالیٰ
نے صحت کاملہ ایسی عطا فرمائی کہ پھر کبھی اس مرض کا عود نہین ہوا[عـــہ]۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ
ایک مرتبہ دہلی بھی تشریف لیگئے تھے اور وہان مزارات مبارک حضرت قطب صاحب
وحضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہما پر اولاً (ریل سے اُترتے ہی) حاضر ہوے مولانا نذیر حسین
صاحب نے واپسی پر مزاحاً مولانا سے فرمایا کہ پہلے زندہ پیرون سے ملنا چاہیے تھا اُسکے بعد
مردون کے پاس جاتے مولانا نے فرمایا کہ اُنکی موت کی حالت بھی ہماری زندگی سے
ہزارہا درجہ بہتر ہے اسلیے پہلے مین اُن حضرات کے پاس حاضر ہوا جنکو حقیقی حیات حاصل
ہو گئی ہے۔ حافظ قدرت اللہ حجہ نپوری مرید مفتی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مجھسے بیان کیا

عـــہ لیکن [illegible] بعد دو علیحدہ علیحدہ وقتون مین مولانا بانسہ شریف بہت مرتبہ حاضر ہوے [illegible] ۱۲ منہ

کہ جس زمانہ مین مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد جونپور مین تھے مولانا حفظ قرآن فرماتے تھے اور ۹-۱۰ برس یا اس سے کچھ کم و بیش سن تھا اس زمانہ مین مولانا نہایت بدشوق اور کھیل کود کے جانب مائل تھے باوجود والد کی سخت کوشش کے کسیطرح پڑھنے کیطرف توجہ نہین کرتے تھے والد ماجد آپ کی جانب سے مایوس تھے اور کہا کرتے تھے کہ افسوس میری بدقسمتی ہے کہ یہ لڑکا اسقدر بدشوق ہے اب علم میرے خاندان سے چلا جائیگا حافظ صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد مولانا کے والد حیدرآباد چلے گئے اس واقعہ کے ۲۵-۲۶ برس کے بعد جب کہ مولانا پر ایک شخص کو مسلمان کرنے کی وجہ سے مقدمہ قائم ہوگیا تھا اور آپ کو اس کی وجہ سے صوبہ بہار تشریف لیجانا پڑا تھا واپسی پر اہل جونپور کے بیحد اصرار پر مولانا ایکدن کیلیے جونپور مین قیام فرمایا تھا جامع مسجد مین وعظ ہوا حافظ صاحب کہتے تھے کہ جامع مسجد اور اُسکے باہر جہانتک نظر کام کرتی تھی لوگ مشتاقانہ کھڑے تھے بعد وعظ جب مولانا پالکی پر سوار ہوے تو ہر شخص اس تمنا مین ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا کہ مولانا کی ایک مرتبہ زیارت ہی کرلے۔ مولانا کی پالکی کے گرد علما مودب ساتھ ساتھ تھے۔ مین بھی مولانا کے جاے قیام پر پہونچا مولانا سے اپنا تعارف کرایا مولانا نے کھڑے ہوکر مجھکو لپٹا لیا مین نے مولانا سے اُنکی گذشتہ زمانہ کی بدشوقی اور اُنکے والد کی خفگی کا تذکرہ کیا مولانا نے ہنسکر فرمایا کہ یہ محض خداتعالیٰ کا احسان ہی جو مجھکو کچھ آگیا انتہی۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ؕ

اولاد استاذ الہند (حرف ب)

بحر العلوم مولوی عبد العلی بن ملا نظام الدین استاذ الہند بن قطب شہید۔

ابوالعیاش کنیت تھی ولادت شریف استاذ الہند کی دوسری زوجہ کے بطن سے ۱۱۴۲ھ مین ہوئی کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑہے اور اٹھارھوین سال فراغت حاصل کی اسی سال آپکا نکاح قصبہ کاکوری مین والد ماجد نے کیا اور اُسکے بعد ہی آپکے نامور والد کا انتقال ہوگیا۔ اب آپ کو شغف علمی پیدا ہوا ملا کمال الدین شاگرد استاذ الہند کی خدمت مین جاکر مباحثہ شروع کیا اور اس طریقہ پر علم کی ترقی مین مصروف ہوے خود ارشاد

فرماتے تھے کہ مولانا کمال کے پاس جاکر مین کسی مسئلہ پر بحث شروع کرتا اور کمال جسارت سے بے
تکلفانہ مباحثہ کرتا ملا کمال ناخوش نہوتے اور نہایت توجہ سے نکات و مشکلات مسائل حل
فرماتے جس سے میرا علم یونا فیونا بڑھتا لوگ ملا کمال سے کہتے کہ اسقدر رعایت ان صاحبزادہ کی
مناسب نہین ہے مگر ملا کمال فرماتے کہ میرے مخدوم زادے ہین جو کچھ مجھکو آیا ہے انھین کے
والد سے ملا ہے یہ صاحبزادے اس سن مین کلام قدما و متاخرین سے جسقدر واقف ہین انکے
والد بھی اس سن مین اسقدر واقف نہونگے۔ مین نے اپنے اکابر سے سنا ہے کہ چونکہ استاذ الہند کے
یہی ایک صاحبزادے تھے اور آخر عمر مین پیدا ہوے تھے اسلیے محبت و پیار مین زائد بسر ہوئی والد
ماجد کے انتقال کے وقت گو کتب درسیہ کی تحصیل سے فراغت ہو چکی تھی مگر علم کی جانب رغبت
نہ تھی اُس زمانہ مین دستور تھا کہ فاتحۃ الفراغ پڑھنے والے شاہ پیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
عرس کے موقعہ پر حاضر ہوتے اور اس عرس مین اکابر علماے وقت موجود ہوتے اُنکے
سامنے دستاربندی ہوتی استاذ الہند کی زندگی مین استاذ الہند ہی اُس مجلس کے صدر و مسند
نشین ہوتے جس سال حضرت کی وفات ہوئی اُسی سال آپکی وفات کے بعد جب موقعہ دستاربندی کا آیا حضرت
بحر العلوم بھی موافق معمول کے گئے مگر صرف تماشہ دیکھنے کو بٹیر کی کابک ہاتھ مین تھی جسوقت
دستاربندی کی رسم ادا ہونے لگی تو مجمع بہت زائد تھا بحر العلوم اس رسم کو دیکھنا چاہتے تھے اور
اس غرض سے آگے بڑھے مگر کسی طرف سے کثرت مجمع کیوجہ سے جانے نہین پاتے تھے آخر ایک
طرف سے جانے لگے تو کسی نے زور سے انکو دھکا دیا اور کہا کہ کہان بڑھے چلے جلتے ہو بحر العلوم
نے جواب دیا کہ مجھکو نہین جانتے مین ملا نظام الدین کا لڑکا ہون اُس شخص نے کہا کہ
سبحان اللہ استاذ الہند کے اگر تم بیٹے ہوتے تو مسند پر صدر مین ہوتے یا یہان بٹیر کی
کابک ہاتھ مین لیے ہوے ہوتے مولانا کی حمیت جوش مین آگئی کابک وہان ہی توڑ ڈالی
اور بٹیرین اُڑا دین اور گھر آکر کتاب بغل مین لی اور پدر بزرگوار کے مزار پر حاضر ہو کر
دیر تک گریان رہے اسکے بعد کتاب کھولکر مطالعہ شروع کیا جہان ذرا بھی اشکال ہوتا
روحانیت پدر بزرگوار سے مدد پاتے یہانتک کہ فاضل بے نظیر جامع معقول و منقول
عالم علوم ظاہر و باطن ہو گئے مدت تک فیض علم لکھنؤ مین جاری رہا اسکے بعد ایک قضیۂ مذہبی

کیوجہ سے سکونت لکھنؤ کو خیر باد کہنا پڑا اولاً شاہجہانپور پھر رامپور تشریف لیگئے وہان سے
بوہار ضلع بردوان تشریف لیگئے اور بعد چندے مدراس رونق افروز ہوے سوا سے
شاہجہانپور کے جس جگہ تشریف لیگئے وہان کے نواب یا رئیس کی طلب ہی پر تشریف
لیگئے۔ اور ہر جگہ عزت و احترام زائد ہی ہوتا مدراس پہونچے تو بیرون شہر سے علما و
اعیان دولت نے استقبال کیا آپ پالکی پر سوار اور تمام اعیان دولت پاپیادہ ہمراہ اس
شان سے نواب کرناٹک کے دولت خانہ پر پہونچے نواب دروازہ تک مع شاہزادونکے
استقبال کو آئے آپ نے پالکی سے اُترنے کا ارادہ فرمایا نواب نے کسیطرح اُترنے نہ دیا اور
خود پالکی کو کاندھا دیکر صدر مقام تک لیگیا مولانا کو صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ سامنے
بیٹھا نواب کرناٹک اصل مین اودہ ہی کے قصبہ گوپامؤ کے رہنے والے تھے وہ مولانا اور
آپکے والد ماجد کی عزت و احترام سے خوب واقف تھے۔ غرضکہ مولانا کا گرانقدر مشاہرہ
ایکہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا اور آپکے داماد ملا ازہار الحق کا بھی سو روپیہ ماہوار وظیفہ
مقرر کیا مولانا کمالِ عزت و احترام سے مدراس مین رونق افروز رہے نواب نے مولانا کیلیے
ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرادیا اُسی مین مولانا درس دیتے تھے نواب صاحب عمر بھر پہلے ہی
کیطرح حضرت کی آمد پر احترام کرتے اور دروازہ تک رخصت کرنے جاتے ملک العلماء کا
خطاب نواب صاحب ہی نے دیا تھا۔ اطراف واکناف سے لوگ سفر کرکے مدراس تحصیل علم کرنے جاتے
مولانا تالیف و تدریس مین برابر زیادتی فرماتے جاتے آپکے زمانہ ہی مین آپ کی تصانیف
ہندوستان مین مشہور ہو گئے تھے علم باطنی کو اپنے والد ماجد سے بطریق روحانیت حاصل
کیا تھا مگر آپ کو اجازت سلاسل اپنے والد ماجد سے بالمشافہہ بھی تھی اور دیگر سلاسل کی بھی
اجازت شاہ امین اللہ سید نوری سے تھی علاوہ اسکے حضور رسالت کی روحانیت
پاک سے اسقدر مناسبت زائد تھی کہ عالم بیداری مین زیارت شریف سے سرفراز ہوے
اور اس زیارت مین واسطہ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا اسلیے اس سلسلہ
مین جس کسیکو داخل فرماتے اسی ایک سلسلہ سے شجرہ عنایت فرماتے اور مرید سے فرماتے
کہ مین تمھارا ذمہ دار ہون حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ سے شغف اعتقاد تھا اور کتب

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کا بکثرت مطالعہ فرماتے اور متشابہات کی تاویل صحیح فرماتے
آپ کے تصانیف وتالیفات بھی کثرت سے ہین اور حق یہ ہے کہ ملا مبین رحمۃ اللہ علیہ
تک فرنگی محل مین کوئی عالم آپ کے تالیفات وتصنیفات کا مقابلہ نہین کر سکتا اگر کوئی کثرت
تالیفات وتدقیقات جملہ علوم مین آپ کے بعد آپ کی یادگار رہا ہے تو وہ ملا مبین اور مولانا
ولی اللہ اور مولانا عبد الحی ہین رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین آپ کی تالیفات مین وہ حقائق و
دقائق ملتے ہین اور شروح وحواشی مین اصل کتاب کا اسطرح حل اختصار کے ساتھ ہوتا ہے
کہ اسکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ آپ کے تصانیف مین سے بعض کے نام حسب ذیل ہین ہدایۃ الصرف
شرح فقہ اکبر فارسی مین یہ دونون طبع ہو چکی ہین۔ سلم وسلم کی شرح مطبوع اور متداول ہین
زواہد ثلثہ پر آپ کے حواشی مکمل ہین۔ میر زاہد رسالہ کا حاشیہ مطبوع ہے۔ تحریر الاصول علامہ
ابن ہمام صاحب فتح القدیر کی شرح آپ کے والد ماجد نے لکھنا شروع کی تھی آپ نے تکمیل فرمائی
مثنوی شریف مولانا روم کی بے مثل شرح ایسی لکھی کہ سابق ولاحق مین اسکی نظیر نہین ہے
اپنی شرح سلم پر منہیات بھی تحریر فرمائے ہین یہ دونون طبع ہو چکی ہین۔ میر زاہد شرح مواقف
پر تین حاشیہ تحریر فرمائے ہین۔ صدرا پر حاشیہ مکمل مطبوع ہے تقریبًا اکثر کتب درسیہ پر حاشیے
ہین منار کی فارسی مین شرح تحریر فرمائی تھی وحدت الوجود مین تین رسالے ہین۔ احوال قبر
مین ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے فقہ مین ارکان اربعہ یا رسائل الارکان مجتہدانہ کتاب ہے جو مطبوع
ہے۔ ان کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم مجتہد فی المذہب کے مرتبہ پر
پہونچ گئے تھے اور اگرچہ تادبًا لمقام العلما اصاغر کا اکابر سے مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے
مگر بلالحاظ لومۃ لائم حق امر کہنے سے مین باز نہین رہ سکتا کہ مولانا اپنے اکابر تو کیا ابن ہمام
وجلال دوانی وصدر شیرازی سے کسیطرح کم نہ تھے۔ ارکان اربعہ لکھنے کا باعث مین نے
بزرگون سے یہ سُنا ہے کہ ملا حسن جب لکھنؤ سے ترک وطن فرما کر رامپور ہو دہلی گئے اور کچھ مدت
دہلی مین قیام فرمایا تو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے شاگرد دون کو خبر ہوئی وہ بھی
ملا حسن کی خدمت مین حاضر ہوے اور کسی بحث علمی پر بحث کرنے لگے ملا حسن نے جوابات
معقولہ سے اُنکی تشفی کر دی وہ حضرت شاہ صاحب کے پاس واپس گئے اور ملا حسن کی تعریف

کرنے لگے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ان معقولیون کو حدیث و قرآن سے بالکل بےخبری ہوتی ہے یہ بیچارے عمر بھر قال الشیخ و قال الرازی مین پڑے رہتے ہین ملا حسن اس عرصہ مین رامپور واپس ہو چکے تھے کسی نے بحر العلوم تک یہ واقعہ پہونچا دیا بحر العلوم نے جواب مین ارکان اربعہ لکھکر شاہ صاحب کی خدمت مین بھیجی حضرت شاہ صاحب نے اُسکے جواب مین جو خط بھیجا اُسمین نہایت توصیف و مدح مولانا کی لکھی اور خط کے عنوان مین مولانا کو بحر العلوم کے لقب سے ملقب فرمایا خدا کی قدرت کہ حضرت شاہ صاحب کے قلم سے نکلا ہوا خطاب آج عالم مین شہرت پا گیا اور اب اہل علم کے حلقو نمین نام اور شاہی خطاب سے زائد حضرت شاہ صاحب کا عطیہ خطاب ہی مشہور رہے اس حقیقی بحر العلوم اور آسمان فضل و کمال نے ۱۰ رجب ۱۲۲۵ھ کو مدراس مین بعمر ۸۲ سال انتقال فرمایا اور مسجد والا شاہی مین دفن ہوے مزار اب تک زیارت گاہ خلائق ہے وہان کے لوگ اب تک مولانا کی عظمت و احترام کو جانتے ہین اور مولانا کے احفاد مین سے جو کوئی وہان پہونچ جاتا ہے اُس کی عظمت کرتے ہین۔ مولانا کا عقد کاکوری محلہ جزیہ گڑھی مین دختر شیخ محمد مشرف بن محمد غوث بن شیخ اجیالی بن ابو المعالی بن عبد الملک بن قاضی عبد الوہاب بن قاضی بہاؤالدین بن قاضی شیخ بن قاضی بہاری بن قاضی شیخ کلان عباسی کے ساتھ (نسبنامہ چشمۂ فیض مؤلفہ منشی فیض بخش کاکوروی) ہوا جنسے تین صاحبزادیان اور تین صاحبزادے پیدا ہوے صاحبزادیونمین سے ایک کا عقد ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق سے ہوا جنسے اب کوئی اولاد پسری باقی نہین ہے دوسری کا عقد مولانا عزیز اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوئین تیسری کا عقد مولانا علاؤالدین بن مولانا انوار الحق سے ہوا جنسے بفضل خدا اب تک اولاد ہے اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب انھین صاحبزادی کے واسطے سے مولانا بحر العلوم تک پہونچتا ہے مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے جانشین اُنکے یہی داماد ہوے جیسا کہ مفصلاً اوپر مذکور ہوا صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین مولانا عبد الاعلے مولانا عبد النافع ان دونون کا انتقال مولانا کی حیات مین ہوگیا۔ اور ان دونون سے اب کوئی اولاد پسری باقی نہین ہے تیسرے صاحبزادے مولوی عبد الرب تھے

مولوی عبدالاعلی ابوالفتح بن بحرالعلوم مولانا عبدالعلی محمد کتب درسیہ آپ نے اپنے والد ماجد سے پڑھکر فراغت حاصل کی ایک زمانہ تک والد ماجد کے پاس مدراس مین قیام فرمایا سلسلہ درس و تدریس بھی ایک زمانہ تک جاری رکھا مدراس مین علالت شروع ہوئی جب علالت نے طول کھینچا والد ماجد سے باصرار اجازت لیکر وطن واپس ہوے راستہ مین مدراس سے چند منزل کے فاصلہ پر ۸ شعبان ۱۲۱۰ھ مین دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑکر انتقال فرمایا۔
آپ کا عقد اولاً دختر ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد سے ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد شیخ نواب صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جنسے اولاد مذکورہ ہوئی۔ صاحبزادی کا عقد مولوی قدرت علے نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز بن ملا سعید کے ساتھ ہوا صاحبزادون کے نام مولوی عبدالواحد اور مولوی عبدالواجد ہین۔ مولانا عبدالاعلی کو بیعت اور اجازت حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی خلیفہ حضرت میر اسماعیل بلگرامی ثم المسولوی سے تھی۔ آپ کے تصانیف مین سے رسالہ قطبیہ اور محاسن رزاقیہ اور شرح فقہ اکبر اور ایک رسالہ جواز تعزیہ مین ہے۔

مولوی عبدالواحد بن مولوی عبدالاعلی بن بحرالعلوم۔ کتب درسیہ مولانا ازہار الحق بن مولانا عبدالحق سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ مدراس جاکر اپنے نامور جد بحرالعلوم سے پڑھا اسکے بعد فکر معاش فرمائی کلکتہ گئے پھر پنجاب کوشش بلیغ کے بعد رہتک ہنجاب مین بمشاہرہ دھائی سو روپیہ ماہوار عہدۂ افتا پر مقرر ہوے اسکے بعد تبدیل ہوکر پانی پت مین قیام کیا۔ ۹ محرم ۱۲۶۱ھ مین انتقال ہوا۔ عقد آپ کا کاکوری مین شیخ غلام قادر کی دختر سے ہوا ایک صاحبزادے مولوی عبدالوحید پیدا ہوے۔ دوسرا عقد آپ نے کلکتہ مین کیا تھا جنسے اولاد کا حال معلوم نہین۔

مولوی عبدالوحید محمد بن مولوی عبدالواحد (باکار الملۃ) بن مولوی عبدالاعلی مذکور۔ کتب درسیہ آپ نے اپنے چچا مولانا عبدالرب اور مولانا قدرت علے اور مولانا سراج الحق بن مولانا نورالحق اور مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ سے پڑھین علم فرائض مین خاص ملکہ تھا۔ تدریس کی نوبت بہت کم ہوئی عقد آپ کا اپنی چچازاد بہن مولوی عبدالواجد کی دختر سے ہوا صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جو صغر سنی مین وفات پاگئی اور آپ نے ۴ شعبان ۱۲۸۰ھ مین

لاولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالواحد بن مولانا عبدالاعلی بن بحرالعلوم۔ صغر سنی مین اپنے جدامجد کے پاس چلے گئے اور مختصرات اپنے چچا مولانا عبدالرب سے اور متوسطات دو سرونسے اور مطولات جدامجد سے پڑھے۔ عالم وفاضل ہوے وطن واپس آکر مولانا علاؤالدین بن ملانا انوارالحق رحمۃ اللہ علیہا کی دختر سے عقد کیا وطن ہی مین تھے کہ مولانا بحرالعلوم کا انتقال ہوگیا۔ اپنے چچا مولوی عبدالرب کے ہمراہ مدراس واپس ہوے نواب کرناٹک نے مدرسہ خرید کردہ بحرالعلوم مولوی عبدالرب کے حوالہ کیا اور سرکاری مدرسہ مین بحرالعلوم کا قائم مقام اور بحرالعلوم کا خطاب شاہی ملک العلما مولانا کے داماد مولانا علاؤالدین کو دیا اور تنخواہ بحرالعلوم دونون پر آدھی آدھی تقسیم کردی مولوی عبدالرب صاحب نے اپنے اور بھتیجے کی بسر اوقات اس تنخواہ مین نہ دیکھی اپنا مختار اور جانشین اپنے بھتیجے مولوی عبدالواحد کو کرکے وطن واپس ہوے۔ مولوی عبدالواحد مدت تک مدراس مین درس دیتے رہے یہانتک کہ وفات پائی دو صاحبزادیان آپ کی تھین ایک صاحبزادی جو آپ کے بھتیجے مولوی عبدالوحید صاحب کو منسوب تھین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا وہ آپ کے سامنے فوت ہوگئین دوسری صاحبزادی کا عقد جناب مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی اصغر سے ہوا مولانا عبدالاعلی کی یادگار اب انھین صاحبزادی سے باقی ہے جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔

مولوی عبدالنافع بن بحرالعلوم عبدالعلی محمد۔ کتب رسیہ ابتدائی مدراس جاکر اپنے والد ماجد سے پڑھین پھر وطن واپس ہوکر بقیہ کتب مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز اور ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ سے پڑھکر فاضل و عالم ہوے ذہن رسا رکھتے تھے مگر عسرت کی وجہ سے تلاش معاش پر مجبور ہوے مدراس والد ماجد کے پاس تشریف لیگئے جب وہان صورت نہ پیدا ہوئی تو وطن واپس آکر تھوڑے دنون کے بعد لشکر نواب امیر خان رئیس مین ملازمت کرلی اثنائے راہ مین امیر خان نے کنوئین مین زہر ملا دیا تھا مولانا نے نادانستہ کنوئین کا پانی پی لیا فوراً زہر نے اثر کیا اور علیل ہوگئے نواب صاحب سے رخصت لیکر وطن واپس ہوے مرض نے طول کھینچا اور ورم معدہ اور استسقا ہوگیا آخر اسی مرض مین

۲۸ رشعبان ۱۲۲۳ھ یا ۱۲۲۲ھ کو والد ماجد کی حیات مین انتقال کیا عقد آپ کا اولاً کاکوری مین اپنی
ماموں زاد بن شیخ محمد یسین بن شیخ مشرف بن شیخ محمد غوث کاکوروی کی دختر سے ہوا جو لاولد
انتقال کر گئین دوسرا عقد فتحپور ضلع بارہ بنکی مین شیخ محمد محفوظ بن شیخ محمد رضا صدیقی کی صاحبزادی
سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الجامع اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین ایک صاحبزادی
کا عقد مولوی سراج الحق بن مولوی نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد اپنے چچا زاد بھائی
مولانا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب کے ساتھ ہوا دونون صاحب اولاد ہوئین مولوی عبد النافع کا
اسم گرامی رسالہ قطبیہ اور اغصان اربعہ اور اغصان الانساب مین محمد نافع لکھا ہے اوسیطرح
مولوی عبد الجامع کا نام مولوی جامع لکھا ہے مگر مین نے حضرت استاذ کی اتباع مین عبد الجامع
اور عبد النافع نام تحریر کیا ہے۔

مولوی عبد الجامع بن مولوی نافع بن بحر العلوم۔ کتب درسیہ اپنے چچا مولانا عبد الرب
اور مولانا نور الحق اور مولوی قدرت علی سے پڑھین فارغ التحصیل ہوے نوبت تدریس
نہین آئی حیدرآباد تلاش معاش مین تشریف لیگئے اور وہان بمرض ہیضہ ۲۳ رشوال ۱۲۷۳ھ
کو وفات پائی عقد آپ کا ملا مبین بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنکا انتقال ۱۲۸۰ھ
مین ہوا انسے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبد الرحمن بن مولوی قدرت علی
پیدا ہوے۔ صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین ایک مولوی ابو الحسن محمد صالح جنکا ذکر
اوپر ہوچکا ہے دوسرے مولوی عبد الرحمن تیسرے مولوی عبد الغفار چوتھے مولوی
عبد العلی ابو تراب۔ مولوی عبد الجامع کی صاحبزادی کا لاولد انتقال ہوگیا۔

مولوی عبد الرحمن بن مولوی عبد الجامع مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ آپنے مولوی
ظہور علی بن ملک العلما اور مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھین نوبت تدریس
نہین آئی حیدرآباد مین قیام اختیار کیا اور وہان ۵ رذی الحجہ ۱۳۰۳ھ کو انتقال ہوا۔
مولوی عبد الرحمن حج و زیارت سے بھی مشرف ہوے اور وہان کے علما سے بھی اجازت
حاصل کی۔ آپ مدۃ العمر ناکتخدا رہے۔

مولوی عبد الغفار بن مولوی جامع مذکور نے کتب درسیہ حضرت مولانا عبد الرزاق

بن ملا جمال الدین اور مولانا نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھین اور کتب تصوف اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبد الوالی سے پڑھے اور انھین سے اوراد و اشغال کی تعلیم پائی مدت تک پیر و مرشد کی خدمت کرتے رہے پیر و مرشد کے درس مین مثنوی شریف کا پڑھنا آپ ہی کے متعلق تھا نہایت خوش الحان تھے بعد پیر و مرشد کے انتقال کے بھاگلپور تشریف لیگئے اور وکالت کی سند حاصل کر کے وہان وکالت شروع کی۔ مگر درس کا سلسلہ وہان بھی بند نہین کیا درس مثنوی شریف جاری تھا مدت العمر وہان ہی قیام رہا آخر مین آنکھون سے معذور ہو کر قدح چشم کیلیے لکھنؤ واپس آئے قدح چشم ہونے پر علیل ہو گئے اور ۲۴ شعبان ۱۳۲۲ھ کو وفات ہوئی چبوترہ استاذ الہند پر مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک دفن ہوے۔

آپ کے تصانیف حسب ذیل ہین۔ رسالہ در احوال حضرت استاذ الہند رسالہ در احوال حضرت ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید۔ رسالہ در احوال حضرت میر سید اسماعیل بلگرامی ثم لکھنوی خلیفہ حضرت سید السادات آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حالات مین ایک کتاب موسوم بہ الاسرار العالیہ فی المناقب الوالیہ بھی لکھی ہے جو ابتک طبع نہین ہوئی۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے اجازت اخذ بیعت بھی تھی۔ آپ کے مریدین بھاگلپور صوبہ بہار مین بکثرت تھے۔ انھین سے ایک صاحب ابھی حال مین ملاقات ہوئی تھی۔ مولوی عبد الغفار کا عقد لکھنؤ مین نواب اکرام اللہ خان کی سالی سے ہوا تھا جن سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے تولد ہوے صاحبزادی کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی حسن یاور خان بن نواب اکرام اللہ خان کے ساتھ ہوا جو لا ولد اپنے والدین کے سامنے وفات پا گئین۔ صاحبزادہ کا نام عبد الستار تھا یہ بھی شباب مین ناکتخدا اپنے والدین کی حیات مین فوت ہو گئے۔ اب مولوی عبد الغفار کی کوئی اولاد نہین ہے۔ جب مولانا عبد الغفار آخر مین لکھنؤ تشریف لاے تھے مین نے بھی مثنوی شریف کے پندرہ بیس اسباق اُن سے پڑھے تھے کہ اس درمیان مین مولانا علیل ہو کر وفات پا گئے۔ مولانا نہایت خوش طبع پاکیزہ صورت و سیرت صاحب دل اور پُر تاثیر بیان والے تھے۔ انکے پاس بیٹھکر انسان کو فرحت روحانی حاصل ہوتی تھی۔

مولوی عبد الستار بن مولوی عبد الغفار مذکورۂ بالا کتب درسیہ آپ نے اپنے والد و م

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ استاذ الاساتذہ سے پڑھیں انگریزی ایف اے تک حاصل کی نہایت قابل ورسمجھدار اورمتین اورمہذب روشن خیال تھے فلسفۂ جدیدہ سے شغف تھا باوجود اسکے نہایت خوش اعتقاد تھے بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی الہ آباد ہائیکورٹ مین ملازم تھے وہان ہی آپ کی وفات عالم شباب مین واقع ہوئی اور حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کی درگاہ مین دفن ہوے آپ کا عقد نہین ہوا تھا آپ کی تالیفات مین سے لارڈ بیکن کی سوانحعمری مطبوعہ مین نے دیکھی ہے اُسکے تبصرہ سے آپ کی قابلیت معلوم ہوتی ہے۔

مولوی عبدالعلی ابو تراب بن مولوی جامع بن مولوی نافع مذکورۂ بالا حفظ قرآن کے بعد ابتدائی کتب آپنے مولانا نعیم بن ملا عبدالحکیم سے پڑھین اسکے بعد عظیم آباد پٹنہ چلے گئے اور وہان مولانا لطف علی مرزا پوری اور مولانا معین الدین سے بقیہ کتب پڑھے اسکے بعد فاتحۃ الفراغ کوئل جاکر مولانا لطف اللہ سے پڑھا نہایت ذکی اور ذہین تھے اہل خاندان کو اُنسے بہت کچھ امیدین تھین نہایت قابلیت سے درس بھی دیتے تھے افسوس کہ دق وسل مین مبتلا ہوکر عین شباب مین ۸ رجمادی الاولیٰ ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۱ھ مین یوم دوشنبہ کو وفات ہوئی عقد کی نوبت نہین آئی تھی بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اب نسل مولانا نافع مین سوا اُنکی صاحبزادیون کی اولاد کے اور کوئی باقی نہین ہے۔

مولوی عبدالرب بن بحرالعلوم۔ آپ کی کنیت ابوالعیاش تھی بچپن سے اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے اور شاہجہانپورا ور رامپور اور بوہار اور مدراس مین اپنے والد ماجد ہی سے جملہ علوم کی تحصیل فرمائی اور بعد فراغت تدریس پر توجہ فرمائی والد ماجد کو آپ کی تعلیم کیجانب خاص توجہ تھی کچھ زمانہ تک مدراس مین قیام کے بعد وطن شادی کیلیے واپس ہوے اور شیخ عزیز اللہ سہالوی کی دختر کے ساتھ نکاح کیا سیر وسیاحت کیجانب توجہ فرمائی کئی مرتبہ مدراس تشریف لیگئے اور ممالک دکن کی سیاحت فرمائی کلکتہ مین کچھ دنون قیام فرمایا صاحب اغصان الانساب لکھتے ہین کہ آپ بڑے فیاض تھے بالآخر ۶ رمضان ۱۲۵۳ھ کو وفات پائی۔ اولاً آپ کا عقد شیخ عزیز اللہ بن قاضی حمایت اللہ انصاری سہالوی کی دختر سے

ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولانا ابو البقاء محمد عبد الحکیم پیدا ہوے دوسرا اور تیسرا عقد آپ نے لکھنو اور
مدراس مین زنان اجنبیہ سے فرمایا ہر ایک سے ایک ایک صاحبزادے تولد ہوے جنکے نام ابو سعید
محمد عبد الرحیم اور مولوی عبد الکریم تھے مولوی عبد الکریم کی مدراس مین اولاد بھی تھی جنکے
حالات میرے علم مین نہین ہین ۔ مولانا عبد الرب کو نواب کرناٹک نے سلطان العلما کا خطاب دیا تھا
اور دو سو روپیہ پنشن مقرر کی تھی اور سرکار انگریزی سے بھی پونے دو سو روپیہ بعوض جاگیر ملتا تھا
مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد الرب بن بحر العلوم ۔ آپ کی کنیت ابو البقا تھی نہایت
قابل اور عالم مستعد صاحب صلاح و تقوے صاحب تصانیف متعددہ تھے ۔ کتب درسیہ اولاً
اپنے والد ماجد اور مولانا محمد دائم مرید مولانا انوار الحق سے پڑھے اور مطولات حضرت
مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق سے پڑھی بعد ختم کتب بعد تدریس کیجانب توجہ فرمائی آپ کا
حلقۂ درس بہت وسیع تھا طلبہ کی کفالت بھی آپ نہایت فراغ حوصلگی سے فرماتے
باوجود عسرت خدمت علم سے دریغ نہ فرماتے بیعت و اجازت آپ کو حضرت شاہ نجات اللہ
کرسوی مرید حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی سے تھی مدت العمر تدریس و تالیف کا سلسلہ
جاری رکھا آپ کا انتقال ۲۴ صفر ۱۲۸۷ھ کو ہوا عقد آپ کا آپکی چچا زاد بہن دختر مولوی
نافع سے ہوا دو صاحبزادے مولوی عبد الحلیم اور مولوی محمد نعیم اور دو صاحبزادیان
یادگار چھوڑین ایک صاحبزادی کا عقد مولوی ابو الحسن محمد صالح کے ساتھ ہوا جو لاولد انتقال
کرگئین جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی مہدی بن مولوی مفتی
محمد یوسف بن مفتی اصغر کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد ہوین مولانا نعیم صاحب کا ذکر حرف
نون مین آئیگا ۔ مولوی عبد الحکیم صاحب کے تصانیف حسب ذیل ہین شرح ہدایۃ الصرف
حواشی حمد اللہ تکمیل مسیر الدائر شرح دائر شرح منار حاشیہ ہدایۃ الفقہ حواشی حمد اللہ سے مین نے
بھی استفادہ کیا ہے ۔ سنا ہے کہ بعض اور تصانیف بھی ہین جنکا مجھکو علم نہین ہے ۔
ابو الحیا مولوی عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد الرب مذکورۂ بالا ۔
ولادت آپ کی یکم جمادی الاولے ۱۲۴۰ھ مین ہوئی مظہر الدین تاریخی نام ہے ۔ بعد حفظ
قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا نور کریم دریابادی سے پڑھے اور فاتحۃ الفراغ

مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب سے پڑھا۔ بیعت و اجازت آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی
اذکار و اشغال کی جانب زیادہ توجہ رہی نوبت تدریس و تالیف کم رہی آپ کے چھوٹے صاحبزادے
نے آپ کا تذکرہ۔ روضۃ النعیم فی خوارق مولانا عبد الحلیم لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے فمن شاء فلیرجع الیہ اس
تذکرہ میں مولوی عبد الحلیم کے متعلق حسب ذیل عبارت ہے۔ اثنائے درس میں سبقاً سبقاً چند کتب
مثل شرح وقایہ و شرح عقائد نسفی و شرح جامی وغیرہ کی تحشی فرمائی اور بعض تدریس جاری کیا
لیکن بلحاظ اخفا تصنیف کی جانب التفات نہ فرمایا آخر زمانہ میں حسب اصرار مسترشدین کتاب
وسائل البرکات فی اوراد الصلوات علی سید الکائنات تصنیف فرمائی اور اثنائے وعظ میں تفسیر
بیضاوی کو محشی فرمایا۔ انتہے بلفظہ۔ آپ کی وفات بمرض ہیضہ شب برات شب ۱۵ شعبان
کو بوقت نصف شب سنہ ۱۳[illegible]ھ میں ہوئی۔ عقد آپ کا مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب کی
دختر سے ہوا جن سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں دونوں صاحبزادیوں کا
نکاح مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن مولوی عبد الحکیم کے ساتھ یکے بعد دیگرے جیسا کہ مولوی
اکرم صاحب کے حالات میں مذکور ہو چکا ہے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی
عبد الخالق۔ مولوی عبد الغنی۔ مولوی عبد المجید۔ مولوی عبد الحمید۔

مولوی عبد الخالق بن مولوی عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم مذکور۔ بالائی کتب درسیہ
اپنے چچا اور والد سے پڑھے تھے مگر درویشانہ رنگ غالب رہنے سے نوبت تدریس نہیں آئی حسن العمل فی حق
[illegible] مثل اور ایک رسالہ علم تکسیر میں آپ کی تالیفات میں سے تھا۔ آپ کی وفات حسب
۱۳۲۲ھ میں واقع ہوئی آخر میں آپ نے گھر میں رہنا ترک کر دیا تھا اور حضرت شاہ [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر رہتے تھے آپ کی متعدد اولادیں ہوئیں اور سب نے
آپ کے روبرو انتقال کیا جسکے صدمہ نے تو آپ پر بہت اثر کیا تھا مگر نہایت صبر و سکون سے
اسکو برداشت کیا۔ پہلا عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولانا نعیم سے ہوا جو ایک
لڑکی خرد سال چھوڑ کر انتقال کر گئیں یہ لڑکی بھی تھوڑے عرصے کے بعد فوت ہو گئیں دوسرا عقد
آپ کا مولوی مہدی بن مفتی محمد یوسف کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ
مولوی عبد القادر اور دو صاحبزادیاں خرد سال چھوڑ کر وفات پا گئیں اور بعد کو ان سب کا

یکے بعد دیگرے انتقال ہوگیا۔ غرضکہ مولوی عبدالخالق صاحب کا اب عقب نہین ہی۔

مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالخالق مذکورۂ بالا نے کتب درسیہ مولوی محمد اسلم صاحب بن مولوی اکرم اور اپنے چچا سے پڑھنا شروع کیے تھے نہایت تیز و ذکی تھے افسوس کہ عمر نے وفا نہین کی ۲۴ صفر سنہ ۱۳۱۵ھ مین بمرض طاعون جوانی کے قریب انتقال کیا عقد کی نوبت نہین آئی تھی۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی عبدالحلیم مذکورۂ بالا۔ ابتدا سے مرض ضعف دماغ مین مبتلا تھے نوبت تحصیل نہین آئی نہایت بذلہ سنج، ورقوای الحافظہ مرنجان مرنج اور نیک بزرگ تھے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقات دوستی تھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت شفقت بزرگانہ فرماتے تھے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ بھی انکا بہت خیال فرماتے تھے۔ عقد کی نوبت نہین آئی تھی۔

مولوی عبدالمجید بن مولوی عبدالحلیم مذکورۂ بالا۔ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولانا نعیم سے اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہے اور فاتحۃ الفراغ استاذ الاساتذہ سے پڑھا۔ عالم متبحر و فاضل جید ہوے۔ معقولات مین خاص ملکہ تھا مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ کے انتقال کیوجہ سے جب کیننگ کالج مین مدرس عربی کی جگہ خالی ہوئی تو اس جگہ پر مولوی عبدالمجید صاحب کا تقرر ہوا اور آخر عمر تک وہان ملازمت ہی۔ یہم مین نہایت اعزاز پیدا کر لیا تھا شمس العلما کا خطاب ملا تھا۔ باوجود مصروفیت ملازمت تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ کے چند اسباق بھی آپ کے متعلق تھے مولوی صبغت اللہ صاحب و مولوی ایوب صاحب نے بھی آپ سے معقولات پڑھے ہین جمادی الاوسطے سنہ ۱۳۲۳ھ مین بمرض وجع الصدر انتقال ہوا اور اسی شب کو دفن واقع ہوا آپ کے یکے بعد دیگرے تین عقد ہوے اول عقد آپ کا مولوی فخرالدین حفید مولوی قدرت علی کی دختر کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی عبدالرشید صاحب کو چھوڑکر وفات پاگئین دوسرا عقد کاکوری مین حافظ حمیدالدین بن ناظر علی الدین نبیرۂ حاجی امین محمد کاکوروی کی دختر سے ہوا جو ایک خرد سال صاحبزادے عبدالماجد کو چھوڑکر وفات پاگئین

اور لڑکے کا بھی خرد سالی مین انتقال ہوگیا، تیسرا عقد آپ کا مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑکر بمرض طاعون انتقال کر گئین بعد لڑکی بھی چند دن کے بعد مرگئی، مولوی عبد المجید صاحب نے صرف ایک صاحبزادے پہلی بی بی سے چھوڑکر انتقال کیا آپ کی تصنیفات کی مجھکو اطلاع نہین، حضرت استاذ نے تحریر فرمایا ہی کہ مولوی عبد المجید صاحب ہدایۃ الصرف کی شرح تحریر فرمارہے ہین۔

مولوی عبد الرشید بن مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحلیم مذکورۂ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور چچا سے پڑھے اور سرکاری امتحان بھی دیا اُسکے بعد بعہدۂ مدرس عربی سرکار انگریزی مین ملازم ہوگئے اب حسین آباد ہائی اسکول مین مقرر ہین۔ عقد آپ کا شیخ عبد الرحیم ساکن دوگانوان کی دختر سے ہوا اسوقت تک ماشاء اللہ سات صاحبزادیان اور دو صاحبزادے ابو القاسم محمد اور احمد موجود ہین ابو القاسم حفظ قرآن کر رہے ہین لڑکیان ناکتخدا ہین صرف دو کا عقد ہوا ہے ایک کا عقد مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم کے فرزند مولوی محمد عتیق سے ہوا دوسری لڑکی کا عقد مولوی مشیر احمد بن مولوی امیر احمد کاکوروی سشن جج نیچ کے ساتھ ہوا جنکے ایک لڑکا ماشاء اللہ موجود ہے۔

مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم مذکورۂ بالا۔ آپ مولوی عبد الحلیم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہین اپنے بھائی کے ساتھ آپ کو بھی شمس العلما کا خطاب سرکار سے ملا ہے حکام مین آپ کا خاص اعزاز ہے آپ نے فرنگی محل کے باہر ٹکسال عقب چوک مین مکان لیکر سکونت اختیار فرمائی ہے اور وہان ایک مدرسہ بنام مدرسہ قدیمیہ عرصہ بارہ سال سے جاری کیا ہے اُسکے لیے زمین سرکار انگریزی نے عطا کی ہے اُسپر عمارت بھی بنا ہے کہ بنا رہی ہے سرکار سے بھی مدرسہ کو امداد ملتی ہے اور اعلیحضرت سلطان دکن بھی امداد دیتے ہین۔ حفظ قرآن کے بعد آپ نے کتب درسیہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے چچا مولانا نعیم سے پڑھے آپ کا عقد اپنی چچازاد بہن دختر ملا نعیم سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی محمد عتیق اور دو صاحبزادیان موجود ہین ایک صاحبزادی ناکتخدا ہین بڑی صاحبزادی کا عقد دوگانوان مین شیخ سلیم الدین بن حکیم بشیر الدین فتحپوری سے ہوا ہے جنسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے

عہ تیسری صاحبزادی کا عقد شوال ۱۳۳۲ھ مین حیدرآباد دکن مین سید مصطفیٰ الحسن سے ہوا ۔ منہ

مولوی محمد عتیق بن مولوی عبد الحمید شمس العلما بن مولوی عبد الحلیم مذکورۂ بالا نے تعلیم اپنے والد اور بعض دیگر اساتذہ سے پائی ہے اور امتحانات سرکاری مین کامیابی حاصل کی ہے، عقد آپکا مولوی عبد الرشید بن مولوی عبد المجید کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی خردسال موجود ہین (مولوی عبد الحمید صاحب کے حسب ذیل تالیفات مین نے سُنے ہین۔ انکے علاوہ بھی تالیفات ہین ایک رسالہ طاعون کے متعلق شرعی حکم اور تحقیق میخ روضة النعیم سراپا غم سوانح ارخ معظم۔ رسالہ سرغم۔ واللہ اعلم) (یہ الفاظ مولوی عبد الحمید صاحب کی روایت سے ہین غلطی سے کریبان درج ہوگئے ہین)

اولاد مُلا رضا بن قطب شہید

مولوی عبد الحی بن ملا رضا بن قطب شہید تحصیل علم اپنے عم محترم استاذ السند سے کی فارغ التحصیل ہوے اسکے بعد طب حاصل کی۔ عالم وفاضل وطبیب حاذق تھے افسوس کہ عمرنے وفا نہین کی اور عالم شباب ہی مین ایک دختر چھوڑکر وفات فرمائی۔ ان دختر کا عقد شیخ بخش اللہ بجنوری سے ہوا ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جنکا عقد میان منیر صدیقی بجنوری کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد تھین مگر غالبًا مولانا ولی اللہ رح کے زمانہ مین آپ کا سلسلہ نسب تمام ہوگیا واللہ اعلم۔
مولوی عبد الحی کا عقد غالبًا بجنوری صدیقیون مین ہوا تھا۔

مولوی عبد الرب عرف مولوی مشائخ بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ چونکہ آپکے والد ماجد ہمیشہ بسلسلۂ ملازمت باہر رہے اسلیے آپ اور آپکے بھائی مولوی عماد الدین اپنے نانہال قصبہ سبحہ ضلع بارہ بنکی مین قیام پذیر رہے تحصیل علم کی ذرا بھی نوبت نہین آئی یہانتک کہ وفات فرمائی۔ عقد آپ کا سبحہ مین آپکی ماموں زاد بہن دختر شیخ رحمت اللہ بن شیخ محمد خاص من اولاد خواجہ عبید اللہ احرار کے ساتھ ہوا تھا جنسے تین صاحبزادے پیدا ہوے ایک مولوی شائق جنکا ذکر ہوچکا دوسرے مولوی نقیر اللہ تیسرے میرے دادا مولوی کرامت اللہ جنکے اذکار بعد کو آوینگے۔

مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین مذکورة الصدر۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ آپ اور آپکے بھائی نانہال مین مقیم رہے۔ اور پڑھنے لکھنے کی نوبت نہین آئی زمیندارانہ بسر فرمائی

آپکے دو عقد ہوے پہلا عقد ... سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی کمال الدین پیدا ہوے جنکا ذکر آگے آویگا۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد اپنے ننہال مین شیخ رجب علی بن شیخ رستم علی کی صاحبزادی سے کیا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الکریم اور ایک صاحبزادی زوجۂ اولی مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ پیدا ہوئین۔ یہ صاحبزادی لاولد فوت ہوئین۔ مولوی عماد الدین کی وفات ۱۰۰ سال کی عمر مین ۱۷ رمضان ۱۲۷۰ھ کو ہوئی۔

مولوی عبد الکریم بن مولوی عماد الدین مذکورۂ بالا۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے سبیحہ مین مقیم رہے اور وہان ہی عقد کیا زمیندارانہ شان رکھتے تھے عمر بہت پائی میرے بچپن مین یہ اور انکی بیوی صاحبہ لکھنؤ مین تشریف لائی تھین اور میرے گھر مین قیام کیا تھا۔ ۱۰۰ برس کے قریب عمر تھی انکے صاحبزادے امداد حسین ہین جنکا ذکر حرف الف مین ہو چکا ہے۔
مولوی عبد الکریم صاحب کی وفات سبیحہ ہی مین ہوئی اور وہین دفن ہوے۔

محمد عنایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین مذکورۂ بالا۔ یعنی مؤلف رسالۂ ہذا میری ولادت ۲۳ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ کو ہوئی۔ قرآن شریف مین نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ نواب حافظ عبد الوہاب صاحب نبیرۂ نواب ظہیر الدولہ سے پڑھا کتب ابتدائی متفرق اساتذہ سے پڑھے فارسی کچھ مولانا عبد العزیز صاحب اور کچھ مولوی نجیب اللہ سے پڑھی مشق حروف خواجہ حسام الدین صاحب لکھنوی اور منشی شمس الدین صاحب مشہور خوشنویس سے کی اور املا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا حساب و جغرافیہ اور اقلیدس اپنے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ مرحوم سے سیکھا کتب درسیہ اول سے لیکر ختم درس تک سوا بعض کتابون کے سب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ابتدائی کتب صرف، نحو، منطق کے مولانا عبد الباقی صاحب و مولانا عبد العزیز صاحب اور مولانا عظمت اللہ صاحب و حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور میبذی، رشیدیہ، نفحۃ الیمن اور کچھ ابتدائی اسباق ہدایہ کے مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم نبیرۂ مفتی محمد یوسف صاحب

اور شرح سلم ملا مبین اور بعض اسباق میبذی کے مولانا عبدالعزیز پنجابی شاگرد مولانا عبدالحق خیرآبادی
سے پڑھے اور حمد اللہ اور میر زاہد ملا جلال مولانا عظمت اللہ صاحب سے اور شرح وقایہ اور قطبی مولانا
عبدالعزیز صاحب فرنگی محلی سے پڑھی باقی سب کتب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے
اول سے لے کر آخر تک مولانا مولوی محمد قائم عبدالقیوم بن مولوی عبدالعزیز صاحب
ہمدرس تھے اور مولوی شیخ حاجی الطاف الرحمن صاحب بن شیخ عبدالرحمن مرحوم بھی متوسطات سے
لیکر ختم تک ہمدرس رہے ۱۱ ربیع الاول غالباً ۱۳۲۷ھ کو فاتحۃ الفراغ حضرت استاذ رحمۃ اللہ
علیہ نے پڑھا۔ مثنوی شریف کے ۲۰ یا ۲۵ اسباق مین نے جناب مولانا عبدالغفار صاحب نبیرۂ
ملا بحرالعلوم سے پڑھے ہین اور فصوص الحکم اور بقیہ مثنوی شریف حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے
پڑھی اور علم طب مین تے استاذی فخر الاطبا حاذق الوقت حکیم حافظ عبدالولی صاحب بن
حکیم حافظ عبدالعلی صاحب کشمیری سے حاصل کیا اور عرصہ تک اُنکے مطب مین نسخہ نویسی بھی کی۔
کتب حدیث مین بخاری شریف و مشکوٰۃ شریف اور موطا امام محمد و شمائل شریف سبقاً سبقاً
حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غایت فضل و کرم
سے دوسرے تلامذہ کے مانند مجھکو بھی اجازۂ حدیث التعلیق المختار پر مہر و دستخط ثبت فرما کر
بلا میری طلب کے عنایت فرمایا جب اول مرتبہ سفر حج مین تشریف لیگئے تو شیخ الدلائل سے
اجازۂ دلائل اور سید احمد برزنجی سے اجازۂ حدیث میرے واسطے ہمراہ لائے چونکہ یہ
دونون سندین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ثبت مین درج ہین اسلیے مین انکو درج نہین
کرتا ہون۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثبت مین تحریر فرمایا ہے کہ سید احمد برزنجی کے
اسناد سب سے عالی ہین یہ سند حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے اتنے ہی واسطون مجھے حاصل ہے
جتنے واسطون سے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی ۱۳۲۵ھ مین حضرت پیر سید عبدالقادر
حموی گیلانی زادہ جب لکھنؤ تشریف لائے تو مجھ کو اجازت حدیث مرحمت فرمائی جسکی نقل بلفظہ
تحریر کرتا ہون۔ ۹ رجمادی الاولی ۱۳۲۳ھ کو جسدن مدرسہ عالیہ نظامیہ کا افتتاح حضرت
صاحبزادہ والاتبار میان شاہ سید خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حضرت سید الساداتؒ کے
دست مبارک سے ہوچکی حضرت استاذ الوقت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ ہوا تو مین نے تبرکاً مشکوٰۃ شریف سے

حدیث انما الاعمال بالنیات حضرت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور اسکو
مین اپنے واسطے باعث افتخار سمجھتا ہون ۱۳۲۳ھ سے مدرسہ نظامیہ مین درس دے رہا ہون
درمیان مین ایک سال کیلیے مدرسہ حنفیہ جونپور مین افسر مدرسی کے عہدہ پر مقرر ہو کر گیا تھا۔
وہان سے حسب حکم حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۳۴۰ھ مین استعفا دیکر مدرسہ مین
چلا آیا اور اُسوقت سے اسوقت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ مین بعہدۂ افسر مدرسی خدمات
انجام دے رہا ہون ہمیشہ سے خاصکر معقولات سے مجھکو دلچسپی رہی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ
علیہ کے وصال کے بعد سے منقولات اور خاصکر علم حدیث کیجانب پوری توجہ کر رہا ہون
خداوند تعالے سے صاحب حدیث صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا ہے کہ وہ خلوص اور
علم نافع عطا فرمادے۔ تصانیف کا ذوق ابتداے تعلیم سے تھا مگر کاہلی نے کبھی اُسے
اتمام کو نہ پہونچنے دیا۔ شریفیہ اور سلم العلوم کا اردو مین ترجمہ مع حل مطالب کے تحصیل کے
زمانہ مین شروع کیا تھا مگر ناتمام رہا۔ زمانہ تدریس مین سلم کی شرح عربی مین کافی محنت سے
لکھنا شروع کی تھی اور بحث تشکیک تک لکھ چکا تھا کہ میرے ایک سعادتمند شاگرد نے
دیکھنے کے واسطے لی اور ابتک واپس نہ کی۔ اسوقت تک علاوہ تعلیقات متفرقہ کے حسب
ذیل تالیفات ہین جو مکمل ہو کر طبع ہو چکے ہین۔ زبدۃ المنطق۔ منطق کے مسائل ضروریہ کو
بصورت متن عربی مین تحریر کیا ہے۔ ہدایۃ المنطق۔ منطق سادہ کے تمام مسائل مع حل و وضاحت
اردو مین لکھے ہین۔ اربعون حدیثاً۔ سلطنت و امارت کے متعلق چہل حدیث مجاہد اسلام سلطان
افغانستان کیخدمت مین تحفہ بھیجنے کے واسطے لکھی تھی۔ الاقتصاد فی فسخ النکاح بالارتداد۔
زجر الاولیاء عن انکاح الصغائر فی الصبا۔ یہ دونون فقہ مین رسائل لکھے ہین۔ رسالہ
تدوین حدیث۔ علاوہ انکے جو فی الحال غیر مکمل ہین انمین سے ترتیب مسند امام احمد حنبل
مع اسماء الرجال ہے جسکو اب لکھنا شروع کیا ہے۔ اور رسالہ احوال حضرت غوثیت مین تقریباً
ایک جزو کے قریب لکھا ہے اور ایک کتاب مطول الفوائد المتفرقہ من الکتب المتشتتہ لکھی ہے جو
تقریباً ختم کے قریب ہے اگر خدا تعالے نے توفیق دی تو اسکو ترتیب دیکر شائع کرونگا۔ جسپر
مین نے بہت کچھ محنت کی ہے۔ رسالہ ہذا (تذکرۂ علماے فرنگی محل) چند دن کی مدت قلیل مین

لکھا ہی۔ میرا عقد اولاً میری خالہ زاد بہن دختر حکیم محمد رشید صاحب فتحپوری کے ساتھ ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ کو ہوا جبلا اولاد ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ مین انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد ۹ رجب ۱۳۲۵ھ کو کاکوری مین دختر مولوی عبد الغفار بن مولوی عبد الستار کے ساتھ ہوا جنسے ماشاء اللہ اسوقت تین لڑکے اور دو لڑکیان موجود ہین لڑکیان ناکتخدا ہین۔ لڑکون کے نام حسب ذیل ہین۔ بڑا لڑکا محمد حامد[ع] منجھلے کا نام احمد حسین چھوٹے کا نام احمد حسن ہی۔ حامد سلمہ بعد ختم قرآن انگریزی پڑھ رہا ہے احمد حسین سلمہ قرآن شریف حفظ کر رہا ہی احمد حسن سلمہ خورد سال ہے رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین رب اجعل ولادی قرۃ اعین واجعلھم للمتقین اماما رب اغفر لی ولوالدی ولاستاذی ومرشدی ولاولادی واولاد ابی وازواجھم وذریاتھم واحشرنا تحت لواء سید المرسلین وانفعنا بشفاعتہ واسقنا من حوضہ واتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ بیعت مین نے غالباً سب سے پہلے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر محرم ۱۳۱۶ھ مین کی۔ اور تجدید بیعت وفات شریف کے وقت کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جن لوگون کو اجازت ارشاد دینا اپنے وصیت نامہ مین تحریر فرمایا ہے اسمین غایت ذرہ نوازی سے میرا نام بھی تحریر فرمایا ہے۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مین جب مولانا عبد الرؤف صاحب بن حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب بسلسلۂ علالت بانسہ شریف مین مقیم تھے جس شب کی صبح کو مولانا کا انتقال ہوا اُس شب مین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مین نے بھی جناب مولانا عبد الرؤف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ حضرت سید عبد القادر حموی گیلانی زادہ کا اجازہ حسب ذیل ہی (حضرت موصوف کا ۵ رجمادی الاولی ۱۳۴۵ھ روز جمعہ کو بمقام میرٹھ بحالت مسافرت وصال ہو گیا حضرت موصوف نہایت متقی پرہیزگار عالم فاضل تھے ہندوستان کا سفر محض مدارس اسلامیہ ملاحظہ فرمانے کے واسطے کیا تھا دیوبند سے واپس آکر میرٹھ مین

[ع] بعد طبع کتاب ہذا مین بڑی لڑکی کا نکاح شیخ وکیل احمد بن شیخ غنی احمد قدوائی زمیندار رادرہ ضلع بارہ بنکی کے ساتھ ۲۷ رشوال ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۰ راپریل ۱۹۲۹ء کو ہوا۔ رمضان ۱۳۴۸ھ مین انکے ایک بچی ہی جسکا نام رضا احمد عرف جنیرا احمد صاحب نے ۲ ، ۱ عنایت۔

[illegible]

شیخ الحدیث صاحب کے یہاں قیام پذیر تھے کہ جمعہ کو شب کے وقت درد القلب میں انتقال فرمایا
انا للہ وانا الیہ راجعون ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی رفع بصحیح السند مقام العلماء الاعلام وجعلہم ائمۃ
عنہم یاخذ وبہم یقتدی الخاص والعام کیف لا وہم ورثۃ الانبیاء العاملون
بقول سید المرسلین والا تقیاء الراحمین یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض
یرحمکم من فی السماء واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان
سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ البررۃ الاطہار واصحابہ
القادۃ الاخیار والتابعین لہم باحسان الی یوم الدین وسلم تسلیما وبعد
فقد طلب منی الاخ فی اللہ العالم التقی والعامل النقی الاجازۃ فی علو الحدیث
کما ہو معمول بہ بین العلماء فی القدیم والحدیث وہو مولانا محمد عنایت اللہ
صاحب بن شرافۃ اللہ صاحب بعد ما حسن فی ظنہ فکان لہ بنون المنا ثابہ
اللہ تعالیٰ الجنۃ لنفسہ ولولدیہ محمد حامد واحمد حسین وجمال الدین عبد الوہاب
بن مولانا محمد عبد الباری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ومحمد سعید عبد الرزاق
ومحمد نور عبد العلی ولدی مولانا قطب الدین عبد الوالی صاحب فاجزتہ اجازۃ
تخیزیہ ان یجیز من شاء بالشرط المعتبر واجزتہم بالشرط المعتبر عند علماء
الاثر وانی اوصیہ واوصیہم بتقوی اللہ تعالیٰ وملازمۃ خدمۃ العلم الشریف
ونشرہ وخدمۃ العلماء والائمۃ الاسلامیۃ وان لا ینسونی من دعواتہم
الصالحۃ کما اجازنی العلامۃ المفضال امام المحدثین فی ہذا العصر
والمحققین سیدی مولانا السید بدر الدین الحسنی المغربی الدمشقی
متع اللہ تعالیٰ المسلمین بطول حیاتہ واعاد علینا من صالح دعواتہ آمین
وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی وآلہ وصحبہ وسلم۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ خادم العلماء
والفقراء السید عبد القادر ابو الفضل الکیلانی الحموی ۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

حرف الغین

مولوی قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ کی ولادت سہالی مین ہوئی۔ قطب شہید کی شہادت کے وقت آپ کا سن سات سال کا تھا اپنے چچاؤن کے ہمراہ فرنگی محل مین سکونت اختیار فرمائی کتب درسیہ اپنے چچا استاذ الہند سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ فکر معاش مین دہلی تشریف لیگئے اور نصبہ ملاوان مین سند قضارت حاصل فرماکر خدمات انجام دیتے رہے جس قاضی کی جگہ پر آپ کا تقرر ہوا تھا اُسکو ملا صاحب سے عداوت ہوگئی اور کوشش کر کے اُسنے دوبارہ سند قضارت اپنے لیے حاصل کر لی قاضی غلام مصطفےٰ نے کوشش کر کے پھر اپنا تقرر کرالیا قاضی معزدل نے پھر کوشش کر کے قاضی صاحب کو معزدل کرادیا جب باربار اسطرح واقعہ ہوا تو قاضی مصطفےٰ نے خیال کیا کہ اسکا تدارک مستقل طور پر دہلی ہی سے ہو سکتا ہے اپنے بڑے صاحبزادے ملا محمد علی کو ساتھ لیکر دہلی کا سفر اختیار کیا قاضی معزدل کو اسکی خبر ہوگئی اُسنے خفیہ چند لوگون کو راستہ مین مقرر کر دیا جنھون نے اچانک حملہ کر کے راہ مین قاضی غلام مصطفےٰ اور اُنکے صاحبزادہ کو شہید کر دیا عرصہ کے بعد یہ خبر فرنگی محل مین معلوم ہوئی حکام وقت سے چارہ جوئی کیگئی مگر ثبوت شرعی نہین پہونچ سکا اسوجہ سے مجرمون کو سزا بھی نہین ملی۔ آپ کا عقد ملا کمال الدین سہالوی ثم الفتحپوری کی ہمشیر یعنے قاضی دولت انصاری کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے ہوے بڑے ملا محمد علی جو آپکے ہمراہ لاولد شہید ہوے دوسرے ملا حسن جنکا ذکر اوپر گذرا تیسرے ملا ولی جنکا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی قاضی غلام دوست محمد بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ مذکورۂ بالا۔ اغصان مین ہے کہ ملا حسن کی پہلی اولاد نہین ہوتی تھی وہ حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہد وسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا فرماتے حضرت موصوف سے تولد فرزند کی بشارت ہوئی اسیوجہ سے جب صاحبزادے پیدا ہوے تو غلام دوست محمد نام رکھا گیا کمسنی مین اپنے ننہال صفی پور مین قیام رہا ۱۳ سال کے سن مین فرنگی محل مین آئے اور اپنی سوتیلی مان یعنے دختر ملا احمد عبد الحق کی زیر تربیت رہے اور جملہ

علوم کی تحصیل کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد قرآن شریف حفظ کیا ولولہ ایمانی اور جوش حق پرستی آپ پر غالب ہوا اور جہاد فی سبیل اللہ کا شوق پیدا ہوا۔ ہندوستان کے امرا کو آمادۂ جہاد نہ دیکھا سفر حج کے ارادہ سے ترک وطن فرماکر سورت روانہ ہوئے راستہ مین کسی قزاق کے ہاتھ سے مرتبۂ شہادت سے سرفراز ہوئے اور بمقتضائے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علے اللہ مرتبۂ شہادت کے ساتھ ثواب حج و زیارت بھی پایا عقد آپ کا ملک محمد فضل بن ملک محمد عاشق ہاشمی ساکن گدھی ہبلول ضلع بارہ بنکی کی دختر سے ہوا جنسے تین صاحبزادے تولد ہوئے مولوی غلام یحییٰ خان اور مولوی غلام محمد اور مولوی غلام زکریا۔

مولوی غلام یحییٰ خان بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے پڑھکر فراغت حاصل کی قابل اور ذہین تھے جدی جائداد چند وجوہ سے ضبط ہوگئی اسکے بعد عسرت سے مجبور ہوکر فکر معاش کیطرف متوجہ ہوئے اور بعہدۂ صدر الصدور بنارس مین مقرر ہوئے باوجود ملازمت کی مصروفیتون کے خدمت علم مدت العمر کرتے رہے اور تدریس کا سلسلہ بنارس مین بھی جاری رکھا۔ نہایت عزت و احترام کیساتھ عمر بسر فرمائی آخر بنارس ہی مین انتقال فرمایا۔ آپکے دو عقد ہوئے پہلے عقد سے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیان تولد ہوئے یہ بیوی آپ کی ننہالی عزیز اور گدھی ہبلول کی تھین۔ صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی خلیل اللہ اور مولوی حبیب اللہ جنکے ذکر او پر گذر گئے۔ تیسرے مولوی قطب الدین چوتھے مولوی نظام الدین۔ صاحبزادیونمین سے ایک کا نکاح اُنکے چچازاد بھائی مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد کیساتھ اور دوسری کا مولوی غلام محمد کے دوسرے صاحبزادے مولوی غلام قادر کے ساتھ ہوا۔ دوسرے عقد سے جو زن اجنبیہ تھین اُنسے تین صاحبزادے مولوی الٰہی بخش اور مولوی محمد رضا (جنکے اذکار اوپر گذر گئے) اور مولوی ناظر نبی تھے جنکے حالات مجھکو معلوم نہو سکے۔

مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ مولانا ظہور اللہ کی خدمت مین تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد فکر معاش کیطرف متوجہ ہوئے اور عہدۂ

صدر الصدوری ضلع باندہ حاصل کیا نہایت اعزاز و احترام سے بسر کی۔ باندہ ہی مین وفات کی۔
آپکے دو عقد ہوے دونون بیویان گڈھی ہبلول کی تھین دوسری زوجہ سے صرف ایک
لڑکی ہوئی جو قصبۂ انہوتا مین منسوب ہوئین پہلی بیوی سے تین صاحبزادے اور ایک
صاحبزادی تولد ہوے صاحبزادی کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی غلام رسول بن مولوی
غلام زکریا سے ہوا۔ صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی غلام علی و مولوی
غلام قادر اور مولوی غلام مجتبےٰ۔

مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ عقد انکا
اپنی چچازاد بہن دختر مولوی غلام یحییے خان کے ساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی
غلام حسن اور ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر بن مولوی
غلام محمد پیدا ہوے۔ مولوی غلام علی کا انتقال بمقام ناگپور ۲۹ صفر ۱۲۹۱ھ کو ہوا۔
آپ نہایت فیاض اور سیر چشم تھے۔ متروکۂ پدری سے جو کچھ پایا تھوڑے زمانہ مین غربا
اور محتاجون مین تقسیم کردیا۔

مولوی غلام حسن بن مولوی غلام علی مذکورۂ بالا۔ سکونت وطن ترک کردی تھی اور
قصبۂ ہبلول مین سکونت اختیار کی تھی اسلیے اُنکے حالات معلوم نہو سکے۔

مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا تحصیل
کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی اور فکر معاش مین متوجہ ہوے باندہ ہی مین سکونت رہی
اور وہان ۱۲۶۵ھ مین انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولوی غلام یحییے خان کی دوسری دختر
سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی غلام ستار صاحب اور مولوی غلام حسین صاحب پیدا
ہوے۔ آپ نہایت ذکی و ذہین عالم تھے لوگون کا خیال تھا کہ اگر زندگی وفا کرتی تو اپنے
اجداد کا نام روشن کرتے۔ عالم شباب مین انتقال فرما گئے۔

مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ متوسطات
تک پڑھے۔ سکونت اکثر وطن سے باہر رہی۔ آپ کا عقد اپنی چچازاد بہن دختر مولوی
غلام علی سے ہوا ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ چھوڑ کر

دونون میان بیوی نے عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ انتقال کیا۔ مولوی غلام ستار صاحب آخر عمر مین وطن تشریف لائے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی۔ حسن اخلاق اور وضع عالمانہ مین اگلے علما کا صحیح نمونہ تھے۔

مولوی غلام حسین بن مولوی غلام قادر مذکورۂ بالا۔ انکے حالات مجھے معلوم نہو سکے مولوی خلیل الدین بن مولوی الٰہی بخش کا بیان ہے کہ موصوف فاضل علما مین سے تھے ہمیشہ وطن کے باہر سکونت رہی اور ۱۳۴۲ھ مین بمقام ناگپور (غالبًا) انتقال ہوا۔

مولوی غلام مجتبیٰ بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ آپ نے بھی کتب درسیہ متوسطات تک تحصیل کیے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ مین ۱۲۷۵ھ مین ہوا۔ عقد آپ کا گدھی بہلول ضلع بارہ بنکی مین ہوا۔ ایک صاحبزادے مولوی احسن اللہ جنکا ذکر حرف الف مین گذر چکا۔ اور ایک دختر زوجۂ مولوی غلام محی الدین یادگار چھوٹے۔

مولوی غلام ذکریا بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ کتب درسیہ مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم فاضل تھے مگر عسرت نے مجبور کیا فکر معاش کیجانب توجہ فرمائی اور بنارس مین بعہدۂ منصفی مقرر ہوگئے۔ تین فرزند چھوڑکر بمقام بنارس وفات پائی۔ صاحبزادے مولوی غلام نبی دوسرے مولوی غلام رسول تیسرے مولوی غلام مرتضےٰ۔ مولوی غلام ذکریا کا عقد اُنکے ننہال گدھی بہلول مین ہوا تھا

مولوی غلام نبی بن مولوی غلام ذکریا مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھے۔ عقد آپ کا جگور ضلع بارہ بنکی مین ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی عبد الغنی اور مولوی عبد الغفور اور ایک صاحبزادی تولد ہوے۔ صاحبزادون کے اذکار اوپر گذر چکے صاحبزادی کا عقد مسولی ضلع بارہ بنکی مین شیخ نواب علی سے (غالبًا) ہوا جو صاحب اولاد ہین۔

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام ذکریا۔ عقد آپ کا آپ کی چچازاد بہن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست کی لڑکی سے ہوا آپنے لاولد بمقام بنارس ۱۲۹۱ھ مین انتقال کیا۔

مولوی غلام مرتضٰے بن مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد۔ آپ کو فارسی مین اچھی مہارت تھی مولانا عبد الحلیم بن مولانا امین اللہ سے تلمذ تھا۔ فکر معاش کیوجہ سے نوبت اتمام کتب نہین ہوسکی مدت تک فارسی و اردو انگریزون کو پڑھاتے رہے بڑے بڑے انگریز آپکے شاگردون مین سے تھے اور آپ کا نہایت احترام کرتے تھے آپ خوشخطی مین بھی ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ مین ۲۵ شعبان ۱۳۲۶ھ مین ہوا۔ عقد آپ کا حضرت مولانا مرزا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے مولوی غلام محی الدین اور مولوی غیاث الدین اور مولوی غلام جیلانی صاحب چھوڑکر وفات پاگئین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ کے ساتھ ہوا جو ۲۵ رجب ۱۳۴۱ھ کو وفات پاگئین۔ مولوی غلام مرتضٰے صاحب کی بیوی کا انتقال رجب ۱۳۸۴ھ مین ہوا۔

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضٰے مذکور۔ آپنے ابتدائی کتب پڑھکر امتحان وکالت دیا اور سند وکالت الہ آباد اور حیدرآباد دونون جگہون کی حاصل کی اور حیدرآباد مین وکالت شروع کی ہزارون کیا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ لاکھون روپیہ پیدا کیا فیاض اسقدر تھے کہ کسی سائل کو کبھی خالی واپس نہین کیا۔ اسیوجہ سے کبھی معمولی سرمایہ بھی آپ جمع نہ کرسکے۔ نہایت نیک مرنجان مرنج طبیعت تھی۔ آخر عمر مین قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا اور متعدد مرتبہ محراب بھی سُنائی۔ اخیر مین وکالت ترک کرکے لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی رجب ۱۳۶۵ھ مین بمرض فالج انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی غلام مجتبٰے بن مولوی غلام محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو ابتک حیات ہین اور حیدرآباد مین مقیم ہین۔ آپ کی دو صاحبزادیان تھین اولاً بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ کے ساتھ ہوا جب وہ رجب ۱۳۶۱ھ مین لاولد وفات پاگئین تو دوسری صاحبزادی کا بھی عقد مولوی صاحب موصوف ہی سے ہوا جو اپنے شوہر کے ساتھ حیدرآباد مین مقیم ہین تاہنوز کوئی اولاد نہین ہوئی ہے۔ مولوی غلام محی الدین کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضٰے مذکورۂ بالا۔ ابتدائی کتب پڑھکر

وکالت کی سند حیدرآباد مین حاصل کی اور حیدرآباد مین وکالت کے سلسلہ مین مقیم رہے نہایت
کامیاب وکلا مین سے تھے وکالت کے ذریعہ سے آپنے لاکھون روپیہ کی جائداد پیدا کی نہایت
عزت و وقار سے زندگی بسر فرمائی حیدرآباد مین قانونی کونسل کے آپ ممبر بھی رہے تھے
مین نے مولوی غیاث الدین صاحب کا ایسا سمجھدار متین اور سخت ہیجان و غصہ کے وقت
بھی طبیعت پر قابو رکھنے والا کوئی دوسرا شخص نہین دیکھا۔ غالبًا کسی شخص کو بھی کبھی کلمۂ سخت
نہ کہا ہوگا۔ آپنے حیدرآباد مین ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ مین بعارضۂ وجع القلب انتقال کیا
آپکے تین عقد ہوے پہلا عقد مولوی خلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا
جو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد آپنے نگرام ضلع لکھنؤ مین چودھری نظیر احمد کی دختر سے
کیا جو دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑکر محرم ۱۳۲۱ھ مین انتقال کر گئین۔ اسکے
بعد آپنے دختر مولوی محمد اسحاق بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کیساتھ
عقد کیا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔ یہ بیوی حیدرآباد مین بعالم بیوگی مقیم ہین۔ مولوی
غیاث الدین کے دونون صاحبزادون مولوی معین الدین اور مولوی فرید الدین کا ذکر
آگے آئیگا۔ مولوی غیاث الدین کی صاحبزادی کا عقد شیخ محمد احسن جگوری سے ہوا جو ایک
لڑکی اور دو لڑکے چھوڑکر اپنے والد کے روبرو ۱۳۴۲ھ مین وفات پاگئین انمین
سے لڑکی کا خردسالی مین انتقال ہوگیا اور بقیہ خردسال ہین۔ لڑکون کے نام محمد حسن اور
احمد حسن ہین۔ مولوی غیاث الدین کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی

مولوی غلام جیلانی بن مولوی غلام مرتضےٰ مذکورۂ بالا۔ مولوی غلام مرتضےٰ کے
سب سے چھوٹے فرزند۔ آپنے ابتدائی کتب پڑھکر انگریزی پڑھی اور یونیورسٹی کا امتحان
پاس کیا اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے اور وہان وکالت کی سند حاصل کرکے وکالت شروع
کی ابتک حیدرآباد مین مقیم ہین۔ عقد آپ کا جگور ضلع بارہ بنکی مین شیخ علی حسن صاحب کی
دختر سے ہوا کوئی اولاد اسوقت موجود نہین ہے۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق
رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

مولوی غضنفر بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید

تحصیل علوم آپ نے اپنے چچا ملا معین بن ملا مبین اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اور بعد فراغت ایک زمانہ تک تدریس مین مصروف رہے۔ اپنے والد کے سفر حج مین ہمراہ تھے وہان اجازۂ حدیث بھی حاصل کیا اور حیدرآباد مین اپنے والد کے ساتھ مقیم رہے اسکے بعد وطن واپس آکر مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین نبیرۂ ملا رضا کی دختر سے عقد کیا جنسے دو صاحبزادیان پیدا ہوئین اپنے والد کی وفات کے بعد مولوی غضنفر صاحب پھر حیدرآباد چلے گئے اور اپنے بھائی مولوی ظہور علی کے ساتھ خدمت علم مین مصروف رہے آخر حیدرآباد ہی مین ۲۷ یا ۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ کو انتقال فرمایا اور مولوی ظہور علی صاحب کے پہلو مین دفن ہوے۔ مولوی غضنفر صاحب اور انکے دونون بھائیون مولوی خادم احمد اور مولوی ظہور علی کو بیعت و اجازت اپنے والد ماجد ملک العلما ملا حیدر سے تھی۔ مولوی غضنفر صاحب کی چھوٹی لڑکی کا عقد مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علی کے ساتھ ہوا جو لاولد ۸ رجب ۱۲۸۳ھ کو فوت ہوگئین بڑی لڑکی کا عقد مولوی علی محمد بن ملا معین کے ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ مولوی غضنفر صاحب شاعر بھی تھے اور ضیغم تخلص فرماتے تھے زیادہ تر نعت مین فرماتے تھے۔ کلام نہایت بہتر ہوتا تھا۔ فارسی مین تہذیب کی شرح آپ نے تحریر فرمائی تھی۔

حرف الفاء

مولوی ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کا ذکر حرف الف مین گزر چکا ہے۔

مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفے بن ملا اسعد۔ کتب درسیہ آپ نے مطولات تک حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولوی جمال الدین اور مولوی عبد الوحید نبیرۂ بحر العلوم اور مولوی عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھین اور مطولات اپنے والد ماجد سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم و فاضل تھے آپ کا حلقۂ درس وسیع تھا۔ معقولات اور خاصکر زواہد ثلثہ مین نہایت کامل ملکہ تھا۔ مولانا عبد الحق خیرآبادی بھی معقولات مین آپ کی قابلیت کے بہت مداح تھے۔ اور اکثر مولانا سے ملنے آتے تھے۔ ایک عرصہ تک کیننگ کالج مین مدرس دینیات رہے رامپور مین نواب کلب علی خان نے آپ کو زائد مشاہرہ پر روکنا چاہا مگر آپ نے گھر پر مقیم رہکر خدمت علم کرنا زیادہ پسند کیا اور آخر تک کیننگ کالج ہی مین مدرس رہے

فرنگی محل مین بھی آپکے بہت شاگرد تھے۔ باوجود معقولی ہونیکے بزرگون سے اور خاصکر اپنے پیرومرشد حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوش اعتقاد تھے آپ کی مولفہ ثمریان اپنے پیران سلسلہ کی شان مین اور بعض دوسری غزلیات ابتک اعراس کے موقعہ پر گائی جاتی ہین۔ افسوس کہ آپ کو اپنے تصانیف کے محفوظ رکھنے سے بہت زیادہ بے توجہی تھی میرزاہد ملاجلال اور میرزاہد شرح مواقف پر متعدد مرتبہ حاشیے لکھے مگر ہر مرتبہ ضائع ہو گئے۔ میرزاہد رسالہ کے اوپر کچھ تقریرات تھین جو اتفاقاً محفوظ رہگئین اور وہ مطبع یوسفی مین میرزاہد رسالہ کے ساتھ طبع ہو گئی ہین۔ ۱۳۱۰ھ مین آپنے حج بھی فرمایا تھا۔ انتقال آپ کا ۱۳ یا ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ کو ہوا۔ آپ کا عقد آپ کی چچازادبہن دختر مولوی رحمت اللہ کے ساتھ ہوا۔ دو صاحبزادیان تولد ہوئین بڑی کا عقد مولوی عبدالصمد بن مولوی عبدالرحیم کے ساتھ ہوا۔ دوسری کا عقد مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا جو لاولد ۲۲ محرم ۱۳۳۱ھ کو فوت ہو گئین۔ مولوی فضل اللہ کی زوجہ اور دخترون کا ذکر انکے باپ اور شوہرون کے تحت مین گذرچکا ہے۔

مولوی فرحت اللہ بن مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نبیرہ ملا اسعد۔ آپنے مدرسہ عالیہ نظامیہ مین قرآن شریف حفظ کیا اسکے بعد اپنے چچازاد بھائی مولوی عزت اللہ صاحب کے پاس غازیپور چلے گئے اور چشمہ رحمت کالج مین علوم ابتدائیہ حاصل کیے اب انگریزی پڑھ رہے ہین۔ ذہین اور تیز ہین ہنوز ناکتخدا ہین۔

مولوی فریدالدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ نبیرۂ ملا اسعد۔ آپنے کتب ابتدائی پڑھکر انگریزی حاصل کی۔ عقد آپ کا مولوی نصیرالحق بن مولوی عبادالحق بن مولوی نظام الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسری اجنبیہ بیوی زندہ موجود ہین جنسے ابتک اولاد نہین ہے۔ شعروشاعری سے بھی دلچسپی ہو کلام شیرین اور عجیب ہوتا ہو۔

مولوی محمد شفیع اللہ بن مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا اسعد کتب درسیہ آپنے مفتی محمد یوسف سے پڑھین فکر معیشت کیوجہ سے نوبت تدریس نہین ہوئی آپ شاعر بھی تھے اور میرزا بیرعلی صباسے تلمذ تھا اردو دیوان آپکے مطبوع موجود ہین تیسرے

دیوان کے طبع کی نوبت نہین آئی تھی مرتب ہو چکا تھا کہ آپ کا انتقال ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ
مین ہوگیا۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کی تالیفات
مین سے خزینۂ برکات ایک کتاب ہے جسمین مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات مذکورہ
اعضان اربعہ کو اردو مین نظم کیا ہے۔ عقد آپ کا مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر کی صاحبزادی
سے ہوا اولاد بہت ہوئی مگر زندہ صرف ایک صاحبزادی ہین جنکا عقد مولوی عبد الحفیظ نبیرۂ
مولوی قدرت علی کے ساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد البصیر پیدا ہوے تھے یہ
صاحبزادہ مفقود الخبر ہین۔ مولوی فصیح اللہ کی ان صاحبزادی کا بھی اپنے والد کے روبرو شعبان ۱۳۲۰ھ مین
بمرض ہیضہ انتقال ہو گیا۔ مولوی محمد عظیم اللہ کی نسل پسری مین اب کوئی باقی نہین ہے
مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن مولوی برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق
قدس اللہ اسرارہم نے کتب درسیہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین خاصکر حساب مین اچھی مہارت
تھی فکر معاش مین حیدر آباد جانا پڑا اور بسلسلۂ ملازمت حیدر آباد مین قیام رہا اور وہان بعارضہ
وجع القلب ۱۳۳۳ھ مین انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی عبد الوہاب بن مولوی عبد الرحیم کی
دختر سے ہوا جنسے ماشاء اللہ پانچ صاحبزادے مولوی ذکاء الحق مولوی وجیہ الحق مولوی
وحید الحق مولوی منظور الحق مولوی ظہور الحق اور دو صاحبزادیاں اسوقت موجود ہین
صاحبزادونکے حالات اپنی جگہ پر ذکر ہین چھوٹی لڑکی ناکتخدا ہے بڑی صاحبزادی کا عقد
شیخ مہدی حسن بجنوری کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی خورد سال چھوڑ کر وفات پاگئے۔ بیوہ[عه]
حیات ہین۔

مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ نبیرۂ ملا رضا۔ کتب درسیہ پڑھنے کی
نوبت نہین آئی فکر معیشت کی جانب توجہ کی نواب شرف الدولہ اور نواب محسن الدولہ کی سرکار
مین مختار رہے دنیاوی عروج بہت زائد پایا غالبًا انکے زمانہ تک فرنگی محل مین اتنا عروج دنیاوی کسی
دوسرے کو نہ ہوا ہو ہزارون روپیہ کی جائداد پیدا کی فقیر اللہ گنج واقع دولت گنج اپنے نام سے
اور محسن گنج واقع یار محسن الدولہ کے نام سے آباد کیے لکھنؤ کی پرانی منڈی بھی آپ ہی کی آبادکی ہوئی تھی
غرضکہ نہایت زائد عروج دنیاوی ہوا میونسپل کمشنر بھی عرصہ تک رہے حکام سے بھی بہت

عه اہلیہ مولوی فضل حق کا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ کو طلوع فجر کے وقت بعارضہ وجع الصدر انتقال ہوگیا ۱۲ منہ

عه ان بیوی صاحبہ کا انتقال جمادی الاخریٰ ۱۲۹۸ھ کو ہوا ۱۲ منہ

وسیع تعلقات تھے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوش اعتقاد تھے آپ کے متعلق صاحب خیر العمل نے لکھا ہے ولو یزل فی عظمۃ وجاہ وکان رجلا صبورا وقورا ذا اخلاق عظیم وفضل عمیم اللہ تعالیٰ نے آپکو سب سے بے نیاز کر دیا تھا۔ عقد آپ کا دختر مولوی نیاز احمد بن مولوی وزیر علی نواسۂ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جنکا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا جو اپنے والد کی حیات مین لاولد انتقال کر گئین مولوی فقیر اللہ کا انتقال یوم سہ شنبہ ۷ ار شعبان ۱۲۹۹ھ مین ہوا چونکہ اُنکے کوئی اولاد نہ تھی اور موصوف نے اپنے بھتیجے مولوی محمد حسین بن مولوی فائق کے حق مین اپنی اکثر جائداد کی وصیت کی تھی اور کچھ اپنے بھائی مولوی کرامت اللہ کے حق مین وصیت کی تھی مولوی کرامت اللہ کی فنا مندی سے وہ جائداد مولوی محمد حسین صاحب کو ملی اور بعد انتقال مولوی محمد حسین صاحب کے بوجہ اُنکی اولاد نہونیکے سب جائداد حصۂ چہارم زوجہ کا چھوڑکر میرے والد مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کو ملی زوجۂ مولوی فقیر اللہ کا انتقال ۱۳۱۲ھ مین ہوا۔

مولوی فخر الدین بن مولوی ظفر احمد بن مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب کے والد اور دادا اور دیگر خاندان والون کا تذکرہ بطور ضمیمہ آخر مین کیا جائیگا۔

حرف القاف

قطب الملۃ والدین حضرت قطب شہید کا تذکرہ اول کتاب مین گزر چکا۔

مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن نبیرۂ ملا اسعد۔ کتب درسیہ مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور مولانا عبد الحکیم بن مولوی عبدالرب اور مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھکر فراغت حاصل کی۔ اکابر علما مین سے تھے۔ مدت العمر تدریس وتالیف وخدمت علم مین بسر فرمائی۔ نہایت ذکی اور قابل جامع معقول اور منقول عالم تھے۔ بنارس مین سکونت اختیار فرمائی تھی وہان تدریس وافتا مین مصروف رہے اسکے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور وہین انتقال فرمایا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا

عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کے تصانیف مین سے معارج العلوم اور مدارج العلوم مصنفہ ملاحسن کی شرحین اور زواہر ثلثہ کے حواشی اور ضابطہ تہذیب کا حل اور سورۂ یوسف کی تفسیر ہے
آپ کا عقد اول لاٹگڈھی بہلول ضلع بارہ بنکی مین ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی اسحاق اور مولوی الیاس اور مولوی یوسف پیدا ہوے۔ بنارس مین آپ نے زن اجنبیہ سے عقد کیا۔ جنسے چار صاحبزادے مولوی حیدر اور مولوی سلیمان اور مولوی عیسے اور مولوی محمد عمر پیدا ہوے۔ ان سب کے حالات اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہین۔

مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نبیرۂ ملا سعید۔ کتب درسیہ اپنے دادا سے پڑھین حفظ قرآن بھی کیا۔ فکر معیشت مین حیدرآباد تشریف لیگئے آپ کا عقد حیدرآباد ہی مین مولانا ظہور علی کی صاحبزادی یعنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی خالہ سے ہوا جنسے اولادین متعدد ہوئین مگر صرف ایک صاحبزادے مولوی محمد یوسف زندہ رہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیوی کا ان صاحبزادے کی پیدائش کے سلسلہ مین انتقال ہوگیا۔ اسکے بعد مولوی محمد قاسم صاحب نے حیدرآباد مین بیرون فرنگی محل عقد کیا تھا جنسے اولاد موجود ہے مگر چونکہ اُنکے حالات معلوم نہین ہین اسلیے نہین لکھے گئے۔ مولوی محمد قاسم صاحب اکثر حیدرآباد مین مقیم رہے اپنے صاحبزادے کے عقد مین شرکت کیلیے لکھنؤ آئے تھے اسکے بعد آخر عمر مین تشریف لائے تھے جب مین نے بھی زیارت کی تھی نہایت ضعیف اور معذور ہو چکے تھے بالآخر سنہ ۱۳۳۳ھ مین انتقال کیا۔ اُنکی پہلی بیوی والدۂ مولوی محمد یوسف صاحب کی وفات ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ھ مین ہوئی

مولانا قیام الدین محمد عبدالباری اور مولوی قطب الدین عبدالوالی اور مولوی محمد قائم عبدالقیوم کے حالات حرف عین مین مذکور ہو چکے ہین

حرف الکاف

مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی غلام یحیٰے خان نبیرۂ ملا اسعد۔ آپ نے بعد تحصیل کتب ابتدائی انگریزی کی تعلیم حاصل کی اسکے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور سند وکالت حاصل کرکے حیدرآباد ہی مین اپنے ماموں کے ساتھ وکالت شروع کی اب بھی مع بیوی کے حیدرآباد مین مقیم ہین پہلا عقد آپ کا آپ کی ماموں زاد بہن دختر کلان

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد
مولوی غلام محی الدین کی چھوٹی دختر سے ہوا جنسے ابتک کوئی اولاد نہین ہے - بیعت
آپ کو حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے -
مولوی محمد کریم بن مولوی محمد ابراہیم بن مولوی علی محمد بن ملا معین نبیرۂ ملا سعید -
اپنے والد ماجد کے ساتھ حجاز مین رہے بعد والد ماجد کے انتقال کے لکھنؤ واپس آکر کتب ابتدائی
اپنے چچا مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھے تقریباً دس برس ہندوستان مین مقیم رہے اسکے
بعد ہجرت کرکے مدینہ شریف مین قیام کرلیا وہان عقد بھی کیا مگر اولاد نہین ہوئی مدینہ منورہ
ہی مین لاولد سنہ مین انتقال کیا۔
مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کے حالات حرف الف مین مذکور ہوچکے -
مولوی محمد کامل بن مولوی محمد اسلم بن مولوی محمد اکرم بن مولانا نعیم نبیرۂ بحرالعلوم
کتب ابتدائی اپنے والد ماجد سے تحصیل کرکے کچھ زمانہ تک دارالعلوم ندوۃ العلما مین
تعلیم پائی اب یونیورسٹی کے امتحانات کی تیاری کررہے ہین - ہنوز نا کتخدا ہین - خدا علم نصیب کرے
مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین نبیرۂ ملا رضا . تحصیل علم کی بالکل نوبت
نہین آئی مدت العمر اپنے ننہال سیحہ ضلع بارہ بنکی مین قیام رہا زمینداری بسر کی اور سیحہ ہی مین
اپنے والد کی زندگی مین انتقال کیا عقد آپ کا اولا مولانا علاؤالدین بن مولانا انوار الحق کی
صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی غضنفر بن ملک العلما پیدا ہوئین ان
بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد آپ کا سیحہ ضلع بارہ بنکی مین چودھری رجب علی بن چودھری
رستم علی کی صاحبزادی سے ہوا (جو آپ کی سوتیلی مان کی بہن تھین) یہ بیوی شوہر کے بعد
لاولد وفات پاگئین - اب فرنگی محل مین مولوی کمال الدین کی نسل صرف اُنکی نواسی زوجۂ
مولوی علی محمد بن ملا معین سے باقی ہے -
مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعدالدین نبیرۂ ملا رضا
یعنی میرے جد امجد صغر سنی مین اپنے والد کے ننہال ہی مین سکونت رہی اسلیے نوبت نوشت
خواند نہوسکی جب لکھنؤ آئے تحصیل علوم شرع کی مولانا امین اللہ بن مولوی اکبر اور مولانا

عہ ان کی بیوی صاحبہ کا رجب ۱۳۴۳ھ مین انتقال ہوا ۱۲ منہ

نعمت اللہ بن مولانا نور اللہ اور مولانا قدرت اللہ نواسہ مفتی محمد یعقوب سے علم حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوئے تھوڑے زمانہ تک تدریس مین مصروف رہے اسکے بعد فکر معیشت کی۔ ریاست منکاپور ضلع گونڈہ مین منیجر ریاست مقرر ہوئے اسکے بعد اناؤ مین جہان ایک عقد بیرون فرنگی محل کرلیا تھا اُسی سلسلہ مین وہان جائداد بھی خرید کی تھی مستقل قیام کرلیا اور ۳ ر صفر ۱۳۳۲ھ کو اناؤ مین انتقال کیا نعش لکھنؤ لاکر باغ مولانا انوار مین دفن کیگئی۔ آپ کا عقد اول دختر مولانا محمد حامد نبیرۂ مولانا انوار الحق سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی بشارت اللہ اور میرے والد مولوی شرافت اللہ اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا۔ مولوی بشارت اللہ اور صاحبزادی کا انتقال اپنے والدین کی حیات مین ہوگیا سب کے حالات اوپر گذر چکے ہین۔ مولوی کرامت اللہ صاحب کو بیعت حضرت حاجی شاہ وارث علی دیوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

حرف اللام

مولوی لمعان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحکیم نبیرۂ بحر العلوم اور مولانا نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھکر فراغت حاصل فرمائی کبر سنی تک خدمت علم ظاہری فرماتے رہے آخر عمر مین علوم باطنیہ کی جانب زیادہ توجہ ہوگئی تھی مثل اپنے بزرگون کے مدت العمر مسجد باغ مولانا انوار مین ظہر سے لیکر عشا تک ہدایت خلق مین مصروف رہتے آخر شعبان سے ختم رمضان تک اعتکاف فرماتے نہایت فرشتہ خصلت اور وجیہ بزرگ تھے۔ ۱۷ ر رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مین انتقال فرمایا اولاً آپ کا عقد حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد فوت ہوگئین۔ دوسرا عقد آپ کا سید محمد مرتضےٰ بجنوری کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی شمس الحق اور حکیم مولوی وہاج الحق اور حکیم مولوی امتیاز الحق اور پانچ صاحبزادیان تولد ہوئین۔ صاحبزادونکے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہین لڑکیون مین سے بڑی صاحبزادی کا عقد کاکوری محلہ قاضی گڈھی مین ہوا جو لاولد والدین کی حیات مین فوت ہوگئین۔ دوسری کا عقد محمود میان زمیندار رباتسہ شریف کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئے۔

بیوہ ابتک اپنے والدین کے گھر مین موجود ہین۔ تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ خورشید حسن صاحب بجنوری کے ساتھ ہوا۔ اور چوتھی صاحبزادی کا عقد شیخ قطب الدین فتحپوری کے ساتھ یہ دونون اپنے والد کے بعد انتقال کر گئین دونون کی اولاد بفضلہ تعالے موجود ہے۔ پانچوین صاحبزادی کا عقد شیخ ریاض الدین احمد برادر زادہ مولوی نظام الدین حسن وکیل نیوتنوی کے ساتھ ہوا جو ماشاء اللہ صاحب اولاد و حیات ہین اور خورجہ ضلع بلند شہر مین اپنے شوہر کے ہمراہ مقیم ہین مولانا المعان الحق کی زوجہ ابتک حیات ہین۔

حرف المیم

مولوی مراد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نبیرۂ ملا اسعد۔ کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے نہایت قابل اور مستعد اور نیک نفس متقی پرہیزگار تھے والد ماجد کی موجودگی ہی مین حلقۂ درس بہت وسیع ہوگیا تھا اور تلامذہ آپکے طریقہ تدریس سے نہایت خوش رہتے تھے باوجود اسکے آپ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے والد ماجد کو اپنی اطاعت اور سعادتمندی سے اسقدر خوش رکھا کہ میرے والد تذکرہ کرتے تھے کہ مولانا نعمت اللہ صاحب ان صاحبزادے پر فخر کرتے تھے ایک عرصہ تک بڑودہ مین خدمت علم مین مصروف رہے جب مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ جو مولوی مراد اللہ صاحب کے پھوپھی زاد بھائی تھے سفر حج کو جانے لگے تو مولوی مراد اللہ صاحب اُنسے ملنے بڑودہ سے بمبئی گئے اور اسکے بعد اُنکی ہمراہی مین حج وزیارت کو چلے گئے۔ سفر حج مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اس سفر مین مولانا کو اسہال کی شکایت ہوگئی تھی واپسی پر لکھنؤ مین پوری کوشش سے علاج ہوا مگر مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی میرے والد بیان کرتے تھے کہ انتقال سے ایکدن پیشتر جبکہ حالت بہت خراب تھی مولانا کے ہوش وحواس درست تھے تمام اعزہ وتلامذہ جمع تھے۔ مولوی فضل اللہ صاحب آپکے منجھلے بھائی نے پاس آکر فلسفہ اور حکمت کے کچھ اہم مباحث کے متعلق دریافت کرنا شروع کیا تمام اعزہ کو ایسے وقت مین دماغ پر بار ڈالنا نہایت ناگوار تھا مگر مولانا مراد اللہ نے تھوڑا سکوت کرکے ان مباحث کے متعلق بیان کرنا شروع کیا اور اسقدر

خوبی سے بیان کیا کہ حاضرین علما سب قابلیت علمیہ کی تعریف کرنے لگے مولوی فضل اللہ صاحب نے نہایت درد سے رو کر کہا کہ افسوس ایسا بے مثل اور قابل عالم رخصت ہو رہا ہے اور ہم کچھ نہین کر سکتے۔ تمام حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا۔ بآخر ۵ رجب ؁ کو لاولد انتقال کیا والد ماجد کو ایسے قابل اور لائق صاحبزادے کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا۔ مولانا مراد اللہ کا عقد آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی اسد اللہ کے ساتھ ہوا تھا جو شوہر کے بعد ۲۳ سال حیات رہین اور ۲۵ رجب ؁ کو انتقال کیا۔ مولانا مراد اللہ کے سلسلۂ تلمذ مین مولانا حبیب الرحمن مدنی بھی داخل تھے۔

مولوی معین الدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضے نبیرۂ ملا اسعد۔ آپ نے کتب رسمیہ حاصل کرنے کے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرنس پاس کر کے ولایت گئے اور وہان امتحان بیرسٹری اور ہی۔اے کا پاس کیا ؁ مین وطن واپس آئے اور لکھنؤ مین وکالت شروع کی کامیابی سے اپنا کام انجام دے رہے ہین۔ آپ کا عقد شیخ رضی الدین احمد پوری بیرسٹر گونڈہ کی دختر سے ہوا دو لڑکے اور دو لڑکیان اسوقت بفضلہ تعالی موجود ہین یہ سب خرد سال ہین۔ لڑکون کے نام جلال الدین اور مشیر الدین ہین خدا سب کو زندہ و سلامت رکھے ملا حسن کا سلسلۂ نسل فرنگی محل مین اب انھین سے قائم ہے۔

مولوی محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ حضرت استاذ الہند کی خدمت مین پڑھکر فارغ التحصیل اور جید عالم ہوے قوت علمی آپ کی بہت زبردست تھی اکثر ایسا ہوا کہ ملا حسن اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے اور آپ سے تفسیر بیضاوی یا ہدایہ کے متعلق کسی امر مین مذاکرۂ علمیہ ہوتا اور آپ دلائل قویہ سے ایسے مطالب بیان فرماتے کہ دونون صاحب تحسین کرتے۔ فکر معیشت کیوجہ سے اتفاق تدریس نہو سکا اولاً اکبر یار خان کے ہمراہ سوارونمین ملازمت کی اسکے بعد تھوڑے زمانہ تک باندہ مین میر باقر قلعدار کیطرف سے تحصیلدار رہے۔ باوجود ملازمت مطالعہ کتب مین ہمیشہ مصروف رہتے اور خاصکر بیضاوی اور ہدایہ مین مہارت کاملہ حاصل کی تھی۔ مولانا اعزہ کے ساتھ نہایت سلوک فرماتے اپنے سوتیلے بھائیون مولانا انوار الحق اور مولانا اظہار الحق کی باپ کیطرح سے نہایت شفقت سے

پرورش فرمائی جو اچھی چیز آپ کو ملتی وہ بیٹون کے بجائے بھائیون کو دیتے ملا محب اللہ مرض الموت مین مبتلا تھے بھائیون نے بیٹون سے زائد خدمت کی جب انتقال ہوا تو مولانا انوار الحق نے ارشاد فرمایا کہ آج مین یتیم ہو گیا۔ مولانا محب اللہ کا انتقال بمرض اسہال عالم شاہ کے عہد مین ہوا۔ آپکے دو عقد ہوئے پہلا عقد شیخ خلیل الرحمن بن شیخ فیض اللہ بن شیخ ظاہر صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے ملا مبین اور ملا حبیب اللہ پیدا ہوئے۔ ان بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا عقد شیخ محمد مشائخ صدیقی لکھنوی کی دختر سے کیا جنسے ایک صاحبزادے مولوی محمد اسحاق اور ایک صاحبزادی تولد ہوئین صاحبزادی کا عقد مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا۔ سوائے ملا مبین کے سب کے اذکار مذکور ہو چکے ہین۔

مولوی محمد مبین بن ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ مولانا بحر العلوم کے بعد سب سے زائد کثیر التصانیف اور بے مثل حل مطالب کرنیوالے جامع معقول او منقول حاوی فروع و اصول واعظ و محدث تھے۔ کتب درسیہ اول سے لیکر ختم تک ملا حسن سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ بھی انھین سے پڑھا زمانہ تحصیل ہی سے آثار ذکاوت وجودت طبع نمایان تھے استاد اپنے لائق شاگرد کی قابلیت کو دیکھتے اور خوش ہوتے۔ تحصیل سے فراغت کے بعد تدریس و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ حلقہ درس اُستاد کے سامنے وسیع اور مشہور ہو گیا ملا حسن جب رامپور تشریف لیگئے۔ ملا حسن کے تلامذہ اور اکناف واطراف کے طلبۂ علم نے آپ کی خدمت مین تحصیل علم شروع کیا اور آپ کا شہرۂ علم دور دور ہو گیا تلامذہ کی کثرت آپکے حلقۂ درس میں سب معصرون سے زائد ہو گئی۔ عوام و خواص سب کی نظرون مین آپ محبوب اور معزز و محترم ہو گئے امرا مال و دولت قدمون پر نچھاور کرتے اور آپ اُسکے جانب توجہ بھی نہ فرماتے ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل مین وعظ فرماتے ایسا شیرین بیان اور پر تاثیر وعظ ہوتا کہ ہر وعظ میں سیکڑون آدمی موجود ہوتے اور جیسے ہی وعظ شروع ہوتا لوگ زار و قطار رونا شروع کرتے مین نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ مولانا مبین کا وعظ ایسا موثر ہوتا تھا کہ جیسے ہی وہ فرماتے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور حاضرین بیقرار ہونے لگتے۔ ہزار ہا احادیث اپنی یاد سے وعظ مین بیان فرماتے جس سے علم حدیث مین کمال وسعت نظر

معلوم ہوتی تھی خود بھی نہایت رقیق القلب تھے اکثر وعظ مین خود بھی بہت روتے اور حاضرین روتے
روتے بے حال ہو جاتے۔ مزاج مین نخوت اور تکبر نام کو نہ تھا اپنے زمانہ کے علما کی عزت و احترام
فرماتے باوجود بڑے معقولی ہونیکے بزرگان دین سے نہایت خوش عقیدہ تھے مولانا شاہ حقانی
رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زائد اعتقاد تھا حضرت شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین بھی اکثر حاضر
ہوتے۔ ملاحسن جب رامپور گئے ہین تو ملامبین نے حضرت شاہ شاکر اللہ سے ملاحسن کے جانیکا
حال بیان کیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملامبین اب تمہارا ہی نام ہم نے ملاحسن
رکھدیا جاؤ خدمت علم کرو اور کچھ تردد نہ کرو۔ حضرت مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ
اعتقاد تھا۔ شاہ حقانی صاحب نے سبز عمامہ عنایت کیا تھا جسکے متعلق آپنے صاحبزادونکو وصیت
فرمائی تھی کہ قبر مین ساتھ رکھدیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ایک تاج درویشانہ بھی آپ کو شاہ
صاحب نے عنایت کیا تھا جو ابتک محفوظ ہے اور ملامبین کے نبیرہ مولوی عبد الہادی صاحب کے
پاس ہے۔ ملامبین کے تصانیف بہت ہین اور سب مین طلبہ اور مدرسین دونون کیلیے اس وضاحت
حل مطالب کیا گیا ہے کہ بیساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ لاعطر بعد العروس پھر اسکے ساتھ فوائد
متفرقہ اور مضامین متناسبہ اس کثرت سے آپ کی کتابون مین پائے جاتے ہین کہ بعض علما نے کہا ہے
کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (بالتوصیف والاضافۃ) علاوہ ہر درسی کتاب پر تعلیق کے
مستقل تالیفات حسب ذیل ہین۔ شرح سلم العلوم کامل۔ شرح مسلم الثبوت تا ختم مبادی کلامیہ۔ حواشی
زواہر ثلثہ۔ حل بحث مثناۃ بالتکریر مذکورہ صدرا۔ رسالہ فی الزکوۃ کنز الحسنات فی مسائل الزکوۃ
شرح اسماء حسنیٰ۔ ترجمہ حکایات الصالحین۔ شرح تبصرہ تصوف مین۔ وسیلۃ النجاۃ احوال ائمہ
اثنا عشر مین۔ رسالہ مسائل صوم مین۔ جواہر الفوائد۔ انمین سے شرح سلم و مسلم اور حواشی
زواہر ثلثہ اور وسیلۃ النجاۃ سے مین نے فائدہ اٹھایا ہے۔ وسیلۃ النجاۃ کسی شیعہ دوست کی
فرمایش و بحث کے نتیجہ مین لکھی گئی ہے۔ فضائل رجال مین گو روایات ضعیفہ پر بھی اعتماد
کیا جا سکتا ہے مگر بعض روایتین اس کتاب مین حد ضعف سے بھی متجاوز ہو گئی ہین۔ ملامبین
کا انتقال ۷۰ سال کی عمر مین ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔ ملامبین کے دو عقد ہوئے
اولاً دختر ملاحسن سے عقد ہوا جو ملامبین کی پھوپھی زاد بہن تھین اُنسے جب کوئی اولاد

عہ ۱۱ تذکرہ علما ص ۲۳۰

نہین ہوئی تو ملا مبین نے ضلع بارہ بنکی مین شیخ غلام مخدوم بن شیخ عبداللہ بن شیخ خلیل الرحمٰن
مین احفاد مخدوم حسام الدین فتحپوری کی دختر سے دوسرا عقد کیا جنسے تین صاحبزادے ملا معین اور
ملک العلما ملا حیدر اور مولوی صفدر اور دو صاحبزادیان زوجۂ مولوی عبدالجامع نبیرۂ بحر العلوم
اور زوجۂ دوسرے ملا نعیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ تولد ہوے - ملا حیدر اور ملا صفدر کا ذکر اوپر
گزر گیا - پارچہ والی گلی مین مشرقی نکڑ پر جو مسجد ملا مبین کی مسجد کے نام سے مشہور ہے وہ
ملا مبین کی پہلی بیوی کی بنوائی ہوئی ہے اور اُسکے شمالی مشرقی حجرہ مین بیوی صاحبہ موصوفہ کی
قبر بھی ہے -

مولوی محمد معین بن ملا مبین مذکورۂ بالا - صاحب خیر العمل نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے
والد نے ملا معین کو خاتم الفقہا والمحدثین تحریر فرمایا ہے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر
فارغ التحصیل اور فقیہ و محدث و واعظ ہوے - نہایت متقی پرہیزگار زاہد شب زندہ دار تھے
باوجود شغل تالیف و تدریس اوراد و اذکار و عظ و افتا مین مصروف رہتے - بعض صفات مین
تو مولانا اپنے زمانہ مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے - مثلاً علم حدیث اور اُسکے متعلقات کا کثرت
مطالعہ اور علم فقہ و اصول اور علم ادب مین مہارت کاملہ کثرت فتاوے - کثرت مطالعۂ کتب
ان امور مین مولانا بینظیر تھے - آپکے تصانیف حسب ذیل ہین - ایک رسالہ اُن محدثین کے حالات
مین ہے جنکا یا انکی کتاب کا رمز احصن حصین مین حوالہ ہے - نہایۃ البیان فی مایحل و یحرم من
الحیوان - حاشیہ صدرا اور تفسیر آیات میراث اور رسالہ قرأۃ خلف الامام اور رسالہ معینہ فی تحریم
المتعہ اور مجموعہ خطب مولانا معین ہی اول فرنگی محل کے عالم ہین جنھون نے فرق مبتدعین کی
کفر کا مطلقاً فتوے دیا ہے - ملا معین کا انتقال جوانی مین ۲ رجمادی الثانی ۱۲۵۱ھ مین ہوا -
آپ کا عقد مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو
صاحبزادے مولوی علی محمد اور مولوی محمد امین تولد ہوے جنکے تذکرے گذر چکے - مولوے
معین کی بیوی کا انتقال ۲۹ محرم ۱۲۸۶ھ کو ہوا -

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفے اور مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر کا تذکرہ حرف عین
مین ہوچکا اور مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شائق اور مولوی محمد حسن بن مولوی افضل حسن کا

زوجہ مولوی عبدالجامع کا انتقال ۔۔۔ مین ہوا

کا ذکر حرف حا مین گذرا۔

مولوی محمد مقیم بن مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد ابراہیم نبیرۂ ملا معین مذکورۂ بالا کتب عربیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر مولوی کی سند حاصل کی اسکے بعد فکر معاش کیجانب توجہ کی طب بھی کچھ حاصل کی مگر اُسکو ترک کرکے بمبئی چلے گئے وہان تجارت کا روبار کرتے ہین تاہنوز عقد نہین ہوا ہے۔

مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نعیم اللہ نبیرۂ مولانا محب اللہ مذکورۂ بالا کتب درسیہ آپنے مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور مولوی افضل حسن بن مولوی ظہور علی سے پڑھے بعدہٗ فکر معیشت مین حیدرآباد تشریف لیگئے اور سند وکالت حاصل کرکے حیدرآباد مین وکالت کرتے ہین۔ آپ نہایت نیک نفس درمرنجان مرنج طبیعت رکھتے ہین۔ آپکی متعدد تصانیف ہین جنمین سے بعض کے نام یہ ہین۔ منہج البیان شرح میزان۔ الافادہ فی باب الشہادۃ۔ رسالہ جواز خرق و التیام فلک۔ آپ کا عقد اولًا مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین کی صاحبزادی سے ہوا اور اُنکے انتقال کے بعد دوسرا عقد مولانا عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق کی صاحبزادی سے ہوا ان دونون بیویون سے اولاد ہوئی مگر زندہ نہین رہی اور یہ دونون بیویان انتقال کر گئین انکے بعد تیسرا عقد آپ کا امیٹھی ضلع لکھنؤ مین شیخ غلام احمد وکیل کی دختر سے ہوا جو ایک خردسال لڑکے کو چھوڑکر ۱۳۲۵ھ مین انتقال کر گئین لڑکے کا نام نعیم اللہ ہے اور سلینے والد کے ہمراہ حیدرآباد مین مقیم ہے۔ مولوی محب اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ مذکور کتب درسیہ آپنے مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا انعام اللہ بن مولوی نعام اللہ سے پڑھے اور طب بھی حاصل کی فکر معیشت مین حیدرآباد چلے گئے اور وہان سند وکالت حاصل کرکے اپنے بھائی کے ہمراہ وکالت کرتے رہے ۳ صفر ۱۳۳۲ھ مین حیدرآباد ہی مین انتقال کیا آپ کا عقد دختر مولوی فخر الدین بن مولوی ظفر احمد نبیرۂ مولوی قدرت علی کے ساتھ ہوا جو دو صاحبزادیان اور تین صاحبزادے چھوڑکر بمرض مہیضہ ۲۷ رجب ۱۳۱۸ھ روز چہارشنبہ کو فوت ہو گئین دونون لڑکیان ناکتخدا فوت ہو گئین صاحبزادے نکے

نام مولوی حافظ روح اللہ اور مولوی نوراللہ اور مولوی ثناء اللہ ہین جنکے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہین۔ مولوی محب اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حنیف اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ کتب رسمیہ پڑھنے کے بعد بوجہ سخت عسرت کے فکر معیشت کی جانب توجہ کی۔ پٹنہ مین مولوی خدابخش خان کے مشہور کتب خانہ کے مہتمم مقرر ہوگئے اور مدت العمر وہین قیام رہا اور وہان غالباً ۱۳۲۵ھ مین انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپکا عقد اولاً مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ کی دختر خورد سے ہوا جو دو صاحبزادیان چھوڑکر وفات پاگئین۔ دوسرا عقد آپنے مسولی ضلع بارہ بنکی مین کیا جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے ان بیوی کا بھی بمرض طاعون ۱۴ محرم ۱۳۲۲ھ مین انتقال ہوگیا۔ مولوی مسیح اللہ صاحب کی پہلی دونون صاحبزادیون کا عقد کاکوری مین ہوا بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ عزیز حسن سے ہوا۔ شیخ عزیز حسن کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ شیخ عزیز حسن صاحب کا ۱۳۳۱ھ مین انتقال ہوگیا اور ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی یادگار چھوٹے صاحبزادہ کا نام مولوی کریم حسین تھا اور صاحبزادی اپنے خالہ زاد بھائی شیخ مشکور علی بن شیخ حکیم محب علی کو منسوب ہوئین۔ مولوی کریم حسین نے کتب عربیہ ختم متوسطات تک میرے ساتھ پڑھے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین ملازم ہوگئے مدت کے بعد حیدرآباد چلے گئے وہان ملازمت کرلی ۱۳۳۸ھ مین ایک خوردسال لڑکا چھوڑکر بعارضۂ طاعون انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کے اس خوردسال لڑکے نے بھی بعد کو انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کا عقد اُنکی چچازاد بہن شیخ اعجاز حسین کاکوروی کی ہمشیرہ سے ہوا تھا بیوہ وہ ابتک حیدرآباد مین اپنے بھائی کے پاس مقیم ہین۔ مولوی مسیح اللہ صاحب کی منجھلی صاحبزادی کا عقد حکیم شیخ محب علی کاکوروی کے ساتھ ہوا انکے شوہر کا ۔۔۔ مین انتقال ہوگیا۔ ان صاحبزادی کے چار صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیان تھین جنمین اسوقت بفضلہ تعالیٰ پانچ صاحبزادیان اور چارون صاحبزادے حیات ہین۔ صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین۔ منشی منظور علی منشی مشکور علی منشی عزیز علی منشی سعید احمد سب نے تعلیم انگریزی حاصل کی منشی منظور علی محکمۂ زراعت مین ملازم ہین اُن کا عقد اولاً منشی اطہر علی صاحب

وکیل کاکوروی کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مشہود علی کو چھوڑ کر انتقال کر گئین۔
مشہود علی مسلم یونیورسٹی مین پڑھ رہے ہین۔ منشی منظور علی صاحب کا دوسرا عقد دختر منشی
عبدالعلی کاکوروی کے ساتھ ہوا جنسے تین لڑکے اور دو لڑکیان موجود ہین۔ منشی مشکور علی
کا عقد اُنکی خالہ زاد بہن دختر شیخ عزیز حسن کے ساتھ ہوا جنسے تین لڑکے محمد مبین احمد اور محمد
معین احمد اور محمد امین احمد اور دو لڑکیان اسوقت ہین منشی مبین احمد طب پڑھ رہے ہین۔
اور معین احمد انگریزی اٹاوہ مین پڑھ رہے ہین بقیہ خورد سال ہین۔ منشی عزیز علی کوپراٹو
بنک مین ملازم ہین اور بسلسلہ ملازمت ہردوئی مین مقیم ہین اور تا ہنوز عقد نہین ہوا ہے
محمد سعید احمد آرٹس اسکول مین پڑھ رہے ہین اور ابھی عقد نہین ہوا ہے حکیم محب علی صاحب کی
لڑکیون مین سے ایک لڑکی منشی محمد خلیل کاکوروی کو منسوب ہوئی دوسری منشی نور الحسن کاکوروی
کو منسوب ہوئی اور دونون لاولد فوت ہوگئین تیسری لڑکی ناکتخدا فوت ہوگئی چوتھی کا عقد
اپنے چچازاد بھائی مولوی وصی علی کاکوروی کے ساتھ ہوا ہنوز کوئی اولاد نہین ہے پانچوین
کا عقد اپنے چچازاد بھائی منشی بشیر علی کے ساتھ ہوا جنسے خورد سال لڑکے اور لڑکیان موجود ہین
چھٹی کا عقد مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ فرنگی محلی کے ساتھ اور ساتوین کا
مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ فرنگی محلی کے ساتھ ہوا ان دونون کی اولاد کا ذکر اوپر
ہوچکا ہے۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد منشی احترام علی بن منشی احتشام علی رئیس بن منشی
امتیاز علی وکیل کاکوروی کے ساتھ ہوا جنسے ایک لڑکا اور دو لڑکیان موجود ہین۔ مولوی
مسیح اللہ کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد اپنے خالہ زاد بھائی شیخ عبدالمغنی بن شیخ غلام نبی مسولوی
ساکن جیتپر کے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین۔ پسران مولوی مسیح اللہ کے حالات
اپنی جگہ پر مذکور ہین۔ مولوی مسیح اللہ کی اولاد مین سے بڑے صاحبزادے مولوی حبیب اللہ کے
سب خدا کے فضل سے حیات ہین بڑی صاحبزادی فرنگی محل ہی مین مقیم ہین[عہ]۔

مولوی منہاج الحق بن مولوی امان الحق مذکور آپنے قرآن شریف حفظ کیا اور علوم
رسمیہ پڑھکر فکر معیشت کی جانب توجہ کی ایک عرصہ تک مطبع یوسفی مین کام کرتے رہے شوال ۱۳۴۳ھ
مین بعارضہ ہیضہ انتقال کیا آپکا عقد شیخ رزاق بخش عرف امیر میان ساکن سرسنڈا ضلع بارہ بنکی کی دختر سے ہوا جو اپنے شوہر کے

عہ بدوران طبع کتاب ہذا ۲۳ صفر ۱۳۴۶ھ مین فوت ہوگئین ۱۲

تھوڑے زمانہ کے بعد انتقال کر گئین دو لڑکیان اور ایک لڑکا خورد سال یادگار چھوڑے لڑکیان صغر سنی مین انتقال کر گئین۔ لڑکا جسکا نام مصباح الحق ہے اور دائم المرض ہے مدرسہ عالیہ نظامیہ مین اپنے چچا مولوی ضیاء الحق کی زیر تربیت تعلیم پا رہا ہے خدا اُسکو زندہ و سلامت رکھے۔

مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق نبیرۂ مولوی انوار الحق۔ کتب عربی متوسطات کے ختم تک مولوی عبد الباقی صاحب و مولوی عبد الحمید صاحب اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اسکے بعد علم طب حکما رجھوائی ٹولہ سے حاصل کیا۔ ایک مدت تک بارہ بنکی مین کامیابی سے مطب کرتے رہے ۱۹ رمضان ۱۳۳۱ھ کو بعارضہ ہیضہ انتقال کیا۔ نعش لکھنؤ لاکر مولوی انوار صاحب کے باغ مین دفن کیگئی۔ عقد آپ کا اولاً تیرہ ضلع بارہ بنکی مین حکیم عبد الغفور مولوی کی دختر سے ہوا جو بعارضہ طاعون انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد آپکا مولوی الیاس بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا جنکی ان شوہر سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔

مولوی منظور الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق مذکور۔ نے ابتدائی کتب عربی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھے اسکے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور مین تعلیم ادب حاصل کی۔ اور سرکاری امتحانات مین کامیابی حاصل کی اسکے بعد گورنمنٹ اسکول مین مدرس عربی مقرر ہوے۔ فی الحال لکھنؤ جوبلی ہائی اسکول مین مدرس ہین۔ عقد آپ کا ۹ ر شعبان ۱۳۲۵ھ مین سدھور ضلع بارہ بنکی مین شیخ نثار احمد کی دختر سے ہوا ابھی کوئی اولاد نہین ہے۔

مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم وہاج الحق بن مولوی لمعان الحق مذکورہ حرف لام۔ کتب عربیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر مولوی کی سند حاصل کی طب اپنے والد ماجد سے حاصل کرکے سند بھی حاصل کی اور اب اپنے والد ماجد کے قائم کردہ کالج وہاجیہ نظامیہ طبیہ مین درس اور سرجری کا کام انجام دے رہے ہین۔ عقد اُنکا حضرت استاذ رحمۃ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ۷ ر جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ کو ہوا ابھی کوئی اولاد نہین ہے۔ اللہم ارزقہ ولدا صالحا۔

مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نبیرۂ ملا سعید۔ آپ کی کنیت ابو الحسنات تھی کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھکر فراغت حاصل کی ایک زمانہ تک اپنے

عہ [illegible]

والد کی قائم مقامی مین متولی افتاء ہے۔ عہدۂ رجسٹراری سرکار انگریزی سے آپکے سپرد ہوا تھا
نوبت تدریس نہین آئی اثنائے سفر مین ۱۳۱۱ھ مین بمقام فیض آباد دریا مین غرق ہوکر وفات
پائی۔ عقد آپ کا مولانا عبد الحکیم نبیرۂ مولانا بحر العلوم کی دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے
مولوی محمد قاسم اور مولوی ابو محمد اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت
مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جنکا مکہ مکرمہ مین اپنے شوہر نامدار کی وفات کے بعد ۱۳۰۸ھ
مین انتقال ہوا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی عبد الخالق بن مولوی عبد الحلیم نبیرۂ بحر العلوم سے
ہوا۔ سب کے اذکار اوپر ہو چکے ہین۔

حرف النون

استاذ الہند العارف الکامل المولی المحقق الصدر المدقق ابو حنیفۂ زمانہ جنید دوانہ وارث علوم
سید المرسلین حسنۃ من حسنات حبیب رب العالمین مولانا نظام الشرع والملۃ والدین۔ تمام
علمائے فرنگی محل کے باعتبار علم کے ابو الآباء۔ درس نظامی کے بانی اور طریقہ تعلیم کے موسس
اعظم نظام الملک کے مدرسۂ نظامیہ بغداد کو فخر ہے کہ اسنے غزالی اور امام الحرمین اور ابو اسحاق اور
اور سعدی سے ایسے اساتذہ اور شاگرد پائے تھے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ملا نظام الدین کے
مدرسہ کے پڑھے ہوئے یا اس درس سے فیضیاب بھی اگلے بزرگون کے مساوی نہ سہی تو کم از کم
غزالی وقت اور امام الحرمین دوران اور ابو اسحاق زمان تھے یقیناً تھے علمائے فرنگی محل سے قطع نظر
کرتے ہوئے ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین اس درس اور اسکے مدرسین و اساتذہ سے فیض
پائے ہوئے علما اسوقت بھی نظر آئینگے اور باوجود اس کی مخالفت کے تمام ممکن تدابیر کے اس
مدرسہ کے موسس اعظم کے بنائے ہوئے نصاب تعلیم کو ہندوستان کا حلقہ اہل علم نہ بھول سکا
اور نہ بھلا سکتا ہے۔ یہ آفتاب عزت و کمال سہالی کے قصبہ مین قطب شہید کے گھر سے طلوع ہوا
اور تمام ہندوستان پر روشنی ڈال گیا۔ آپ کی ولادت کب ہوئی یہ کسی تذکرہ مین بصراحت
نظر سے نہین گذرا البتہ سب تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہین کہ آپ والد ماجد کی شہادت کے
وقت ۱۴ سال کے تھے اور ملا قطب الدین کی شہادت یقیناً ۱۱۰۳ھ مین ہوئی اسلیے غالباً
ولادت ۱۰۸۹ھ یا ۱۰۹۰ھ مین ہوئی۔ بہر حال کتب درسیہ والد کی حیات ہی مین پڑھنا شروع

کر دیے تھے اور شرح جامی پڑھ رہے تھے کہ والد ماجد کی شہادت ہو گئی۔ جن ظالمون نے شہید کیا
تھا وہ حضرت قطب کی نعش کے ہمراہ آپ کو بھی قید کر کے لیگئے تھے۔ بڑی کوششون کے بعد
چار دن قید مین رہکر رہائی ہوئی۔ آپکے بڑے بھائی ملا سعید سب کو لیکر جب فرنگی محل آئے
اور اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوا تو طلب علم کی فکر ہوئی جہان جہان چشمۂ علم بہتا پایا اُس سے
فیضیابی کی پوری کوشش کی اولاً دیوہ اور دیگر قصبات مین مختصرات پڑھے پھر ملا امان اللہ
بنارسی کی خدمت مین جو آپکے والد ماجد کے شاگرد تھے حاضر ہوے اور اکثر علوم وہان حاصل
کیے کچھ ملا علی قلی جاٹسی سے بھی پڑھا اور فاتحۃ الفراغ ملا غلام نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے
پڑھا۔ رسالہ قطبیہ مین ہے کہ اکثر علوم ملا علی قلی سے اور فن امور عامہ ملا امان اللہ بنارسی سے
اور رسالہ توشجیہ ملا غلام نقشبند لکھنوی سے پڑھا واللہ اعلم۔ پچیس سال کی عمر مین تحصیل سے
فراغت ہوئی اسکے بعد فرنگی محل واپس تشریف لائے اور خدمت علم شروع کی بھتیجون سے
ابتداے تدریس فرمائی تھوڑے ہی عرصہ مین ہندوستان بھر کے گوشہ گوشہ مین شہرہ ہو گیا۔ اکناف
و اطراف ملک سے لوگ طلب علم کیلیے خدمت مین حاضر ہوتے اور اپنے مقصد مین کامیاب
ہوکر واپس جاتے۔ آخر مین حلقۂ درس کی شہرت و عزت اسقدر زائد ہو گئی تھی کہ طالب علم نے
کہین بھی کتابین ختم کی ہون مگر فاتحۃ الفراغ پڑھنے حضرت ہی کی خدمت مین حاضر ہوتا۔ علامہ
آزاد بلگرامی تحریر فرماتے ہین۔ اعتبار و اشتہار عظیم یافت امروز علماء اکثر قطر ہندوستان
نسبت تلمذ بہ مولوی دارند و کلاہ گوشہ تفاخر می شکنند و کسیکہ سلسلۂ تلمذ با و میرساند بین الفضلا
علم امتیاز می افرازد و مردم بسیار را دیدہ شد کہ تحصیل جاہاے دیگر کردند و براے اعتبار
فاتحۃ الفراغ از مولوی گرفتند سالے ان قال۔ فقیر بہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ ۱۱۴۸ھ در بلدۂ لکھنؤ
بیک صحبت مولوی را دیدم طریقۂ سلف صالحین داشت و شعشعۂ تقدس از ناصیۂ ہمایون میتافت
انتہٰی۔ باوجود اس شہرت و عزت کے حضرت نہایت متواضع و منکسر المزاج تھے کسی ایک
شخص پر بھی کسی اعتبار سے اپنے تفوق کو پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی حضرت کی مدح کرتا تو
اُسکو زجر فرماتے۔ توکل علے اللہ ایسا تھا کہ مدت العمر کبھی کسی سے اپنی حاجت روائی نہین چاہی
بعض اوقات متعدد فاقے ہو جاتے مگر سواے صبر و شکر کے کسی کے سامنے شکن ابرو سے بھی تکلیف

کو ظاہر نہونے دیتے ٹوٹی ہوئی بوسیدہ چٹائی پر بیٹھکر درس دیتے۔ انقاد پرہیزگاری ایسی کہ پیر و مرشد کی
خدمت مین حاضر ہوتے تو غائبانہ ارشاد ہوتا کہ خبر دیت خیر دیتے ہے کہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات
آوت ہین۔ غرضکہ یہ مستغنی عن الاوصاف ذات تحصیل علم کے بعد تقریبا پچاس سال خدمت علم
کرتی رہی بالآخر نہم جمادی الاولی ۱۲۷۰ھ یوم چہارشنبہ کو بعارضۂ قرحہ مثانہ رحلت فرمائی۔
اور باغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ کے مغرب جانب اپنی مملوکہ زمین پر دفن ہوے۔ قبر مبارک
اسوقت بھی مفید خاص و عام اور خاصکر مریضان علم کیلیے نسخۂ شفا ہے۔ مشہور ہے کہ جسکو مطلب کتاب
کا سمجھ مین نہ آتا ہو کتاب کھولکر مزار اقدس پر حاضر رہے اور روحانیت حضرت سے توجہ کیے فوڑا
مطلب سمجھ مین آجائیگا (وہو مجرب) مدت العمر درس علوم معقولہ کا شغل رہا جو آخر تک رہا مگر
خوش اعتقادی ایسی کہ کوئی بزرگ اور بزرگ زادے حاضر خدمت ہوتے تو اُٹھ کھڑے ہوتے
اور اُنکو اپنی جگہ پر بٹھاتے ۸۰ سال کی عمر تھی کہ نبی امی صلے اللہ علیہ و روحی فداہ کے ایک امی
صاحبزادے کی خدمت مین یہ آفتاب فضل و کمال حاضر ہوا اور اپنے فضل و کمال کو اُس کے
مبارک قدمونپر نثار کرکے دولت کونین حاصل کی۔ فرنگی محل کا ایک بچہ بچہ جانتا ہے کہ علم کی یہ
دولت اُسکے خاندان کو اسی سید السادات کے جد امجد کی متبرک دعاؤن سے اور اس سید السادات کی
خدمت کی برکتون سے حاصل ہوئی ہے۔ سوائے چند افراد کے سب کے سب علمائے فرنگی محل کا جسطرح
سلسلۂ نسب قطب شہید سے ملتا ہے اسیطرح سلسلۂ ارادت سید السادات قطب الاقطاب شہید
فی المحبت تک پہونچتا ہے بڑے بڑے منطقی فلسفی محدث مفسر متکلم اسی بارگاہ سے فیضیاب ہوے
ہین۔ استاذ الہند کے بعد مولانا احمد عبد الحق ملا رضا ملا احمد حسین مولانا بحر العلوم ملا حسن ملا مبین
ملا ولی اللہ ملا ولی فخر المتاخرین مولانا عبد الحی ملک العلما امام الوقت مولانا عبد الباری رحمہم
اللہ سب اسی خرمن کے خوشہ چین تھے۔ حضرت استاذ الہند کی تصانیف حسب ذیل ہین۔ شرح
مسلم الثبوت۔ شرح تحریر الاصول لابن الہمام۔ صبح صادق شرح منار الاصول۔ حاشیہ شرح عقائد
جلالی۔ حاشیہ حواشی قدیمہ دوانیہ۔ حاشیہ صدرا۔ حاشیہ شمس بازغہ۔ شرح رسالہ مبارزیہ۔ مناقب
رزاقیہ یعنی ملفوظ حضرت سید السادات۔ رسالہ در بیان دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے
کرامات و مفصل حالات عمدۃ الوسائل مین مولانا ولی اللہ نے تحریر فرمائے ہین ایک مختصر مضمون

تھوڑا زمانہ ہوا علامہ شبلی نعمانی مرحوم و مغفور نے بھی حضرت کے حالات پر مشتمل لکھا تھا۔ آپ کا عقد
اول سہالی مین شیخ محمد آصف کی صاحبزادی سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہین رہی اسکے بعد
حضرت میر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے بھتیجے مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ کے مطابق
دوسرا عقد شیخ محمد کریم بن شیخ محمد حلیم بن ملا شاہ ولی محمد عثمانی چشتی سترکھی کی دختر سے
کیا جنسے ایک صاحبزادہ کامل الوجود مولانا عبد العلی بحر العلوم یادگار بلکہ فخر خاندان جنکا ذکر اوپر
ہو چکا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے۔ صاحبزادی کا عقد سہالی مین اپنے پھوپھی زاد بھائی
شیخ سیف الدین کے ساتھ ہوا۔ ملا صاحب کے چند مشہور شاگردون کے نام حسب ذیل ہین ارباب
فرنگی محل مین سے آپ کے تینون بھائیون کے سب صاحبزادے ملا احمد عبد الحق و ملا عبد العزیز
پسران ملا سعید قاضی غلام مصطفی بن ملا اسعد ملا احمد حسین و ملا عبد الحی پسران ملا رضا۔ آپ کے
بڑے بھائی کے پوتے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفی آپ کے دوسرے بھائی کے پوتے ملا محب اللہ
بن ملا احمد عبد الحق و مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز خود آپ کے صاحبزادہ مولانا بحر العلوم آپکے
شاگرد خاص ملا کمال الدین فتحپوری جو آپ کے ابن عم تھے۔ مولانا شاہ حقانی ٹانڈوی علیہ الرحمہ
مولوی عبد الرشید جونپوری حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی سید ظریف عظیم آبادی مولوی غلام محمد
برہانپوری مولوی محمد وجیہ دہلوی مولانا محمد مغربی تلسمانی مولانا غلام عمر شمس آبادی سید
کمال الدین۔ مولوی عبد اللہ امیٹھوی۔ مولوی احمد لکھنوی مولوی غلام فرید محمود آبادی۔
قاضی مولوی قل احمد سترکھی۔ ایک کتاب کی پشت پر مین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ استاذ الہند
نے حدیث کی سند اپنے شاگرد ملا محمد مغربی تلسمانی سے حاصل فرمائی تھی واللہ اعلم۔

مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفی بن ملا اسعد بن قطب شہید تحصیل علم اپنے
والد ماجد ملا ولی سے کی اثنائے تحصیل مین ملا صاحب کی وفات ہو گئی بقیہ علوم کی تحصیل خیرآباد
جاکر مولانا عبد الواجد خیرآبادی تلمیذ ملا ولی سے کی اور فاتحۃ الفراغ بھی انھین سے پڑھا علاوہ
دیگر علوم کے علم ریاضی کے اکثر شعبے خیرآباد ہی مین حاصل کیے۔ وطن واپس آکر خدمت علم
شروع کی اور عموماً تمام کتب معقولہ و منقولہ اور خاصکر فن ریاضی مین تبحر خاص پیدا کر لیا ریاضی
مین جسقدر ملکہ مولانا نور اللہ کو حاصل تھا آپکے ہمعصرون مین کسی دوسرے کو نصیب نہ تھا۔ بلکہ علماے

عہ یہ ملا ولی کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور سب سے بڑے مولوی نور اللہ اور منجھلے مفتی ظہور اللہ تھے ۱۲ منہ

فرنگی محل مین آپ اور آپکے صاحبزادے مولانا نعمت اللہ کو جو تبحر فنون ریاضیہ مین حاصل تھا وہ کسی دوسرے عالم کے حصہ مین نہین آیا۔ اسیطرح یہ دونون بزرگ اور انکے بھائی مفتی ظہور اللہ طرز تدریس کے ماہر فرد تھے جس کسی نے کتب معقولہ کے چند اسباق بھی پڑھ لیے اُسکو پھر کسی دوسرے کے سامنے زانوے ادب تہ کرنے کی ضرورت باقی نہین رہی۔ کتابونکے مطالب کے متعلق تقاریر اسقدر حاوی جامع ومانع حشو وزوائد سے پاک ہوتی تھین کہ مین نے معتبر بزرگون سے سُنا ہے کہ ان تقریرون کے بعد طلبہ کو کسی قسم کا شبہ باقی نہین رہتا تھا اور اگر اس تقریر مین سے کوئی لفظ ہٹا دیا جاتا تو کوئی نہ کوئی اہم خرابی پیدا ہوجاتی۔ جو طلبہ آپ سے پڑھتے گو کیسے ہی غبی ہوتے مگر اُنمین کافی قابلیت پیدا ہوجاتی۔ آپکے متعلق سرکار اودھ کیجانب سے لکھنؤ اور فیض آباد کی خدمت افتا بھی تھی۔ آخر مین تدریس کا سلسلہ کم کردیا تھا اور زیادہ تر یاد الٰہی مین بسر فرماتے یہانتک کہ ۲۹ جمادی الآخر سنہ ۱۲۰۰ھ یوم دوشنبہ کو انتقال فرمایا یہ سنہ وفات حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیخ الطاف الرحمٰن قدوائی نے احوال علماے فرنگی محل مین اور خود مولانا نور اللہ کے نبیرہ مولوی برکت اللہ مرحوم نے رسالہ نعمت مین لکھا ہی لیکن خیر العمل مین مرقوم ہے کہ مولانا نور اللہ کی وفات شوال مین ہوئی سنہ وفات مذکور نہین ہے اسکے بعد خیر العمل مین تحریر ہے کہ مولانا نور اللہ کی ایک دختر میری دادی تھین جنکی وفات ۲۹ جمادی الاخری سنہ ۱۲۶۰ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔ غالبًا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مین کاتب کی غلطی سے درمیانی عبارت رہگئی اور احوال علماے فرنگی محل اور رسالہ نعمت مین اُسی غلطی کی اتباع کیگئی ہے اغصان الانساب مین مولانا کا سنہ وفات سنہ ۱۲۴۰ھ تحریر ہے وہو الصواب واللہ اعلم۔

مولانا کی تصانیف مین سے ایک رسالہ جبر ومقابلہ مین ہے اور کتب درسیہ پر متفرق تعلیقات ہین۔ آپ کا عقد ملا اسعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی امین اللہ بن مولوی اکبر یعنے جدہٗ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ اور تین صاحبزادے مولانا نعمت اللہ اور مولانا رحمت اللہ اور مولانا اشرف اللہ یادگار ہوے سواے مولانا نعمت اللہ کے اور سب کے حالات گذر چکے۔ مولوی نور اللہ کی زوجہ کی وفات ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۹ھ کو ہوئی۔

مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ مذکورہ بالا اپنے والد ماجد اور اپنے چچا مفتی

[illegible]

ظہور اللہ سے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی عالم وفاضل ہوے آپکے حالات مین آپکے پوتے
مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ نے ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے جسکو مولانا کے مفصل
حالات دیکھنا ہو اُسکو دیکھیے۔ مین خیر العمل اور دوسرے تذکرون سے مختصر حالات مولانا کے لکھتا ہون
بعد تحصیل علوم مولانا نے اپنے والد ماجد کی حیات مین خدمت علم شروع کردی اور تمام علوم عقلیہ
مین تبحر کامل حاصل فرمایا خاصکر فنون ریاضی مین تو مولانا آیۂ عظمیٰ تھے۔ مولانا مین چند
خصوصیات ایسے تھے کہ اُنکے اوصاف کا جامع بقول صاحب خیر العمل علماے فرنگی محل مین
کوئی دوسرا نہین ہوا آپ کا طرز تعلیم اور تقریر ایسی خوب ہوتی کہ بلید سے بلید طالب علم بھی
کتاب کو سمجھ لیتا مجھ سے حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری مدظلہ العالی نے پرسون
بتاریخ ۲۱ محرم ۱۳۴۵ھ یوم جمعہ بیان فرمایا کہ مین نے مولانا کو دیکھا ہے۔ آپ جب تبیا صوبہ
بہار مین تشریف رکھتے تھے تو کسی شخص کو آپنے چند اسباق سے زائد نہین پڑھائے مگر
اتنے ہی پڑھانے سے آپکے طالب علم کو وہ قوت حاصل ہو جاتی کہ اُسکو پھر کسی دوسرے
استاد کی حاجت نہ رہتی انتہیٰ۔ مولانا نعمت اللہ کثیر المطالعہ تھے جس کتاب کو پڑھاتے اُسکے
تمام حواشی کو مطالعہ فرماتے اور اُنکے مضامین آپ کی یاد مین رہتے۔ علاوہ کتب علمیہ کے
لاتعداد اشعار اور قصہ آپ کو ایسے یاد تھے کہ جب آپ کسی صحبت مین تشریف فرما ہوتے تو
بڑون اور چھوٹون سب کو آپ ہی کی باتون سے دلچسپی ہوتی اور کسیطرح اس صحبت کے ختم
ہونے کا دل نہ چاہتا۔ ایک کمال آپ مین یہ تھا کہ مدت العمر کبھی خود آپنے کسی کی غیبت
نہین کی اور جو کوئی دوسرا غیبت کرتا تو آپ اُسکو روکدیتے ہمیشہ سچائی کے عادی تھے اور
اور دیانت اور امانت آپ کا شعار خاص تھا۔ لکھنؤ اور فیض آباد کا عہدۂ افتا مدتون آپکے
سپرد رہا اور آپنے نہایت دیانت سے فرائض کو انجام دیا۔ عہدۂ افتا سے غدر کے بعد جب آپ
کنارہ کش ہوے تو ریاست بڑودہ تشریف لیگئے اور وہان حکیم محمد ہاشم موہانی کے یہان
تدریس کی خدمت پر مامور ہوے اسکے بعد ریاست تبیا مین راجہ تبیا کے یہان مدرس
ہوگئے اور آخر تک وہان قیام رہا اس عرصہ مین رامپور سے آپ کو نواب کلب علیخان رحمۃ
اللہ علیہ نے طلب کیا مگر آپنے تشریف لیجانا منظور نہین کیا تبیا سے رخصت ہو کر وطن واپس

آپ ایسے تھے کہ بنارس مین پہونچکر فالج مین مبتلا ہوے اور ۲۳ محرم سنہ ۱۲۲۰ھ کو بنارس ہی مین انتقال ہوا اور حضرت شاہ طیب بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے مین یا علی حزین شاعر کی قبر کے قریب دفن واقع ہوا۔ مین نے بھی مزار کی زیارت سنہ ۱۳۳۱ھ یا اسکے قبل کی ہے جو نہایت شکستہ حالت مین تھا اور صرف ایک صاحب کا بیان تھا کہ یہ مزار مولانا نعمت اللہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔ مولانا نعمت اللہ کی کوئی مستقل تصنیف موجود نہین ہے۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ آپنے خود اپنے ہاتھ سے اپنے تالیفات تلف فرما دیے تھے۔ تمام کتب درسیہ پر خاصکر کتب ریاضی پر تعلیقات متفرقہ ہین۔ جو مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتبخانہ اور چشمہ رحمت کالج غازیپور کے کتبخانہ مین محفوظ ہین۔ آپ کا عقد مولانا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ نبیرۂ ملا احمد عبد الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے بڑے مولوی مراد اللہ مولوی فضل اللہ مولوی احمد اللہ یادگار رہے سب کے اذکار اوپر گزر چکے۔

مولوی نظام الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن کتب درسیہ مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے باندہ مین پڑھے اور فراغت تحصیل کے بعد مدرس مقرر ہو کر ناگپور تشریف لیگئے اور وہان قیام کر لیا نہایت خوش مذاق و خوش صحبت عالم تھے۔ ناگپور ہی مین جمادی الاولی سنہ ۱۲۲۹ھ مین دفعۃً انتقال کیا۔ رات کو آرام کیا صبح کو مردہ پائے گئے۔ عقد آپ کا کاکوری مین شیخ محمد حسین ولد شیخ عبد الحسیب حجاجی کی دختر سے ہوا تھا جنسے صرف دو صاحبزادیان تولد ہوئین۔ انمین سے ایک کا عقد مولوی محمد الیاس بن مولوی قطب الدین بن غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جنکا ذکر حرف الف مین گزر چکا دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری مین شیخ شریف حسین کی دختر سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہوگئین۔ ان صاحبزادی کا عقد کاکوری ہی مین شیخ حسن احمد کے ساتھ ہوا۔ اور انسے صرف ایک صاحبزادہ تقی احمد موجود ہین۔

مولوی نور المرتضیٰ بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپ ملا حیدر کے حیدرآبادی اولاد مین سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولوی ظہور علی صاحب سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے عین جوانی مین لاولد سنہ ۱۲۷۶ھ مین اپنے والد کے سامنے انتقال کیا۔

عہ [illegible] ۱۲ منہ

مولوی نور المبین بن ملک العلما ملا حیدر - آپنے صغر سنی مین انتقال کیا۔
مولوی نور الحسنین بن ملک العلما ملا حیدر - آپ کتب درسیہ مولانا عبد الحلیم بن مولانا
امین اللہ یعنے مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سے اور اپنے سوتیلے بڑے بھائی
مولانا ظہور علی سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے - مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر العمل مین
انکا اور انکے چھوٹے بھائی مولانا نور الصدیق کے متعلق لکھا ہے و لہما رتبۃ الکمال و اتصفا
بحسن الاخلاق و السخاوۃ و عظم جاہہما و اعتبارہما بین امراء تلک البلدۃ - الغرض مولانا نور الحسنین
صاحب عالم جید تھے نوبت تدریس کی بوجہ مشاغل زیادہ نہین ہوئی پھر بھی دو ایک سبقو نکا
سلسلہ جاری رہتا تھا اور وعظ و ارشاد خلائق مین مصروف رہتے تھے - حج و زیارت سے بھی
مشرف ہوے تھے اور وہانکے علما سے سند حدیث حاصل کی تھی اور ملک العلما مولانا حیدر کو
جو سند علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی اُسمین اُنکی تمام اولاد کو جو علامہ
عابد سندھی کا زمانہ پائے سب کو اجازت تھی اسلیے مولانا نور الحسنین کو عابد سندھی رحمۃ اللہ
علیہ سے بھی اجازت حدیث تھی اور اُنکی سند دیگر اُنکے تمام ہمعصرون سے عالی تھی - کذا
سمعت عن حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ - مولوی نور الحسنین کی عزت و وقار اُنکے تمام
معاصرین سے زائد اہل حیدر آباد اور وہانکے امرا بلکہ خود سابق حضور نظام خلد آشیان کی
نظر و نمین تھا - اعلیحضرت کبھی کبھی خود بنفس نفیس اُنکے مکان پر قدم رنجہ ہوتے اور انعامات
و اکرامات سے سرفراز فرماتے - پائیگاہ کے امرا اکثر گھر پر ملاقات کیلیے آتے - تقریبون اور
غمی کے موقعون پر تمام مذہبی امور مولانا ہی کے ہاتھون انجام پاتے - باوجود اسکے نہایت
متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوے تھے اور اہل حاجت کی حاجت براری کیلیے بعض
اوقات پاپیادہ بڑے بڑے امرا کے یہان جانے سے بھی دریغ نہ فرماتے - آپ کا
انتقال غالباً ۱۳۰۳ھ کے بعد ہوا آپ کا عقد اولاً حیدر آباد ہی مین ہوا تھا جو صرف ایک صاحبزادی
چھوڑکر وفات پا گئین - ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی افضل حسن بن
مولوی ظہور علی سے ہوا - مولوی افضل حسن کی تمام اولاد انہین بیوی سے ہے یہ بفضلہ
تعالےٰ ابتک حیات ہین - مولوی نور الحسنین نے دوسرا عقد بھی حیدر آباد ہی مین کیا

جنسے ایک صاحبزادہ مولوی نور الرزاق عرف مولانا میان اور تین صاحبزادیان تولد ہوے۔ بڑی
صاحبزادی کا عقد احمد پادشاہ صاحب حیدرآبادی سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی سے
نور الرسول نبیرۂ مولوی نور الاصفیا کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادے اور متعدد صاحبزادیان تولد ہوے
انمین سے ایک صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور بقیہ صاحب اولاد ہین مولوی نور الرسول صاحب
مع زوجہ کے بفضلہ تعالے بحیات ہین۔ مولوی نور الحسنین کی تیسری صاحبزادی کا عقد اپنے
چچازاد بھائی مولوی نور الحمید صاحب کے ساتھ ہوا جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی نور الحسنین صاحب
کو بیعت سلسلۂ قادریہ مین حضرت صاحبزادۂ والاتبار سید شجاعت علے نبیرۂ حضرت سید اسماعیل سے
تھی اور سلسلۂ چشتیہ مین بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے تھی۔ مولانا جب اپنے
پوتے میان جانی کی تقریب مین تشریف لائے ہین تو مین نے مولانا کا وعظ سنا تھا نہایت دلچسپ
وعظ فرماتے تھے۔

مولوی نور الرزاق عرف مولانا میان بن مولوی نور الحسنین مذکورۂ بالا۔ آپنے
کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے۔ تفسیر قرآن مجید تحریر فرما رہے ہین نہایت خوشخط ہین۔
بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ عقد آپ کا قاضی حیدرآباد کی
دختر سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی نور الرحمن عرف محمد میان اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر
وفات پا گئین۔ دختر کا عقد حیدرآباد مین ہوا اور ماشاء اللہ صاحب اولاد ہین۔

مولوی نور الرحمن عرف محمد میان۔ کتب ابتدائی کچھ حیدرآباد مین پڑھے اور کچھ لکھنؤ
مین مگر فکر معاش اور پریشانیون نے مہلت ختم کتب کی نہ دی۔ نہایت ہوشیار اور سمجھدار اور
مہذب صاحبزادے ہین۔ عام طور پر صنعت سے اور خاصکر طغرا بنانے مین خاص دلچسپی ہے اگر
زمانہ موافق ہوتا تو نہایت درجہ ترقی کرتے مگر افسوس قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم۔ انکا
عقد حیدرآباد مین ہو چکا ہے جنسے ایک لڑکا اور لڑکی خردسال موجود ہین۔

مولوی نور الصدیق بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپنے بھی تحصیل کتب درسیہ سے اپنے
بھائی کے ساتھ انھین اساتذہ سے فراغت پائی جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور مثل اپنے بھائی کے
عزت و احترام صلہ و منصب حاصل فرمایا لوگ آپ سے بہت محبت کرتے تھے آپ نہایت سمجھدار اور عقلا

زمانہ مین سے تھے۔ نوبت تدریس نہین ہوئی۔ آپ کا عقد سابق نواب نصیر جنگ بہادر کی
صاحبزادی یعنے موجودہ نواب نصیر جنگ مولوی ظہور اللہ کی خالہ سے ہوا جو ایک صاحبزادے
مولوی نور الحمید عرف مولوی میان اور چار صاحبزادیان چھوڑکر وفات پاگئین۔ مولوی
نور الصدیق کو بیعت مثل اپنے بھائی کے حضرت سید شاہ شجاعت علے اور حضرت مولانا
عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہما سے تھی۔ مولوی نور الصدیق کا انتقال ۱۶ ارجمادی الاولی ۱۳۰۰ھ
کو ہوا۔ صاحبزادیان حیدرآباد ہی مین منسوب ہوئین اور صاحب اولاد ہوئین طرفین صاحبزادیان
اب باقی ہین دو کا انتقال ہوگیا۔ ایک صاحبزادی کی صاحبزادی مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بن
مولوی ظہور الحسن بن مولوی ظہور علی کی بیوی ہین بقیہ کے حالات مجھکو مفصلاً معلوم نہین ہین

مولوی نور الحمید عرف مولوی میان بن مولوی نور الصدیق مذکورہ بالا۔
آپ نے کتب درسیہ اپنے چچا اور دیگر بزرگون سے پڑھے اور رسالہ جواہر الفرد تالیف فرمایا۔ آپ
بھی بہت خلیق منکسر المزاج ہین آپ ہی کی ذات سے اب اس خاندان کی عزت حیدرآباد مین قائم
ہے۔ نیز اب حیدرآباد مین ایک آپ ہی کا دم ہے کہ جنکی وجہ سے تمام اعزاے فرنگی محل اور
اعزاے حیدرآباد سے تعلقات قائم ہین۔ دو تین سال کے بعد آپ ضرور فرنگی محل اعزاے
ملاقات کرنے تشریف لاتے ہین۔ اور کسی نہ کسی بچے کی نہایت تزک و اہتمام سے تقریب
کرتے ہین۔ اپنے صاحبزادے مولوی نور الحق عرف میانجانی کی تقریب مین تو آپ مولانا
حیدر کی تمام اولاد کو ہمراہ لائے تھے اور اعزاے خاص کو حسب رواج قدیم جوڑے بھی
تقسیم فرمائے تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک سلسلۂ تقریب رہا تھا۔ اپنے دوسرے صاحبزادہ کی
بھی تقریب بسم اللہ فرنگی محل ہی مین کی۔ اپنے نواسہ پسر مولوی محمد محسن کی تقریب بسم اللہ بھی
آپنے لکھنؤ ہی مین کی۔ دو سال ہوے جب فرنگی محل اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے۔
اور اس زمانہ مین ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ کو اپنے پوتے نور الوہاب بن میانجانی کی تقریب
بسم اللہ یہان ہی ادا کی تھی۔ غرضکہ فرنگی محل کے تعلقات اعزاے حیدرآباد سے آپ کی
وجہ سے بہت کچھ قائم ہین۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔
آپ کا عقد آپکی چچازاد بہن دختر مولوی نور الحسنین سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی نور الحق

عرف میانجانی اور مولوی نورالصدیق عرف وہاب میان اور چار صاحبزادیان تولد ہوے -
بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی محمد محسن بن مولانا وحید الزمان
لکھنوی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے پیدا ہوے اولاً بیوی کا اُسکے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا
لڑکا چچا کے پاس پرورش پارہا ہے مولوی نورالحیدر کی دوسری صاحبزادی ناکتخدا فوت
ہو گئین تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی انوارالدین عرف چاند پادشاہ بن مولوی ظہور اللہ
نصیر جنگ کے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین چوتھی صاحبزادی ابھی ناکتخدا ہین

مولوی نورالحق عرف میانجانی بن مولوی نورالحیدر عرف مولوی میان مذکورۂ بالا
کتب بدایتہ فرنگی محل مین پڑھے اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بھی پڑھی مثل اپنے
والد ماجد کے نہایت ملنسار اور خوش اخلاق اور نیک مزاج جوان صالح ہین فرنگی محل کے
ہمسنون سے اُنکے تعلقات بہت زیادہ ہین - اعزۂ فرنگی محل کو اُنکے والد ماجد اور اُن سے
ملنے کا اشتیاق رہتا ہے - ان کا عقد نواب قندار یار جنگ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے اسوقت
ایک صاحبزادے نورالوہاب اور دو صاحبزادیان خورد سال موجود ہین -

مولوی نورالصدیق عرف وہاب میان بن مولوی نورالحیدر مذکور آپ تحصیل
علم کررہے ہین ہنوز ناکتخدا ہین - مولانا شاہ سلیمان صاحب ظلہ العالی فرماتے ہین کہ اس
خاندان کو ہم لوگ نوری خاندان کہا کرتے تھے -

مولوی نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید تیرھوین صدی کے شروع مین
یعنے سنہ ۱۲۰۰ھ کے بعد پیدا ہوے - کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھے بیضے
بیضاوی شریف اور دیگر کتب معقولہ اپنے چچا ملا مبین سے پڑھکر فراغت حاصل کی تدریس
و خدمت علم مین مصروف ہوے مگر فکر معاش کیوجہ سے دائرہ نوبت تدریس کی نہین ہوئی -
حساب و علم الفرائض مین خاصکر مہارت تھی غدر کے زمانہ تک ملازمت سرکار اودھ مین نہایت
عزت و حرمت کے ساتھ بسر فرمائی غدر کے بعد خانہ نشین ہو گئے اور بمرض سرطان ۱۶ شوال
شب شنبہ سنہ ۱۲۸۳ھ کو وفات پائی آپ کی تالیفات مین سے علم الفرائض مین ایک رسالہ موسوم
بخلاصۃ الفرائض مطبوع موجود ہے آپ کا پہلا عقد آپکے چچا ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا

جوالملد انتقال کرگئین۔ دوسرا عقد بہلول ضلع بارہ بنکی مین کیا جو ایک دختر زوجہ مولوی خلیل اللہ
بن مولوی حفیظ اللہ چھوڑ کر وفات پا گئین۔ تیسرا عقد آپ کا قصبہ فتحپور ضلع بارہ بنکی مین مولوی
اکبر علی من احفاد مخدوم حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادے
مولوی احسان اللہ اور دو صاحبزادیان ایک زوجہ مولوی احمد حسین بن ملک العلما ملا حیدر
اور دوسری زوجہ مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد عیسٰے بن مولوی یوسف بن ملا اسحاق بن
ملا محب اللہ کو چھوڑ کر ۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو انتقال کر گئین۔

مولوی نور اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نعیم اللہ
مذکورۂ بالا کتب رسمیہ ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر حیدرآباد چلے گئے اور وہان
تحصیل انگریزی شروع کی انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور ملازمت حاصل کی دو سال
ہوئے کہ وکالت کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی ہے اور اب حیدرآباد مین وکالت
کر رہے ہین۔ عقد آپ کا مولوی عبد الهادی صاحب بن مولوی علی محمد بن ملا معین کی دختر
کلان سے ہوا جن سے اس وقت ایک لڑکی خسرو سال موجود
ہے[ع۵]۔

مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ نبیرۂ مولوی حبیب اللہ بن
ملا محب اللہ۔ آپ کتب درسیہ استاذ الاساتذہ مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا
عبد الباقی سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے اور درس فارسی کی تکمیل و تحصیل جناب خواجہ
عزیز الدین عزیز سے جو فارسی کے زبردست قابل تھے کی۔ ایک مدت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ مین
درس فارسی دیتے رہے اسکے بعد مشغلۂ علمی چھوڑ دیا اور طریقۂ تصوف اختیار فرمایا نہایت
خوش مزاج و خوش فکر ہین شاعری بھی فرماتے ہین۔ اردو فارسی دونون زبانون مین
کلام بہتر ہوتا ہے۔ وارستگی و بیفکری مزاج مین بہت زائد ہے۔ اکثر مجالس اعراس مین حاضر
ہوتے ہین۔ بیعت آپ کو متعدد بزرگون سے ہے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب بن
حضرت مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہما سے اجازت سلاسل چشتیہ و قادریہ حاصل ہے۔
عقد آپ کا آپ کی خالہ زاد بہن دختر شیخ غلام نبی مسولوی فخم جتراوی سے ہوا جنسے اسوقت

[illegible]

ایک صاحبزادے حبیب اللہ اور ایک لڑکی موجود ہین۔

مولوی نصیر اللہ بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کتب رسمیہ مولانا عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھکر وطن مین فکر معیشت فرماتے رہے اسکے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور بسلسلۂ فکر معیشت حیدرآباد مین مقیم رہے آخر ۱۳۱۹ھ مین علیل ہوکر وطن واپس آئے اور شوال ۱۳۱۹ھ مین اپنی والدہ کے روبرو انتقال کیا آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد محلہ دوگانوان مین ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادے انوار اللہ تولد ہوے۔ انوار اللہ مولوی عبد المجید صاحب سے تحصیل علوم ابتدائی کررہے تھے کہ ۱۳۲۳ھ مین بمرض طاعون انتقال کیا انکی والدہ ابتک حیات ہین۔

مولوی نور الحق بن مولانا انوار الحق بن مولانا احمد عبد الحق جیساکہ مولانا ازہار الحق بن مولانا احمد عبد الحق کے احوال مین گزرا آپ اور آپکے چھوٹے بھائی مولانا علاؤ الدین اپنے چچا کے ساتھ سفر کرکے رامپور اور بوہار مولانا بحر العلوم کی خدمت مین گئے اور تحصیل علم فرماکر فاتحۂ فراغ مولانا بحر العلوم سے پڑھا۔ وطن واپس آکر مدت العمر خدمت علم مین مصروف رہے نہایت بڑے عالم جید اور فاضل کامل تھے آپکے تلامذہ بڑے بڑے باکمال بزرگ علما مین سے ہوے مشہور عالم بزرگ حضرت مولانا فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی اسی چشمۂ علم کے فیضیاب تھے حضرت مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث اسی خرمن کمال کے خوشہ چین تھے۔ آپکے بعد اکثر علمائے فرنگی محل کا سلسلہ تلمذ آپ تک پہونچتا ہے حلقہ درس بہت وسیع ہوتا تھا۔ باوجود معقول ومنقول مین تبحر کے نہایت زائد متواضع منکسر المزاج اور خوش خلق تھے۔ علم ظاہری کے علاوہ علم باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا تھا اور والد ماجد سے بیعت کرکے اُنسے اذکار واشغال سیکھے تھے اور اجازت ارشاد بھی والد ماجد سے حاصل تھی۔ علم باطن مین ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ خود آپکے والد ماجد فرمایا کرتے کہ میان نور نور ہی نور ہین۔ آپ کی وفات کی خبر سنکر مولانا شاہ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نور میان سر سے پانوٴن تک نور ہی نور تھے۔ آپکے کشف وکرامات بہت زائد تھے ایثار وتوکل بسا تھا

عہ مولوی اولاد حسن قنوجی یعنی نواب صدیق حسن خانصاحب کے والد ماجد نے بھی مولانا نور الحق صاحب سے تحصیل علم کی تھی ۱۲ منہ

کہ آپکے زمانہ مین کوئی آپ کی نظیر نہ تھی۔ جب آپکے والد ماجد کی وفات ہوئی تو باوجودیکہ آپ فرزند اکبر اور تمام صاحبزادون مین سب سے زیادہ ہر حیثیت سے قابل مستحق جانشینی تھے مگر آپنے اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی مولانا محمد احمد کو جو صرف ۱۹۔۲۰ ہی سال کے تھے اپنے والد ماجد کا سجادہ نشین کیا اور دیگر مریدون کی طرح خود بھی چھوٹے بھائی کو نذر دی۔ باوجود عسرت و تکلیف کے ہمیشہ امراکی صحبت سے پرہیز فرماتے کسی امیر کے دروازہ پر جانے کا کیا ذکر۔ لیکن اگر کوئی حاجتمند حاضر ہوتا اور کسی رئیس سے سفارش کا طلبگار ہوتا یا اُسکے پاس چلکر سفارش کرنیکی خواہش کرتا تو حضرت حاجت روائی مین دریغ نہ فرماتے گو اسمین آپ کو کیسی ہی زحمت کیون نہ برداشت کرنا پڑتی۔ مریدین آپکے بکثرت تھے والد ماجد کی حیات ہی سے یہ سلسلہ والد ماجد کے حکم سے شروع ہو گیا تھا۔ بوجہ کثرت تدریس و ریاضت اکثر آپ کو درد کمر کی شکایت رہنے لگی تھی۔ علاج سے کم ہوجاتا تھا مگر بالکلیہ دفع نہوتا تھا۔ والد ماجد کے انتقال سے ۱۰ ماہ کے بعد اس مرض نے ایسا غلبہ کیا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی اور ۲۳ ربیع الاول شب یکشنبہ ۱۳۳۱ھ کو وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے مزار سے تھوڑا ہٹکر مغرب جانب دفن واقع ہوا مزار شریف کو حضرت ابا ذر رحمۃ اللہ علیہ نے بلند کرا کر سنگ مرمر کا تعویذ لگوا دیا ہے در جلوۂ نور نمود پیوست۔ مادۂ تاریخ انتقال ہے۔ آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولانا سراج الحق اور مولانا برہان الحق اور دو صاحبزادیان ایک زوجۂ مولوی اسد اللہ بن مولوی نور اللہ نبیرۂ قاضی غلام مصطفےٰ اور دوسری زوجۂ مولوی علیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ پیدا ہوئین۔ مولانا برہان الحق اور مولانا سراج الحق صغر سنی ہی مین گذر گئے۔ مولانا انوار الحق کی تصانیف مین سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر حضرت مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمائی تھی اور اُس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ طالعتہ فوجدتہ نفیسا حسنا شاہدا علے جلالۃ مولفہ اسکے علاوہ کتب درسیہ پر حواشی ہین۔

(تنبیہ) حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ مین مولوی غلام محمد پنجابی نے تحریر کیا ہے کہ مولانا انوار الحق کو مولانا شاہ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و اجازت تھی۔

اور اُسکے متعلق ایک قصہ بھی لکھا ہے یہ واقعہ او قصہ بیعت بالکل غلط ہے جسکی کوئی اصلیت نہین ہے اغصان اربعہ جسکے مولف سے مولانا نورالحق سے دوستی تھی اور جنکے سامنے مولانا نورالحق کا انتقال ہوا تھا اُسمین صاف موجود ہے بیعت و ارادت در خدمت والد خود سید اشت۔ خیرالعمل اور تمام تذکرہ نمین بھی یہی ہے اغصان الانساب جسکے مولف مولانا ولی اللہ کے ہمعصر ہین اُسمین ہے مرید و خلیفہ پدر خود بودند۔ معلوم نہین مولف ملفوظ نے یہ روایت کیسے لکھدی باوجود تلاش کسی دوسری جگہ اسکا ذکر مین نے نہین دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی نظام الحق بن مولانا سراج الحق بن مولانا نورالحق مذکورۂ بالا۔ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولانا برہان الحق بن مولانا نورالحق سے پڑھکر فراغت حاصل کی آپ نہایت نیک نفس پاک طینت خوش بیان واعظ تھے۔ قرآن پاک نہایت خوش آوازی سے پڑھتے تھے۔ کچھ زمانہ تک وطن مین خدمت علم کرتے رہے اسکے بعد کئی مرتبہ بلاد پورب (بہار وغیرہ) تشریف لیگئے اور وہان رشد و ہدایت مین مصروف رہے۔ بہت لوگ آپکے سلسلہ بیعت مین داخل ہوے۔ عالم شباب مین مرض دق مین مبتلا ہوکر ۲۵ محرم ۱۲۸۲ھ مین انتقال کیا۔ بیعت و اجازت اپنے چچا مولانا برہان الحق سے تھی۔ اپنے چچا کے ہمراہ حج و زیارت سے بھی سرفراز ہوے تھے۔ عقد آپکا اپنی پھوپھو زاد بہن مولوی اسد اللہ بن مولوی نوراللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے چار صاحبزادے مولوی حسام الحق اور مولوی عصام الحق اور مولوی عباد الحق اور مولوی زہاد الحق اور ایک صاحبزادی زوجۂ اوسط مولوی امان الحق بن مولوی برہان الحق پیدا ہوئین۔ صاحبزادونکے اذکار گذر چکے۔ صاحبزادی نے لاولد انتقال کیا۔ مولوی نظام الحق کی زوجہ کا انتقال ذی الحجہ ۱۲۸۲ھ کو ہوا۔

مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق مذکورۂ بالا۔ ولادت ۱۲۹۸ھ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپنے حضرت شاہ حافظ علی انور رحمۃ اللہ علیہ قادری اور مولانا عبدالباقی اور استاذ الاساتذہ مولانا عین القضاۃ اور مولانا عبدالمجید سے تحصیل کرکے فراغت حاصل کی اور علم طب حکمائے جھوائی ٹولہ سے حاصل کیا ایک زمانہ تک مطب فرماتے رہے اسکے بعد ملازم سرکاری ہوگئے اب آگرہ مین امدادی اسکول مین

مدرس عربی ہین۔ آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن دختر خرد مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق
کیساتھ ہوا جنسے اولادین ہوئین مگر صغر سنی مین انتقال کر گئین۔ تین صاحبزادیان بڑی ہو کر
کتخدا ہوئین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی عبد القادر بن مولوی عبد العزیز نبیرۂ مولوی عبد القادر
کیساتھ ہوا جو ہنوز صاحب اولاد نہین ہین دوسری صاحبزادی کا عقد منشی علی اختر تحصیلدار بن
مولوی شیر علی کاکوری کے ساتھ ہوا جنسے دو لڑکے خرد سال اس وقت موجود ہین۔
تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین نبیرۂ مولوی
غلام زکریا کے ساتھ ہوا۔ جو ۱۳۱۵ھ مین لاولد آگرہ مین بمرض دق وفات پاگئین۔

شمس العلما مولانا محمد نعیم بن مولانا عبد الحکیم بن مولانا عبد الرب بن بحر العلوم۔ کتب
درسیہ از اول تا آخر اپنے والد ماجد سے تحصیل فرمائے۔ ریاضی مولوی کمال الدین موہانی تلمیذ
مولانا نعمت اللہ سے پڑھکر فراغت حاصل فرمائی اور زاہد یگانہ عالم زمانہ ہوے آخر عمر تک
سلسلۂ تدریس تالیف بند نہین ہوا خاصکر علوم فقہیہ مین کمال وسعت نظر حاصل فرمائی تھی
آپکے زمانہ مین آپ کا کوئی نظیر نہین باقی رہا تھا۔ زہد و اتقا و احتیاط مین درجۂ اعلے
حاصل تھا۔ باوجود وسعت نظر و کمال علم معمولی استفتون کا جواب بھی بغیر مکرر کتاب پر
نظر کیے ہوے نہین تحریر فرماتے تھے۔ باوجودیکہ نہایت عسرت سے بسر ہوتی تھی مگر کبھی دنیا کی
جانب رغبت نہین فرمائی اور نہ کبھی امرا و حکام سے خلا و ملا رکھا۔ گورنمنٹ کی جانب سے
بلا آپکے علم کے غیرونکی کوشش سے شمس العلما کا خطاب ملا تھا مگر نہ کبھی اُس سے ذرا بھی
عزت و وجاہت کا فائدہ حاصل فرمایا اور نہ کبھی دربار مین تشریف لیگئے اور نہ کبھی سرکاری
حکام کی ملاقات کی تکلیف فرمائی۔ ہر جمعہ کو مولوی حیدر علی کی مسجد مین وعظ فرماتے تھے
نہایت آہستہ گفتگو فرماتے شکل نہایت نورانی اور پاکیزہ واقع ہوئی تھی۔ آپ کی صحبت
مین حاضرین کو دنیاوی اشغال سے غفلت اور یاد خدا کی جانب رغبت پیدا ہوتی تھی۔
باوجود ارباب دنیا سے قطع تعلق کے جو حاضر خدمت ہوتا اُس سے اخلاق کریمانہ سے پیش
آتے۔ مین کمسنی مین اکثر اپنے ناہال قصبہ فتحپور کے شیوخ اعمدا ارباب فرنگی محل کے نسب نامے لینے کیلیے
حاضر ہوتا جسکے آپ سب سے بڑے واقفکار تھے۔ آپ شفقت بزرگانہ سے باوجود میری کمسنی کے

[illegible]

نہایت وضاحت سے امور مستفسرہ کے جواب عنایت فرماتے ہیں تھے جن بزرگون کو دیکھا ہے انمین مولانا کے پایہ کو باعتبار علم وعمل باعتبار صورت وسیرت اکثر سے بڑھا ہوا پایا۔ اگلے بزرگون کے بعد مولانا کی ذات فرنگی محل کی اگلی روایتونکی حامل اور اگلے بزرگونکا نمونہ تھی بیعت واجازت ارشاد آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی تکملہ خیر العمل مین ہے کہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو مکہ مکرمہ مین سلسلہ چشتیہ مین اجازت حاصل ہوئی تھی۔ مولانا اسلم صاحب فرماتے ہین کہ حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے اجازت حاصل کی تھی جب مولانا حج وزیارت سے مشرف ہوے تو مدینہ منورہ کے مشہور عالم سید امین رضوان نے مولانا سے سند حدیث حاصل کی تھی۔ آپ کے سلسلۂ بیعت مین ہزارون اشخاص داخل تھے ناچیز راقم کے بہت حضرات کو آپ سے بیعت تھی۔ تالیفات آپ کے معلوم ہوا ہے کہ بہت ہین مگر تکمیل نہین ہو سکے۔ ایک کتاب تنقید الکلام آپ کی مولفہ مطبوع ہے مگر افسوس کہ مین اس کتاب کی بھی زیارت سے محروم رہا۔ آپ کی وفات بعارضہ ہیضہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو بوقت شب ہوئی اور دفن صبح کو قبل زوال حضرت استاذ الہند کے مزار شریف کے پہلو مین واقع ہوا مزار مبارک زیارتگاہ خلائق تھا اور اب بھی ہے۔ جب آپ کی وفات ہوئی ہے میرا سن ۱۲ سال کا تھا اور اس زمانہ مین فرنگی محل مین بچونکو جنازہ مین شرکت کرنے سے بوڑھی عورتین مانع ہوتی تھین مگر مجھکو اور میرے ساتھیون کو شرکت جنازہ کی تاکید کیگئی اور باوجود سخت تپش اور گرمی کے ہزارہا آدمیونکے ساتھ ہم نے بھی شرکت جنازہ کی۔ آپ کا پہلا عقد گدھی بہلول ضلع بارہ بنکی مین شیخ محمد تقی کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی محمد اکرم صاحب اور ایک صاحبزادی زوجہ اوسلے مولوی عبد الخالق صاحب چھوڑکر وفات فرما گئین دوسرا عقد آپ کا قصبہ احمد پور مین شیخ فصیح الدین کی ہمشیرہ سے ہوا جنسے تین صاحبزادیان تولد ہوئین ان بیوی کا انتقال شوہر نامدار کے بعد ہوا۔ تینون صاحبزادیون مین سے بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نورالحق بن مولوی نظام الحق نبیرۂ مولوی نور الحق کے ساتھ ہوا دوسری کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم کے ساتھ ہوا ان سبکے اذکار اوپر گذر گئے

چھوٹی صاحبزادی کا عقد اپنے ماموں زاد بھائی شیخ مسیح الدین بیرسٹر بن شیخ فصیح الدین احمد پوبلی سے کے ساتھ ہوا جو ماشاء اللہ صاحب اولاد ہیں۔ یہ سب بہنیں خدا کے فضل سے حیات ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے پانچ لڑکے شیخ نظام الدین شیخ قطب الدین شیخ محی الدین شمس الدین قمر الدین ہیں۔ شیخ قطب الدین و نظام الدین نے علم انگریزی تحصیل کی اور انگلستان جا کر امتحان بیرسٹری پاس کیا دونوں وکالت کرتے ہیں۔ دونوں کے عقد شیخ نعیم اللہ سید نپوری کی دختران سے ہوا۔ خدا کے فضل سے دونوں صاحب اولاد ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے دوسرے بچے تحصیل علم انگریزی میں مصروف ہیں۔ مولانا نعیم صاحب مولوی کمال الدین ہاتی کے تلمذ کا مولانا محمد اسلم کو انکار ہے جنہوں نے رسالہ نعمت آثار الاول وغیرہ کی تتبع میں تعمیر کیا ہے والعلم عند اللہ

حرف الواو

مولوی محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ ابن ملا اسعد بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے حقیقی ماموں ملا کمال الدین فتحپوری تلمیذ استاذ الہند سے پڑھکر فراغت علمی حاصل فرمائی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ استاذ الہند سے بھی پڑھا تھا واللہ اعلم۔ علمائے گرامی اور فضلائے نامدارین سے تھے۔ سلسلۂ تدریس و تالیف آخر تک جاری رکھا۔ آپ کے حلقۂ تدریس سے بڑے بڑے علمائے روزگار فارغ التحصیل ہو کر مشہور زمانہ ہوئے۔ مولانا نعمت اللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست میں آپ کے حسب ذیل تلامذہ کے نام ہیں۔ آپ کے تینوں صاحبزادوں کے علاوہ مولانا عبد النافع بن بحر العلوم مولوی فضل امام خیر آبادی (والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی)، قاضی سراج الدین مو ہانی مولوی احسان اللہ انامی مولوی نظام الدین دیوی مولوی شاہ نعیم اللہ بہرائچی قاضی رکن الدین فتحپوری انشاء اللہ خان مشہور شاعر مولوی عبد الواجد خیر آبادی مولوی لطیف اللہ بنگالی سید شاہ شاکر اللہ۔ ایک امر مجھکو آخری نام کے متعلق بیان کرنا ضرور ہے اگر یہ حضرت سید شاہ شاکر اللہ سندیلوی کا اسم گرامی ہے تو یقین غالب صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب نے کتب درسیہ ملا نظام الدین ہی سے ختم کر لیے تھے اور انھیں کی حیات میں ختم کتب فرما کر حضرت میر سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت استاذ الہند کے حکم سے بیعت کی تھی۔ الغرض مولانا محمد ولی کا شہرۂ علم و سلسلۂ درس دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف سے اپنے والد ماجد کی جگہ پر قاضی پرگنہ ملاوان کے مقرر ہوئے اور جبتک کہ

قضاۃ کے احکام شرعیہ مین حکام وقت کے جانب سے بیجا مداخلت شروع نہین ہوئی آپ قاضی رہے
اسکے بعد استعفا داخل فرماکر ومن مین قیام اختیار فرمایا اور تالیف و تدریس مین مصروف ہوے
سنہ مین انتقال فرمایا۔ آپ کی تالیفات مین سے سلم کی شرح اور حواشی زاہدیہ علے الجلالیہ
اور حواشی زاہدیہ علے شرح المواقف پر آپکے حواشی مستقلہ ہین دیگر درسی کتب پر حواشی ہین جن مین سے
شرح سلم سے استفادہ کیا ہے۔ عقد آپ کا آپکی ماموں زادبہن یعنی ملا کمال الدین کی دختر
سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی عزیز اللہ مولوی مفتی ظہور اللہ مولوی نور اللہ تولد ہوے
سب کے اذکار اوپر گزر گئے۔

مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید

راس المحققین سراج المدققین جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول الملاحق بالمہرۃ السابقین
السابق علے العلماء المتاخرین قدوۃ الاکابر والاصاغر مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ علمائے
فرنگی محل مین جن چند بزرگون پر اللہ تعالے نے باعتبار وجاہت دنیاوی اور خدمت علم کے غیر معمولی
فضل وعنایات فرمائے تھے انہین سے مولانا ولی اللہ بھی تھے استاذ الہند اور بحر العلوم اور
ملا مبین کے بعد یہ چوتھا شہسوار میدان علم و تالیفات کا ہے جو کثرت تالیفات مین اگلون سے
بھی بازی لیگیا تھا۔ فرنگی محل مین آپ پہلے عالم ہین جنہنے تفسیر قرآن مجید تحریر فرمائی آپکے
قبل اور آپکے بعد کسی نے خدمت قرآن اسقدر نہین کی جیسے آپنے کی البتہ آخر زمانہ مین حضرت
استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر لکھنا شروع فرمائی تھی چند ہی پارون کی تفسیر ہوئی تھی کہ حضرت
استاذ کی وفات ہوگئی۔ غرضکہ یہی دو عالم فرنگی محل مین ایسے گزرے ہین جنہون نے قرآن شریف کی
تفسیر لکھی ہے کسی آیت یا چھوٹی سورۃ کی تفسیر کی یہان بحث نہین ہے۔ مولانا ولی اللہ کی یہ
تفسیر بہت بڑی تقطیع کی سات موٹی موٹی جلدون مین بزبان فارسی ہے مولانا ولی اللہ کی ولادت
۱۱۸۲ سنہ مین ہوئی تحصیل علم ابتداءً اپنے ماموں مولانا عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب اور
اپنے خالو مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اسکے بعد متوسطات اور مطولات اپنے چچا مولانا مبین
بن ملا محب اللہ سے پڑھے فارغ التحصیل ہوکر کتب متقدمین اور کلام متاخرین کا مطالعہ شروع کیا
جہان کہین خزانہ کتب پایا انہین سے کتابین لیکر مطالعہ فرمایا غرضکہ کتب متقدمین و متاخرین پر

حاوی ہوگئے مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے من اکابر العلماء الواقفين على
تحقيقات المتقدمين والمتاخرين نال من البراعة والمهارة بالحظ الوفر والف تاليفا كثيرة
تدل على صعوده على معارج العلوم العقلية والنقلية۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب قبلہ پھلواری
ارشاد فرماتے تھے کہ استاذ معظم یعنی مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ علمائے فرنگی محل میں سب سے
زائد مولانا ولی اللہ کے کتب کا مطالعہ فرماتے اور سب سے زائد انکی تعریف میں کلمات ارشاد
فرماتے (انتہی کلامہ) مدت العمر خدمت علم تالیف وتدریس میں بسر فرمائی حلقۂ درس نہایت
وسیع ہوتا اسکے ساتھ اللہ تعالے نے ثروت وجاہت ظاہری بھی عنایت فرمائی تھی ہمیشہ
سرکار اودھ میں اعزازی عہدہ پر مقرر رہے وزرا اور امرا احترام وتعظیم سے پیش آتے۔ عمر بھی
خداوند تعالے نے بڑی عنایت فرمائی تھی بالآخر نصف صفر ۱۲۷۰ھ شب شنبہ کو بعمر ۸۸ سال
وفات پائی بیعت آپ کو مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی جیسا کہ اغصان سے ظاہر
ہوتا ہے اور مجھ سے خود آپ کے فرزند مولانا انعام اللہ نے بھی یہی بیان کیا تھا۔ پیر ومرشد
آپ کو غیر معمولی حسن عقیدت اور شغف محبت تھا اغصان اربعہ کی تالیف محض حضرت کے
حالات وملفوظ لکھنے کی غرض سے کی تھی اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر ومرشد کی بھی
کسقدر عنایت مولانا کے حال پر مبذول تھی مولانا کی تالیفات حسب ذیل ہیں۔ حاشیہ بر
میر زاہد رسالہ جسکی تالیف سے ۱۲۱۳ھ میں فراغت ہوئی حاشیہ بر میر زاہد ملا جلال۔ حاشیہ بر
شرح ہدایۃ الحکمۃ للصدر الشیرازی۔ حاشیہ بر حاشیہ الکمال علے شرح العقائد الجلالی۔ یہ آپ نے
ملا مبین کے ارشاد کے مطابق تحریر فرمایا تھا اور یہ ۱۲۱۵ھ میں ختم ہوا۔ رسالہ ایقاظات۔
بحث علم میں شروع تالیف اس رسالہ کی پنجشنبہ ۱۹ ارشوال ۱۲۰۵ھ میں اشارہ الہامی سے
ہوئی اسکے بعد اسکی شرح بھی خود تحریر فرمائی جو شوال ۱۲۰۶ھ کو ختم ہوئی۔ ایک رسالہ بحث
تشکیک میں ایک رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب شرح سلم العلوم۔ نفائس الملکوت شرح مسلم الثبوت
جو دو بڑی موٹی جلدوں میں بار یک قلم سے ہے۔ رسالہ عمدۃ الوسائل یہ رسالہ فارسی میں حضرت
قطب الاقطاب اور حضرت قطب شہید اور حضرت قطب الاقطاب کے خلفا اور استاذ الہند کے
بعض تلامذہ کے حالات میں صاحبزادہ والا تبار حضرت سید شاہ غلام علی بانسوی نبیرہ حضرت

قطب الاقطاب کے ارشاد سے لکھا گیا۔ حاشیہ برمیر زاہد شرح مواقف۔ رسالہ مباحث سلطنت یعنی ریاست
موسوم بہ آداب السلاطین۔ مرآۃ المومنین و تنبیہ الغافلین فی مناقب آل سید المرسلین۔ شرح
غایۃ العلوم۔ شرح معارج العلوم۔ کشف الابرار فی خصائص سید الابرار۔ حاشیہ ہدایہ چار ضخیم جلد دنمین
عبادات و معاملات پر (غالباً چارون جلدون پر) تذکرۃ المیزان۔ تکملہ شرح سلم
مولانا احمد عبد الحق۔ تکملہ شرح سلم ملا حسن۔ تفسیر معدن الجواہر سات جلد دنمین جسکا ذکر اوپر
ہو چکا ہے۔ اغصان اربعہ اسمین مولانا انوار الحق کے کرامات ذکر ہین اور قطب شہید کی تمام
اولاد کا مجملاً ذکر ہے اسی تذکرہ پر بعد کے تمام تذکرہ نویسان فرنگی محل کا اعتماد ہے۔ مین نے
انمین سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ صدرا اور عمدۃ الوسائل اور اغصان اربعہ دیکھی ہین
شرح مسلم الثبوت کے متعلق مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسکے آخر مین
مولانا ولی اللہ نے اپنے ان دونون لڑکون کے متعلق دعا کی ہے جو بیرونی بیوی سے تھے
مین نے شرح مسلم الثبوت خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے جسکا ختم ٢٦ شعبان ١٢٢٩ھ
یوم چہارشنبہ مین ہوا ہے اسکے آخر مین اولاد عطا ہونیکی دعا ہے نہ کہ کسی اولاد موجودہ کیلیے دعا
عجیب امر یہ ہے کہ یہ مسودہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور خود مولانا کے
قلم سے اسپر تحریر ہے کہ مین نے اسکو اول سے لیکر آخر تک ١٢٨٦ھ مین مطالعہ کیا ہے واللہ اعلم
مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا ولی اللہ کے ان تصانیف کے علاوہ بہت سے
دیگر تالیفات صاف شدہ اور مسودات نہایت نفیس معقولات اور منقولات مین تھے مگر اُنکے
چھوٹے صاحبزادہ نے اپنی غفلت سے اُسکو ضائع فرما دیا۔ مولانا نے تین عقد برادری مین کیے۔ پہلا
عقد آپ کا فتحپور ضلع بارہ بنکی مین حکیم عبد الغنی حفید ملا کمال الدین کی دختر سے ہوا جو لاولد
وفات پا گئین دوسرا عقد شیخ منہاج الدین سہالوی از بنی اعمام قطب شہید کی صاحبزادی سے
ہوا جو ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی اکرام اللہ بن ملا سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ اور ایک صاحبزادہ
مولوی انعام اللہ صاحب چھوڑکر وفات پا گئین۔ تیسرا عقد آپ کا امیٹھی مین شیخ عبد اللہ امیٹھوی
نبیرۂ ملا جیون مولف نور الانوار کی دختر سے ہوا یہ بیوی مولانا امیر علی شہید کی سالی تھین۔
جنسے ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے مولوی افضال اللہ اور مولوی صفی اللہ تولد ہوے۔

یہ بیوی مولانا ولی اللہ کے بعد بھی حیات رہین۔ مولانا ولی اللہ کی ان دوسری صاحبزادی کا عقد
مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جو محرم ۱۲۸۳ھ مین دو
صاحبزادیان چھوڑکر وفات پاگئین سب کے اوکار اد پر گزر گئے۔ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے
تحریر فرمایا ہے کہ مولانا ولی اللہ کے انکے علاوہ دو صاحبزادے ایک بیرونی بیوی سے تھے
اغصان اربعہ مین انکا ذکر نہین ہے واللہ اعلم۔

مولوی وحید اللہ بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب۔ آپ حضرت
حاجی شاہ وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوںمین سے ہین ہمیشہ سے شان فقیرانہ رکھتے ہین
آخر عمر مین آپنے مولوی عبد الجلیل پروفیسر بنارس کالج کی سالی سے عقد کیا جو ایک صاحبزادہ
مولوی حیات اللہ کو چھوڑکر بمرض دق وفات پاگئین دوسرا عقد آپنے بیرونی بیوی سے
ضلع گونڈہ مین کیا جنسے تین صاحبزادے خردسال موجود ہین جنکے نام سعید اللہ، سلام اللہ، دعا اللہ ہین
خدا مولوی وحید اللہ صاحب کو زندہ وسلامت رکھے اب فرنگی محل مین آپ ہی سب سے
بزرگ ہمارے سرو نیز باقی ہین۔

مولوی حکیم وہاج الحق بن ملا لمعان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق۔
جناب حکیم صاحب نے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ منقولات اپنے والد ماجد سے اور معقولات مولاد ب
مولانا عین القضاۃ سے پڑھکر فراغت حاصل فرمائی اسکے بعد علم طب کی تحصیل کیجانب توجہ
فرمائی اور حکیم محمد حسن دہلوی اور جناب حکیم عبد العزیز صاحب دریابادی سے اولاً کتب
طبیہ پڑھے اسکے بعد جھوائی ٹولہ کے نامور اطبا جناب حکیم عبد العزیز اور جناب حکیم عبد الولی
صاحب سے تکمیل طب فرمائی اسکے بعد مطب شروع فرمایا اور ایک مدرسہ بنام طبیہ وہاجیہ
اصول جدیدپر قائم فرمایا جو کئی سال سے کالج کے درجہ پر ترقی دیدیا گیا ہے اس مدرسے کے
متعلق دار الاقامہ اور ایک مفید شفاخانہ کا بھی حکیم صاحب نے افتتاح فرمایا ہے جس سے غربا
کو مفت دوائین تقسیم ہوتی ہین اعمال بالید یعنے سرجری کے کام کیلیے بھی ایک ڈاکٹر موجود
رہتا ہے آپکے صاحبزادے مولوی حکیم معراج الحق صاحب بھی اُسمین کام کرتے ہین
کامیابی کے ساتھ یہ کالج اور اُسکے متعلق شفاخانہ ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ کالج مین طب کے

ع مولوی [illegible] ۱۳۳۳ھ [illegible] انتقال ہوگیا [illegible]

کتب فارسی و عربی مین پڑھائے جاتے ہین اور اسناد حسب قواعد دیے جاتے ہین حکیم صاحب اور
اُنکے صاحبزادے کے علاوہ دیگر مدرسین بھی اس مدرسہ مین کام کرتے ہین اسکے متعلق ایک کمیٹی بھی
قائم کیگئی ہے۔ حکیم صاحب نے ۱۹۱۰ء مین اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج بھی کیا تھا۔ آپ کو بیعت و اجازت
ارشاد اپنے والد ماجد سے ۳ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو حاصل ہوئی۔ آپ نہایت قابل طبیب ہین
حکیم امجد علی صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ دہلی نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جسقدر قواعد طب کے
مطابق نسخے مین نے حکیم وہاج الحق کے پائے کسی دوسرے لکھنؤ کے طبیب کے نہین پائے۔ آپ
اپنی راے مرض و دوا کے متعلق ظاہر کرنے مین بالطبع نہایت آزاد ہین اور اسمین کسی کی پروا
نہین کرتے۔ حکیم صاحب کا عقد اول انگرام ضلع لکھنؤ مین ہوا تھا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی
ان بیوی کا لاولد انتقال بمرض سل و دق ہوگیا۔ دوسرا عقد حکیم صاحب کا چہترہ مین شیخ غلام نبی
مولوی کی دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیان باقی رہین دونون صاحبزادون
مولوی سراج الحق اور مولوی حکیم معراج الحق کا تذکرہ اوپر گزر چکا۔ صاحبزادیون مین سے بڑی لڑکی
کا عقد شیخ تاج الدین بن شیخ وہاج الدین بیرسٹر احمد پوری کے ساتھ ۲۰ رجب ۱۳۴۱ھ کو ہوا جنسے
تین صاحبزادیان خردسال اسوقت موجود ہین۔ بقیہ دونون صاحبزادیان توام پیدا ہوئی تھین
ہنوز ناکتخدا ہین۔ (ان دونون صاحبزادیونکی شعبان ۱۳۴۸ھ مین شیخ مکرم علی و شیخ مصطفی علی پسران شیخ اکرم علی

مولوی وجیہ الحق بن مولوی فضل حق نبیرۂ مولوی برہان الحق مذکور الصدر۔ آپنے ابتدائی
کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کرکے فکر ملازمت کی
اب بعہدۂ قانون گوئی ضلع فتحپور ہسوہ مین مقیم ہین۔ آپ کا عقد راجہ میان کی صاحبزادی سے ہوا
سال گذشتہ رمضان ۱۳۴۸ھ مین یہ بیوی دو خردسال صاحبزادے چھوڑکر وفات پاگئین۔ ایک
لڑکا چند دن کے بعد فوت ہوگیا موجود لڑکے کا نام وسیم الحق ہے خدا زندہ رکھے۔

مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق مذکور۔ آپنے بھی ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ
نظامیہ مین پڑھکر انگریزی شروع کی اور بی اے تک پڑھکر ملازمت کی فکر کی ٹرینگ پاس
کرکے بعہدۂ مدرسی ملازم سرکاری ہوگئے۔ اسکے بعد سرکار نظام کی سلک ملازمت مین داخل ہوگئے
اور بسلسلۂ ملازمت سررشتہ تعلیم عثمان آباد مملکت نظام مین مقیم ہین۔

عـه رزاق بخش عرف راجہ میان سرسنڈوی ۱۲ عنایت

حرف الهاء

مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ نبیرہ ملا رضا میرے بڑے بھائی مرحوم تھے جو مجھ سے عمر مین تخمیناً ۲۰ سال بڑے تھے اُن کا پہلا لڑکا جو خورد سالی مین مرگیا مجھ سے ۲۰ دن چھوٹا تھا۔ ولادت آپ کی ۲۴ رمضان ۱۲۸۱ھ کو ہوئی۔ حفظ قرآن شریف کے بعد کتب ابتدائیہ رسمیہ پڑھکر انگریزی شروع کی انگریزی پڑھنے کے بعد عربی پڑھنا شروع کی اور مولوی عبدالباقی بن مولوی علی محمد اور مولوی انعام اللہ مرحوم بن مولوی انعام اللہ صاحب سے کتب منقول مثل شرح وقایہ ہدایہ موطا شریف کے پڑھے کتب معقولہ تھوڑے پڑھے تھے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے وہان وکالت کا امتحان پاس کیا اور حیدرآباد ہی مین وکالت کرتے رہے چونکہ جائداد کا کوئی منتظم نہ تھا اسلیے تمام انتظام خراب ہو رہا تھا والد ماجد کے اصرار پر وطن واپس آکر انتظام جائداد کرتے رہے امور دنیاوی کا نہایت بہتر سلیقہ تھا نہایت ہوشیار اور سمجھدار تھے محلہ کی تقاریب و تعمیرات و اعراس کا انتظام آپ ہی نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے مدرسہ نظامیہ مین ایک زمانہ تک طلبہ کو درس دیتے رہے جب سے مدرسہ مین دارالاقامہ قائم ہوا اُسوقت سے وفات کے وقت تک آپ مہتمم دارالاقامہ رہے لڑکون پر شفقت پدرانہ فرماتے تھے اپنے والد کی جائداد کا ایسا بہتر انتظام کیا کہ اُسوقت سے جبکہ جائداد قبضہ مین آئی وقت وفات تک جائداد کی آمدنی دوگنی ہوگئی باوجود امور دنیاوی مین انہماک کے ہمیشہ صلاح و تقوے سے بسر فرمائی ہر قسم کی اچھی اور بری صحبتو نمین شرکت دوستانہ فرمائی مگر اپنا دامن محرمات شرعیہ سے ملوث نہونے دیا حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور جمیع سلاسل مین اجازت ارشاد پائی تھی۔ پیر و مرشد سے بیحد اعتقاد اور شغف محبت تھا۔ اکثر اوقات حضرت کے احوال و قصص بیان فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ اسکے معلومات عامہ بھی بہت زیادہ تھے۔ مجھکو چونکہ بچپنے سے اپنے بڑے بھائیصاحب مرحوم ہی کے پاس رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا تھا اسلیے انکی فیض صحبت سے بہت زائد واقعات اور قصص و حکایات مجھکو معلوم ہوے۔ میرے والد ماجد بسلسلۂ ملازمت ہمیشہ باہر رہے اسلیے ہم سب کی تربیت و تعلیم بھائیصاحب کے متعلق تھی اور سچ یہ ہے کہ جو کچھ بھی مجھکو آیا اُسمین بڑا دخل بھائیصاحب کی تربیت کا بھی تھا۔ حضرت استاذ

وفات ۲۲ جمادی الاول [illegible]ھ

رحمتہ اللہ علیہ کو بھی میرا خیال ہے کہ اپنے تمام عزیزون سے زائد بھائیصاحب مرحوم کا خیال اور
اُنسے محبت تھی۔ مین نے اپنی عمر مین حضرت استاذ کو کسی دوسرے عزیز کے انتقال پر اتنا متاثر ہوتے
کم دیکھا ہے جیسا کہ بھائیصاحب مرحوم کے انتقال پر متاثر ہوے تھے۔ بھائیصاحب مرحوم اکثر دردگردہ
مین مبتلا رہتے تھے جس سے اُنکی صحت بہت خراب ہو گئی تھی دفعۃً جمادی الاولی ۱۳۳۰ھ مین داہنی
شق پر فالج کا حملہ ہوا اُس سے رفتہ رفتہ بالکل صحت ہو گئی صرف خفیف ضعف کے سوا اور کوئی اثر
بھی فالج کا نہین رہا تھا کہ اس اثنا مین ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ کو انکی منتظم اور نہایت سمجھدار اور
عاقلہ بیوی کا بمرض استسقا انتقال ہو گیا جسنے بھائیصاحب کے دماغ اور اعضا پر نہایت خطرناک
اثر ڈالا اور اسکے بعد سے اضمحلال بڑھنا شروع ہو گیا یہانتک کہ اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ کو دوبارہ
فالج کا بائین جانب حملہ ہوا جس سے جانبری نہو سکی اور ۶ محرم ۱۳۳۱ھ یوم دوشنبہ کو تقریبًا
۱۱ بجے انتقال کیا۔ حضرت استاذ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکان مین نعش لاکر اسی جگہ اور انھین
تختو پر غسل دیا جن پر انکے پیر و مرشد کو غسل دیا گیا تھا۔ اور بعد مغرب مولانا محمد احمد اور مولانا
نورالحق صاحبزادگان مولانا انوارالحق کے مزار و نکے درمیان دفن کیے گئے۔ آپ کا عقد
مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کی صاحبزادی سے ۱۳۰۳ھ مین ہوا جنسے اولاد کثرت سے
ہوئی مگر زندہ نہ رہی بھائیصاحب کے انتقال کے وقت صرف تین صاحبزادے مولوی سخاوت اللہ
اور مولوی محمد حافظ صبغت اللہ اور مولوی حکیم محمد سمیع ارادت اللہ اور دو لڑکیان موجود تھین
لڑکو نکے حالات اوپر ذکر ہو گئے۔ بڑی لڑکی کا نکاح اپنے چچازاد بھائی مولوی محمد شفیع
محبت اللہ کے ساتھ ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر یہ لڑکی ۱۳۳۴ھ مین لاولد بمرض
ذات الجنب انتقال کر گئی دوسری لڑکی کا عقد مولوی حامد حسن بن مولوی نورالحسن بن سراج
رسول مولوی محمد محسن رحمتہ اللہ علیہ کاکوروی کے ساتھ ۳ رجب ۱۳۳۰ھ کو ہوا جو ایک خرد
سال لڑکی چھوڑکر بمرض دق ۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۳۳۲ھ مین انتقال کر گئین یہ خرد سال لڑکی
بھی اسی سال رمضان ۱۳۳۲ھ مین بمرض چیچک انتقال کر گئی۔ اب لڑکیون سے کوئی
اولاد نہین باقی ہے۔

حرف الیاء

مولوی محمد یوسف بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ۔ آپ ملا حسن کی رامپوری بیوی سے صاحبزادے تھے۔ تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی اور بعد ختم کتب درسیہ رامپور ہی مین مقیم رہے اور وہان وفات پائی۔ زیادہ حالات بوجہ ترک تعلقات معلوم نہو سکے۔

مولوی محمد یوسف بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا حسن۔ کتب درسیہ آپنے اپنے والد ماجد سے پڑھے اور کسب معیشت کی غرض سے حیدر آباد ہی مین سکونت فرمائی زیادہ حالات مجھکو نہین معلوم ہو سکے۔

مولوی محمد یوسف بن مولوی محمد اسحاق بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر علم طب بھی حاصل فرمایا اسکے بعد کسب معیشت کیجانب توجہ کی اور امرائے لکھنؤ کی صحبت مین پھنس گئے دکان علماء اکبر من عقلہ اور عقائد مذہبی مین خلل واقع ہوگیا۔ لکھنؤ کے کسی امیر کے ساتھ مرشد آباد چلے گئے وہان ہیضہ مین مبتلا ہوکر انتقال کیا۔ آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیان خورد سال چھوڑکر اپنے شوہر کے بعد ہی انتقال کرگئی تھین۔ ان بچون کی پرورش انکی دادی نے کی جب خبر انتقال مولوی محمد یوسف کی والدین کو معلوم ہوئی سخت صدمہ ہوا والدہ ماجدہ نے اسی غم مین قصد ہجرت کیا اور اپنے شوہر کے بھتیجے ملک العلما مولانا حیدر کے ہمراہ حج کو روانہ ہوئین اور جیسا کہ ملا حیدر کے ذکر مین گذرا واپسی مین جہاز غرق ہوگیا مولانا اسحاق کی بیوی بھی غرق ہوگئین۔ مولوی یوسف کے صاحبزادہ مولوی محمد عیسےٰ کا ذکر اوپر گذر چکا۔ انکی دونون صاحبزادیون سے ایک کا عقد مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد مولانا معین بن ملا مبین کے ساتھ ہوا جنکے اذکار اوپر گذر گئے۔

مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد عیسےٰ بن مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ۔ آپنے کتب درسیہ مولوی خادم احمد اور دیگر علماء سے پڑھے۔ اسکے بعد فکر معیشت کی جانب توجہ فرمائی اخبار کارنامہ اور مطبع جاری فرمایا جو ایک مدت تک نہایت خوبی سے چلتا رہا آپکی پیرانہ سالی مین سابق انتظام اُسکا باقی نہین رہا اور آخرکار بند ہوگیا۔ آپنے حکام کی نظر دنین

بھی اعزاز پیدا کیا تھا آپ نے آخر زمانہ مین بوجہ مطبع اور اخبار کے بند ہوجانے اور آمدنی نہ رہنے کے نہایت عسرت مین بسر فرمائی غیور بہت زائد تھے اسلیے دست سوال امرا کے سامنے دراز نہین فرمایا آخر ۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ مین طویل علالت کے بعد انتقال فرمایا آپ کا عقد مولانا نعیم اللہ بن مولانا حبیب اللہ کی دختر سے ہوا تھا جو لاولد شوہر کی حیات مین ۱۳۱۶ھ مین وفات پا گئین دوسرا عقد فرنگی محل سے ایک دختر تھین جو مولوی حکیم امتیاز الحق صاحب بن مولانا المعان الحق نبیرہ مولانا نور الحق صاحب سے منسوب ہوئین یہ بھی ایک خورد سال لڑکی محمد سعید کو چھوڑ کر ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ مین بمرض ہیضہ انتقال فرما گئین۔ اب مولوی اسحاق صاحب کی اولاد نسبی مین کوئی باقی نہین ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ایک زمانہ تک مدرسہ اشاعۃ العلوم کے بھی مہتمم اعلے ونتظم رہے تھے یہ مدرسہ مولانا عبدالحی اور مولانا عبدالوہاب رحمہما اللہ نے ابتدائی تعلیم کے لیے قائم کیا تھا جسکے ناظم مولانا عبدالوہاب صاحب تھے مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال تک یہ مدرسہ نہایت آب و تاب سے چلتا رہا اسکے بعد مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ اپنی مصروفیتون کے اس سے علیحدگی اختیار کی اور یہ مدرسہ کمزور ہو گیا اسپر بھی ۱۳۱۲ھ تک مولوی یعقوب صاحب کے اہتمام مین کسی نہ کسی طرح چلتا رہا آخر کار بند ہو گیا۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ عالیہ نظامیہ کو انھین بنیادون پر نئے سر سے اعلے پیمانہ پر قائم فرمایا اور خدا کے فضل و کرم سے ابتک قائم ہے۔

مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ تحصیل علوم حضرت استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور ملا حسن سے کرکے فارغ التحصیل ہوے۔ زبردست عالم اور مفتی تھے خاصکر علوم دینیہ مین ایسی مہارت حاصل تھی کہ اپنے زمانہ مین ان علوم کے ممتاز افراد مین سے تھے استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی مین آپ کی تدریس کی شہرت ہو گئی تھی آپ کی دیانت اور تقوے پر عوام اور خواص سب کو بھروسہ تھا یہانتک کہ سرکار اودھ کی جانب سے آپ کو عہدۂ افتا سپرد ہوا جسکو آخر عمر تک آپ نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے حکام کو آپ کے فتاووں پر بہت زائد اعتبار و اعتماد تھا۔ آخر عمر مین آنکھون سے معذور ہو گئے تھے یاد الٰہی مین بسر فرماتے تھے اور گھر پر فتووں پر دستخط فرماتے اپنے صاحبزادہ مفتی احمد ابوالرحیم

کو طریقہ فتوے لکھنے کے سکھاتے صاحبزادون کی تعلیم و تربیت کے بذات خاص نگرانی فرماتے۔
نصف قرآن شریف بھی حفظ فرما لیا تھا آخر ۷۰ سال کی عمر مین بعہد شاہ عالم وفات پائی۔ عقد
آپ کا آپ کی چچا زاد بہن مولانا احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کی دختر سے ہوا تھا جنسے چار صاحبزادے
مولوی عبد القدوس اور مولوی مفتی احمد ابو الرحیم اور مولوی ابو الکرم اور مولوی ابو الفضل اور
تین صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ صاحبزادونکے اذکار اوپر گذر چکے۔ صاحبزادیونمین سے ایک کا عقد
مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی کے ساتھ دوسری کا عقد اپنے ماموں زاد بھائی ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ
کیساتھ ہوا ان دونون کے تذکرے اوپر گذرے تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض الدین
لکھنوی کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی قدرت علی اور مولوی عزیز علی پیدا ہوئے ان
ان دونون صاحبون کے حالات بطور ضمیمہ آخر کتاب مین ذکر کرونگا۔ اولاد قطب شہید مین
انکی اولاد کا تذکرہ بے وجہ تھا۔ مفتی صاحب کے تلامذہ مین سے منشی غلام مرتضے کاکوروی بھی تھے
مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نبیرۂ مفتی محمد یعقوب مذکورۂ بالا۔ ولادت آپ کی آپکے
دادا کی حیات مین ۱۲۲۳ھ مین ہوئی اکثر کتب درسیہ آپنے اپنے والد ماجد سے پڑھے رسالۂ قوشجیہ
مولانا نور اللہ بن ملا ولی سے پڑھا اور کچھ کتابین مولانا مفتی ظہور اللہ سے پڑھکر فارغ التحصیل
ہوئے۔ سیرت و صورت دونونمین یوسف ثانی تھے نہایت خوبصورت کسرتی بدن تھا ورزش
آخر عمر تک ترک نہین فرمائی ایک مدت تک وطن مین تدریس و تالیف مین مصروف رہے
آپکے والد ماجد کے انتقال کے بعد عہدۂ افتا آپکے سپرد ہوا تھا جسکو غدر ۱۲۷۴ھ تک آپ
انجام دیتے رہے ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین آپ کا گھر بار لوٹ لیا گیا تھا اسمین
آپکے مال واسباب کے ساتھ کتب خانہ بھی بہت کچھ ضائع ہو گیا اس کے بعد نہایت عسرت سے
بسر ہوتی تھی سفر حج کا ارادہ فرمایا مگر زاد راہ ممکن نہوا ۱۲۷۸ھ مین جب آپکے شاگرد مولانا
عبد الحلیم بن مولانا امین اللہ جونپور سے حیدر آباد چلے گئے تو آپ کو اپنی جگہ پر جونپور مین
مقرر کر گئے۔ ۱۲۸۳ھ مین جب مولانا عبد الحلیم صاحب اپنے صاحبزادہ مولانا عبد الحی کا نکاح
کرنے آئے تھے جو آپ کی پوتی سے ہونیوالا تھا تو آپ بھی جونپور سے اپنی پوتی کے عقد مین
شرکت کیلیے تشریف لائے تھے اس اثنا مین آپ سخت علیل ہوگئے یہانتک کہ سب کو آپکی

حیات سے مایوسی ہو گئی اس اثنا مین آپ نے خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ آپ کی موت سفر مین ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا عقد سے فراغت کے بعد جب مولانا عبد الحلیم صاحب ۱۲۸۵ھ مین حیدر آباد واپس جانے لگے تو باصرار آپ کو حیدر آباد چلنے پر راضی کیا مگر مولوی حیدر حسین صاحب وکیل بن حاجی امام بخش جونپوری (والد نواب عبد المجید وجد نواب محمد یوسف وزیر امور عامہ) نے کسیطرح آپ کو اپنے مدرسے سے جانے نہ دیا مجبوراً آپ نے جونپور مین تھوڑے دنون قیام فرمایا اور شعبان ۱۲۸۵ھ مین وطن آکر بمبئی بارادۂ حج روانہ ہوے اور مکہ معظمہ پہونچکر کچھ قیام فرمایا اواخر شوال مین بارادۂ زیارت روضہ اطہر مدینہ منورہ علے صاحبہا الف الف تحیۃ وصلوٰۃ وتسلیم روانہ ہوے راستہ سے بخار اور اسہال مین مبتلا ہوے مدینہ منورہ پہونچکر ۸ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ کو انتقال فرمایا اور جنت البقیع مین دفن ہوی فطوبی لہ من حسن خاتمۃ وفضل مضجع ومدفن۔ آپ نہایت عابد وزاہد شب زندہ دار تھے۔ جونپور مین حافظ قدرت اللہ سے مین نے سنا کہ آپ کا معمول تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور عبادت اور ذکر بالجہر فرماتے صبح ہونے پر نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن شریف فرماتے اسکے بعد ورزش فرماتے ورزش کے بعد غذا نوش فرماتے اور شب و روز مین صرف اسی وقت غذا نوش فرماتے اسکے بعد سے درس شروع ہوتا ۱۱ بجے تک درس ہوتا اسکے بعد تھوڑی دیر تالیف و تصنیف مین صرف فرما کر آرام فرماتے اٹھکر نماز ظہر سے فراغت کے بعد پھر تدریس فرماتے مغرب کے بعد پھر تالیف و تصنیف مین مصروف رہتے عشا کی نماز کے بعد آرام فرماتے یہانپر مولانا کی دیانت کے متعلق ایک قصہ جو مجھ سے میرے والد نے بیان فرمایا تحریر کرتا ہون والد ماجد فرماتے تھے کہ غدر کے پانچ چھ سال کے بعد جبکہ میری عمر تقریباً ۱۴ سال کی ہو گی ایک انگریز فرنگی محل مین مفتی محمد یوسف صاحب کو دریافت کرتا آیا مجھ سے بھی مولانا کو پوچھا مین نے پتہ بتا دیا مجھ سے کہا کہ چلکر وہان تک پہونچا دو مین مولانا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک انگریز آپ کو دریافت کر رہا ہے آپ نے فرمایا بلا لاؤ وہ حاضر خدمت ہوا اسوقت مولانا ٹوٹی ہوئی بوسیدہ چٹائی پر بیٹھے ہوے کچھ تحریر فرما رہے تھے انگریز کو ایک شکستہ مونڈھے پر بٹھایا اس نے کچھ شرعی مسائل نکاح و طلاق کے متعلق آپ سے دریافت کیے آپ نے اسکے جوابات مفصل ارشاد فرمائے اسکے

بعد اُسنے دریافت کیا کہ جناب کی بسر اوقات کیسے ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ اب خط ہر حساب
مین سے کچھ باقی نہین رہا ہے عسرت مین بسر ہوتی ہے اُسنے عرض کیا کہ مین سرکاری ملازمت
آپ کو دلا دونگا آپنے فرمایا کہ مین مدتون شرع کے احکام جاری کر چکا ہون اب مجھکو اپنے
خدا سے شرم آتی ہے کہ خلاف شرع احکام دون اور انگریزون کی ملازمت مین یہ ضروری
ہوگا اُسنے کہا کہ نہین مین ایسی صورت کر دونگا کہ آپکے متعلق احکام دنیاوی انمین کوئی خلاف
شرع امر آپکے متعلق نہ کیا جائے آپنے منظور فرمایا وہ انگریز چلا گیا اور دوسرے دن پھر آیا
اور اپنے ساتھ ایک مسلمان منشی کو لیتا آیا اور آپسے عرض کیا کہ مین نے آپکے لیے رجسٹراری
کا عہدہ تجویز کیا ہے جسکی آمدنی اسوقت چھ سات سو روپیہ ماہوار سے زائد تھی آپنے دریافت
کیا کہ رجسٹراری کیا شے ہے اُسنے آپ کو سمجھایا اُسکے بعد کہا کہ آپ کو کچھ زحمت نہ کرنا پڑیگی
ایک کمرہ دیدیجیے اُسمین یہ منشی بیٹھکر سب کام انجام دے لینگے آپ کو چار بجے صرف
رجسٹرون اور دستاویزون پر دستخط کر دینا ہونگے رجسٹری کا دفتر آپکے یہان رہیگا آپنے
منشی کو نیچے کے کمرہ مین بیٹھنے کی ہدایت کر دی دوسرے دن سے کام شروع ہو گیا یہ انگریز
اُس زمانہ مین فنانشل اور جوڈیشل کمشنر اودھ کا تھا۔ دوسرے دن جب منشی کام ختم کر چکا اور
تمام دستاویزون کو درج رجسٹر اور مکمل کر کے مفتی صاحب کے پاس دستخط کو لیگیا آپنے دستاویز دیکھ
پڑھنے کا ارادہ کیا منشی نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہین مین نے دیکھ لیا ہے سب
صحیح اور مکمل ہین صرف دستخط فرما دیجیے آپنے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے میرے دستخط تو بمنزلہ
میری شہادت کے ہونگے جبتک پڑھ نہ لون شہادت کیسے دون منشی نے عرض کیا کہ آپ کو
اختیار ہے مگر اسکی ضرورت نہین ہے۔ آپنے رجسٹر کھولکر دستاویزین ملاحظہ فرمانا شروع کین
اتفاقاً پہلی دستاویز سودی قرضہ کے متعلق تھی دیکھتے ہی غصہ سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا
اور رجسٹر اُٹھا کر دور پھینکدیا اور منشی سے کہا کہ ابھی نکل جاؤ اور فوراً اُسکو نکالدیا وہ متحیر
ہو کر انگریز کے پاس گیا اور اُس سے واقعہ بیان کیا اوسکو یقین نہین آیا اُسنے منشی سے کہا
کہ ضرور تم نے کوئی نالائقی کی ہوگی اُسنے جب اصرار سے انکار کیا تو وہ انگریز منشی کو لیے
ہوے دوسرے دن مفتی صاحب کیخدمت مین آیا آپنے صورت دیکھتے ہی اُسکو بھی ڈانٹنا

شروع کیا اور فرمایا کہ کافر سے اسکے سوا اور کیا امید ہوسکتی تھی میری ہی غلطی تھی جو کافر کے کہنے مین آگیا اور زار و قطار رونا شروع کیا وہ انگریز بالکل ساکت بیٹھا رہا تھوڑی دیر کے بعد اُس نے عرض کیا کہ آخر ارشاد ہو کہ کیا غلطی منشی سے ہوئی آپ نے فرمایا کہ سودی دستاویز پر میرے دستخط کرا رہا تھا جو گویا میری شہادت تھی حدیث شریف مین سود کے متعلق لکھنے والے اور گواہ سب پر لعنت آئی ہے ابھی تھوڑے زمانہ تک تو میرے دستخط خدا اور رسول کے احکام پر ہوتے تھے اب میرے دستخط سودی دستاویز پر ہونگے۔ اُسنے آپ سے بہت معافی مانگی اور عرض کیا کہ مجھسے غلطی ہوگئی مین اب ایسی صورت تجویز کردونگا کہ یہ بھی زحمت نہ ہے اور کسی غیر مشروع امر کی زحمت نہ پیش آئے۔ آپنے باوجود اُس انگریز کے بیحد اصرار کے کسیطرح منظور نہ فرمایا۔ یہ انگریز اسکے بعد بھی کبھی کبھی مسائل دریافت کرنے حاضر خدمت ہوتا تھا۔ انتہےٰ۔ آپ کا عقد مولانا عبدالواحد نبیرۂ بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی ابو الجیش محمد مہدی جنکا ذکر اوپر ہوچکا اور دو صاحبزادیان ایک زوجہ مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ جنکا انتقال یکم جمادی الثانیہ ١٢٩٥ھ کو ہوا اور دوسری زوجۂ مولوی انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ یادگار رہین۔ مفتی صاحب کو بیعت حضرت مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی اور تعلیم اذکار و اشغال حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی تھی۔ آپکے تصانیف حسب ذیل ہین۔ حاشیہ شرح سلم ملاحسن حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک حاشیہ شمس بازغہ تکملہ حواشی ملاحسن بر شمس بازغہ حاشیۂ طبعیات شفا حاشیہ شرح وقایہ انکے علاوہ بخاری شریف اور بیضاوی پر متفرق تعلیقات ہین آپکے حالات مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ سعایہ اور مقدمۂ عمدۃ الرعایہ مین بھی ذکر کیے ہین۔

مولوی محمد یوسف عرف مفتی صاحب بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف مذکورۂ بالا۔ ولادت ١٢٨٩ھ کو ہوئی کتب ابتدائیہ آپنے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور بقیہ کتب مولانا حفیظ اللہ اعظمگڈھی اور استاذ الاساتذہ مولانا عین القضاۃ شاگردان مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے ابتداءً تدریس کا اتفاق نہین ہوا جب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ ١٣٢١ھ مین سفر حج کو

تشریف لیگئے تو مفتی محمد یوسف صاحب مجکو اور مولوی محمد قائم صاحب کو ہمراہ لیکر مولانا عین القضاۃ
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین گئے اور اُنسے ہماری تعلیم کیلیے عرض کیا مولانا نے فرمایا کہ مین نے مولوی
حافظ احمد کے پڑھانے کے بعد پڑھانا بالکلیہ ترک کردیا ہے اسکے بعد مفتی صاحب نے پڑھانے پر
بیحد اصرار و تاکید فرمائی اور ہم لوگون سے کہا کہ تم انکا پیچھا نہ چھوڑنا غرضکہ مین نے اور مولوی
قائم صاحب نے میبذی اور نفحۃ الیمن اور رشیدیہ اور ہدایہ کے کچھ اسباق مفتی صاحب سے پڑھے
جب مدرسہ عالیہ نظامیہ قائم ہوا تو اسمین بھی آپ برابر درس دیتے رہے۔ غالبا تالیف و تصنیف
کا اتفاق نہین ہوا۔ اللہ نے آپ سے علمی خدمت اسکے بدلے اسطرح لی کہ آپ نے اپنے مطبع یوسفی کے
ذریعہ سے ہزارون کتابونکی عالم اسلام مین اشاعت فرمادی۔ آپ کو آخر مین ذیابیطس کی
شکایت ہو گئی تھی ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مین ایک معمولی پھنسی پاؤنمین گھٹنے کے قریب نکلی
جسمین اندر ہی اندر مواد پیدا ہو گیا ختم محرم تک تمام پاؤنمین مواد پیدا ہو گیا اور وہ
برابر بڑھتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ شروع صفر ۱۳۲۴ھ مین بوقت صبح آپ نے انتقال فرمایا
اور باغ مولانا انوار مین اپنے جد امجد مفتی محمد یعقوب سے متصل اور مولانا نور الحق کے قبر کے
پائین آپ دفن ہوے۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ عقد
آپ کا مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی سے ۹ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو ہوا
جو اسوقت تک بفضلہ تعالے حیات ہین۔ انسے مفتی صاحب کے تین صاحبزادے ہوے جنکے
نام یہ ہین مولوی ابو الرحم محمد ایوب مولوی ابو الکرم محمد یونس مولوی ابو الفضل محمد ادریس
انمین سے مولوی یونس کا اپنے والدین کے روبرو انتقال ہو گیا۔ انکا ذکر آگے آتا ہے
بقیہ کے اذکار اوپر گزر گئے۔

مولوی محمد یونس بن مفتی محمد یوسف ثانی بن مولوی قاسم نبیرۂ مفتی محمد یوسف اول۔
حفظ قرآن شریف کے بعد کتب درسیہ کی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین تحصیل کرکے اور مولوی اور مولانا کی
سندین حاصل کین یہ صاحبزادے نہایت ہونہار عقلمند ذکی و ذی فراست تھے علوم جدیدہ سے بھی
اچھی واقفیت حاصل کی تھی انگریزی بھی خود اپنے شوق سے پڑھ لی تھی غرضکہ ان صاحبزادے
سے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور ہم سب کو امید قوی تھی کہ اپنے نامور نانا کے صحیح قائم مقام

ہو نگے اور اُنکے نام کو اور روشن کرینگے مگر افسوس کہ دست قضا نے تمام امیدون کو مٹی مین ملا دیا یہ صاحبزادے حیدر آباد مین عثمانیہ یونیورسٹی مین پروفیسر تفسیر مقرر ہو کر گئے اور تھوڑے دنون کام کرنے پائے تھے کہ کھانسی اور بخار نے جو انکا پرانا مرض تھا عود کیا علیل فرنگی محل مین واپس ہوئے اور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ مین اسی تاریخ جس میں اُن کے نامور نانا نے وفات پائی تھی رہگرائے عالم بقا ہوئے اور اپنے والدین اور دیگر اعزا کے دل پر داغ حسرت رکھ گئے۔ تالیف و تصنیف کا پڑھنے کے وقت سے شوق تھا اور ختم تعلیم کے بعد محققانہ لکھنے کا ذوق پیدا ہوا حسب ذیل تالیفات لکھے تھے ایک بینظیر رسالہ مسئلہ خلافت کے متعلق لکھا تھا جو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے لندن بھیجا تھا افسوس کہ وہ گم ہو گیا کلی طبعی اور بعض مسائل منطقیہ پر اعتراضات اور جدید علوم کی روشنی مین اسپر محققانہ بحث اس موضوع پر جو رسالہ لکھا تھا وہ مجھکو بھی دکھایا تھا۔ ایک کتاب روح الاجتماع جو موسیو برنی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ابن رشد کے نام سے حالات ابن رشد مین ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جسمین ابن رشد کے کتب پر نہایت قابلانہ تبصرہ و نقد بھی ہے یہ دونون کتابین دار المصنفین اعظمگڈھ کی طرف سے طبع بھی ہو گئی ہین۔ تفسیر پر بھی متفرق یادداشت بزمانہ درس لکھے تھے۔ عقد کی نوبت نہین آئی تھی کہ یہ گل سرسبز باد خزان کے جھونکون سے کمھلا گیا۔

مولوی محمد یونس اپنے نامور نانا کے پہلو مین مشرقی طرف دفن ہوے اور اوپر سے دونون مزارونکو ایک کر کے دونون کے گرد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ مرمر کی جالی لگوادی ہے (قد تم اصل الکتاب فالحمد للہ)

ضمیمہ

در ذکر اولاد مولانا قدرت علی و مولوی وزیر علی نواسگان مفتی محمد یعقوب بن مولوی عبد العزیز
بن ملا سعید بن قطب شہید۔ جیسا کہ مفتی محمد یعقوب صاحب کے حالات مین ذکر ہوا انکی ایک
صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض علی کے ساتھ ہوا اُنسے دو فرزند مولانا قدرت علی اور مولوی وزیر علی
پیدا ہوے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل مین ہی سکونت اختیار کرلی تھی اور فرنگی محل مین
انکے تعلقات رہے اسلیے انکا ذکر بطور ضمیمہ اولاد قطب شہید کے ذکر کے ساتھ مناسب ہے۔

مولوی قدرت علی نے بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم اولاً مولانا نور الحق سے کی پھر
تکمیل مدراس جاکر حضرت بحر العلوم سے فرمائی اور فارغ التحصیل ہوے عالم باعمل اور
فاضل زمانہ تھے مدت العمر خدمت علم مین بسر فرمائی آپ سے بعض علماے فرنگی محل نے بھی
پڑھا تھا۔ آپ کا عقد اولاً مولانا محمد عبد الاعلی بن بحر العلوم کی دختر کے ساتھ ہوا جو ایک
صاحبزادی چھوڑکر وفات پاگئین ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی نیاز احمد
بن مولوی وزیر علی کے ساتھ ہوا جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی قدرت علی صاحب کا دوسرا
عقد شیوخ مین ہوا جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے صاحبزادی کا عقد مولوی
عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم نبیرۂ بحر العلوم کے ساتھ ہوا جنکا ذکر حرف عین مین ہوچکا دونون
صاحبزادون کے نام ظفر احمد اور عبد الرحمن تھے۔ مولوی قدرت علی کی وفات ۱۲۶۳ھ
مین ہوئی۔ مولوی ظفر احمد کتب درسیہ پڑھکر فارغ التحصیل ہوے ملک العلما ملا حیدر کی
صاحبزادی سے عقد ہوا اور ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین یادگار چھوڑکر ۱۲۶۶ھ مین انتقال
کیا۔ مولوی فخر الدین کتب درسیہ فرنگی محل مین پڑھکر فارغ التحصیل ہوے نہایت خوش
لحن اور خوش بیان واعظ تھے اپنے زمانہ مین بلکہ اپنے قبل بھی اس امر مین اپنا نظیر نہین رکھتے
تھے نہایت عقلمند اور سمجھدار تھے۔ بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپکا
عقد اولاً شیخ زین العابدین سہالوی از بنی اعمام قطب شہید کی دختر سے ہوا جو تین صاحبزادیان
ایک زوجہ مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ اور دوسری زوجہ مولوی ابراہیم بن مولوی

علی محمد اور تیسری زوجہ مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم اور ایک صاحبزادہ مولوی نظام الدین چھوڑکر وفات پاگئین دوسرا عقد مولوی فخر الدین نے اپنی ماموں زاد بہن دختر مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر سے کیا جو لاولد انتقال کر گئین مولوی فخر الدین صاحب نے تیسرا عقد کلکتہ مین بھی کیا تھا مولوی فخر الدین صاحب نے ۱۱ جمادی الاولی ١٣١٠ھ کو کلکتہ مین انتقال کیا اور مٹیا برج مین ایک مسجد کے مشرقی گوشہ مین دفن ہوے۔ مولوی نظام الدین بن مولوی فخر الدین ـ کتب درسیہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے نہایت قابل اور زبردست فاضل تھے حضرت مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی زبان سے اُنکی قابلیت کی تعریف فرماتے تھے آپ نے فرنگی محل کے قیام کے زمانہ مین تدریس کی جانب بھی توجہ فرمائی مگر پھر ترک تدریس فرمادیا علم طب بھی حاصل فرمایا اور اسمین بھی کمال پیدا کیا فکر معیشت مین بنارس چلے گئے اور وہان ہی قیام فرمایا اور وہان مطب بھی شروع فرمایا آپ کے علاج کی وہان بہت شہرت تھی خاص عزت و احترام کی نظرون سے دیکھے جاتے تھے آخر ١٣١٩ھ مین علیل ہوکر وطن واپس ہوے اور مداوا کرتے رہے جب کچھ فائدہ نہوا تو جائس ضلع رائے بریلی مین کسی طبیب سے علاج کرانے کی غرض سے تشریف لیگئے اور وہان ذی الحجہ ١٣٢٩ھ مین بمرض دق انتقال کیا۔ آپ کا عقد حضرت مولانا عبد الرزاق کی صاحبزادی سے ہوا تھا اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر زندہ نہ رہی اور بیوی صاحبہ نے لاولد انتقال کیا بنارس مین آپ نے بیرون فرنگی محل بھی ایک عقد کیا تھا جنسے صرف ایک صاحبزادے نصیر الدین اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین ان بیوی کا بھی بعارضہ دق انتقال ہوگیا اور صاحبزادی بھی بمرض دق ناکتخدا فوت ہوگئین۔ مولوی نصیر الدین بن مولوی نظام الدین نے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اُنکی حسب وصیت لکھنؤ مین قیام حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ کے مملوکہ و خریدکردہ مکان (یعنی مکان مولوی یعقوب بن مولوی عیسے مرحوم معروف بہ مسجد والا گھر واقع شمال مسجد فرنگی محل) مین اختیار کیا اور انگریزی مین کمال حاصل کیا نہایت قابل اور ہوشیار اور سمجھدار تھے بی اے پاس کرکے ایم اے کا امتحان دیا تھا کہ

مرض دق مین مبتلا ہوگئے بالآخر ۲ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ مین انتقال کیا بعد باغ مولوی انوار الحق مین دفن ہوئے۔ انکا عقد شیخ عابد علی نیناموی کی لڑکی سے ہوا جنسے ایک لڑکا خرد سال جمیل الدین موجود ہے اور اپنی مان کے ساتھ ٹہنٹلا مین مقیم ہے۔

مولوی عبد الرحمن بن مولوی قدرت علی کا نکاح اولاً مولوی عبد الجامع بن مولوی نافع بن بحر العلوم کی دختر سے ہوا جو لاولد انتقال کرگئین۔ دوسرا عقد مولوی عبد الرحمن سے شیخ علی بخش لکھنوی کی صاحبزادی یعنے مولوی وحید اللہ اور مولوی نصیر اللہ پسران مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کی خالہ کے ساتھ کیا۔ یہ میان بیوی دونون شباب مین ایک صاحبزادہ مولوی عبد الحفیظ چھوڑکر وفات پاگئے۔ مولوی عبد الحفیظ نے کتب رسمیہ پڑھکر فکر معاش کی اور مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ کی دختر سے عقد ہوا شوہر اور بیوی تقریباً ۱۵ دن کے آگے پیچھے انتقال کرگئے ان کا ایک لڑکا عبد البصیر تھا جو اب مفقود الخبر ہے۔ مولوی عبد الرحمن کا انتقال صفر ۱۲۸۶ھ مین ہوا۔

مولوی قدرت علی کے دوسرے بھائی مولوی وزیر علی نے جوانی مین ایک صاحبزادے مولوی نیاز احمد چھوڑکر انتقال کیا۔ مولوی نیاز احمد نے بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے چچا مولوی قدرت علی سے کیا اور ایک صاحبزادے مولوی نثار احمد اور ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی نقیر اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ نبیرۂ ملا رضا چھوڑکر ۲ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۸۲ھ مین بمقام سہالی انتقال کیا اور پائین مزار حضرت قطب شہید دفن ہوئے۔ مولوی نیاز احمد کی صاحبزادی کا حال مولوی نقیر اللہ کے بیان مین گزرا کہ لاولد فوت ہوگئین۔ مولوی نثار احمد رامپور مین مقیم تھے حفظ قرآن کیا تھا اسکے علاوہ انکے حالات معلوم ہوسکے۔ بالجملہ مولوی قدرت علی اور انکے بھائی کی بسپری اولاد سوائے جمیل الدین بن مولوی نصیر الدین کے کوئی بچہ معلوم نہین ہے

قد وقع الفراغ من تسويد هذه الاوراق بعد العصر يوم الثلثاء فى الثامن والعشرين من شهر الله الحرام المحرم سنة سبع واربعين بعد الالف وثلثمائة من هجرة من لولاه لما خلقت الافلاك

انا الفقير الراجى عفو ربه القوى محمد عنايت الله بن مولوى شرافت الله

بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولانا ... بن مولوی سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن مولانا قطب الدین الشہید السہالوی واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

۲۸ محرم ۱۳۳۱ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۱۳ء یوم سہ شنبہ

کتاب ہذا کی طبع میں دو سال صرف ہوگئے اس درمیان میں جو واقعات پیش آئے وہ بھی لکھے جاتے ہیں بعض امور اصل کتاب اور بعض حواشی میں لکھ دیئے گئے ہیں بقیہ امور حسب ذیل ہیں۔ اسی کے ساتھ جن امور کی غلطی مجھ کو بعد طبع کتاب معلوم ہوئی یا جو طبع میں بعض باہم غلطیاں رہ گئی ہیں اُن کو بھی لکھ دیتا ہوں

(۱) (صفحہ ۳۰) مولانا محمد احمد کی وفات سنہ ۱۲۶۰ھ میں ہوئی کذا فی خیر العمل۔

(۲) مولوی اکرام اللہ صاحب (صفحہ ۳۴) کی وفات سنہ ۱۲۶۴ھ میں ہوئی۔

(۳) زوجۂ منشی بہاؤ الدین دختر مولوی احمد حسین) کی وفات ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ھ میں ہوگئی (صفحہ ۳۵)

(۴) (صفحہ ۳۶) مولوی احمد حسین عرف ننھو میاں کا محرم سنہ ۱۳۳۰ھ میں حیدرآباد میں انتقال ہوگیا۔

(۵) (صفحہ ۳۶) مولوی اسعد حسن تحصیل علم سے فارغ ہوگئے اور مدرسۂ عالیہ نظامیہ سے سند مولانا اور لکھنؤ یونیورسٹی سے سنہ ۱۹۱۳ء میں دبیر کامل کی بھی ڈگری حاصل کرلی اب ایک ماہانہ رسالہ موسوم بہ قیام الدین جاری کیا ہے لکھنؤ میں مقیم ہیں۔

(۶) صفحہ (۳۹) مولوی محمد ایوب صاحب کی تیسری صاحبزادی سنہ ۱۳۳۰ھ میں پیدا ہوئی اور مولوی محمد ادریس صاحب کی بھی ایک لڑکی سنہ ۱۳۳۰ھ میں پیدا ہوئی ہے۔

(۷) (صفحہ ۴۲) مولوی برکت اللہ صاحب کی بڑی لڑکی کا رجب سنہ ۱۳۳۰ھ کو عقد شیخ مجتبیٰ حسین صاحب بن شیخ احمد حسین گوپاموی) اُن کے ساتھ ہوا۔

(۸) (صفحہ ۴۳) مولوی برہان الحق کی زوجہ کی وفات محرم سنہ ۱۲۹۵ھ میں اور مولوی بشارت اللہ کی وفات نکاح ثانی کی چندماہ بعد سنہ ۱۲۹۵ھ میں ہوئی کذا فی خیر العمل۔

(۹) (صفحہ ۴۶) زوجہ مولوی جمال الدین کی وفات سنہ ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔

(۱۰) (صفحہ ۵۴) مولوی حیات اللہ صاحب انٹرنس . پاس کرکے (ایف اے کلاس) میں پڑھ رہے ہیں۔

(۱۱) (صفحہ ۵۵) مولوی حسام الحق صاحب کی صاحبزادی زوجہ مولوی نصیر الحق صاحب سے معلوم ہوا کہ اولاً مولوی حسام الحق کا عقد شیخ حشمت علی کی دختر سے ہوا جن سے ایک دختر زوجۂ مولوی عبد الوہاب بن مولوی عبد الرحیم پیدا ہوئیں انکی وفات کے بعد دوسرا عقد مولوی حسام صاحب کا شیخ ظہور علی کی دختر سے ہوا جن سے دوسری صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ یہ دونوں بیویاں حقیقی ماموں زاد اور پھوپھیزاد بہنیں تھیں۔

(۱۲) شیخ غلام نبی کی دختران سے مولوی حبیب اللہ اور مولوی نجیب اللہ پسران مولوی مسیح اللہ اور حکیم ولی الحق کے عقد ہوئے ہیں وہ اصلی باشندے ... ضلع باندہ کے تھے پھر مسولی اور بعد کو جترہ ضلع البستی میں ساکن ہوگئے

(۱۳) (صفحہ ۶۱) مولوی محمد حسین صاحب کی پہلی بیوی ... شیخ علیم اللہ بن شیخ عشرت اللہ بن شیخ عزیز اللہ قادری ... دوسری بیوی دختر شیخ احسان احمد کی وفات جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۱ھ میں ہوگئی اور جو لڑکے ہیں اور